جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

قادیانیوں سے فیصلہ کن

مناظرے

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
اور قادیانی مبلغین کے مابین علمی مناظروں کی دلچسپ روداد

شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان
061-4783486

قادیانیوں سے فیصلہ کن

مناظرے

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور قادیانی
مبلغین کے مابین علمی مناظروں کی دلچسپ روداد

ترتیب وتحقیق

مولانا غلام رسول دین پوری

محمد متین خالد

حضوری باغ روڈ ملتان فون: 783486 (061)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

نام کتاب : قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے

ترتیب وتحقیق: مولانا غلام رسول دین پوری/ جناب محمد متین خالد

صفحات : ۲۹۶

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

فهرست

☆...... دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان	جناب محمد متین خالد	۳
۞...... مناظرہ منصور آباد (فیصل آباد)		۹
۞...... مناظرہ چنگا بنگیال (گوجر خاں)		۳۹
۞...... مناظرہ چھوکر خورد (گجرات)		۵۵
۞...... مناظرہ ایبٹ آباد		۷۹
۞...... مناظرہ چک ۹۸ شمالی (سرگودھا)		۱۳۵
۞...... مناظرہ چک عبداللہ (بہاول نگر)		۱۴۱
۞...... مناظرہ چناب نگر (ربوہ)		۱۵۷
۞...... مناظرہ جناح کالونی (فیصل آباد)		۱۶۵
۞...... مباہلہ کا چیلنج منظور ہے		۱۷۵
۞...... ایک قادیانی کے چند سوالات اوران کے مفصل جوابات		۱۹۷
۞...... مولانا اللہ وسایا کی ایک قیصرانی سردار سے گفتگو		۲۵۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں...... وہ طوفان

انسان کو جس نے بھی حیوان ناطق قرار دیا تھا، یقیناً درست قرار دیا تھا۔ یوں تو بہت سے اوصاف انسان کو دیگر معاصر مخلوقات سے متمیز کرتے ہیں، لیکن وہ وصف جو امتیاز خصوصی کی حیثیت اسے شرف و مجد عطا کرتا ہے وہ ہے اس کی شخصیت کا نطق و بیاں کے زیور سے مرصع ہونا۔ مخلوقات عالم میں انسان وہ واحد مخلوق ہے جس کی زباں، ابلاغ اور اظہار کی فطری اہلیت اور جبلی استعداد رکھتی ہے۔ اس اہلیت اور استعداد کے رنگ کو شوخ و شنگ بنانے میں ''لفظ'' بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ میں تو یہ کہنے کی بھی جسارت کروں گا کہ خالق کائنات کی اوّلین تخلیق ''لفظ'' ہے۔ انسانی معاشروں میں ایسے انسان ہی منفرد مقام کے حامل ہوتے ہیں جو اس فطری اہلیت اور جبلی استعداد کو بروئے کار لا کر مثبت نظریات کا پرچار کرتے ہیں۔ یوں تو تمام خصائص و اوصاف اللہ ہی نے انسان کو عطاء کئے ہیں، ان میں سے چند چیدہ اور چنیدہ اوصاف جنہیں انسان کو ودیعت کرنے کے عمل کو اس نے اپنی شان رحیمی کا مظہر قرار دیا ہے، ان میں سے ایک قوت بیان ہے۔ ایمانی کیفیات اور روحانی محسوسات رکھنے والی باخبر شخصیات کے نزدیک سورۂ رحمٰن قرآن پاک کی دلہن ہے، اس سورۃ میں بار بار مختلف نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد خدائے رحمٰن و رحیم انسانوں سے استفسار کرتا ہے، ''تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟'' اس سورۃ کی ابتدائی چار آیات انتہائی اہم ہیں، جن کا ترجمہ یہ ہے: ''(۱) وہ رحمٰن ہے۔ (۲) اس نے قرآن سکھایا۔ (۳) اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ (۴) اس نے اس کو بات کرنا سکھایا۔''

بات کرنا اور سلیقے سے بات کرنا بلاشبہ ایک فن ہے، مجھے کہنے دیجئے کہ یہ عطیات خداوندی میں سے ہے، یونانی تو اسے باقاعدہ *Gift of the Gab* سے تعبیر کیا کرتے

تھے، بات برائے بات تو کوئی بات نہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ ادھر کوئی لفظ اور جملہ آپ کے ہونٹوں کا الوداعی بوسہ لے، اور ادھر وہ مخاطب اور سامع کے دل میں یوں اتر جائے جیسے صدف کی آغوش میں ابر نیساں کا قطرہ اترتا ہے۔ بات کرنے کا سلیقہ یونہی نہیں آجاتا، یہ سلیقہ سیکھنے کے لئے شائق کو ریاضت اور مشق کی کئی جانکاہ وادیوں کا پر مصائب اور جانگسل سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ انسانی تاریخ بتاتی ہے کہ اوّلین دور میں صرف اور صرف الفاظ ہی سب سے بڑی میڈیائی قوت ہوا کرتے تھے۔ اس دور میں جب انسان قبائلی زندگی بسر کر رہا تھا، قبائل کی تنظیم وتشکیل اور نظام قبائل کا قیام واستحکام ایسے ہی افراد کی مرہون منت ہوا کرتا تھا، جو اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کا ڈھنگ جانتے تھے۔ قبائل بات کرنے کے فن سے آشنا فرد ہی کے سر پر سرداری کی دستار رکھا کرتے تھے۔ قبل از اسلام یونانیوں میں ڈیماستھنز، رومیوں میں سسرو اور عرب دنیا میں امراؤالقیس ایسے خطباء کو اہم مقام حاصل تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کی خطابت کے پرستاران کی شخصیت اور فن کی پوجا کیا کرتے تھے۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ انسانی ہدایت کے لئے خدا نے ہر بستی میں کوئی نہ کوئی ہادی اور رہبر بھیجا۔ انہیں اسلامی اصطلاح میں رسول، نبی یا پیغمبر کہا جاتا ہے۔ ہر رسول، نبی اور پیغمبر انفرادی واجتماعی خوبیوں کے لحاظ سے اکمل شخصیت ہوتا۔ ہر لحاظ، ہر جہت اور ہر پہلو سے ایک مکمل ترین شخصیت۔ اکملیت ہی ان مکمل ترین شخصیات کو ریاست اور معاشرے کے دوسرے شہریوں پر فوقیت اور برتری عطا کرتی۔ ہر نبی زبردست قوت اظہار کا مالک ہوتا۔ اس کی فصاحت وبلاغت مسلم الثبوت ہوتی۔ عرب فصاحت وبلاغت اور اظہار وابلاغ کے باب میں خود کو باقی اہل عالم سے افضل واعلیٰ گردانتے۔ خاتم الانبیاء حضور سرور عالم محمد عربی ﷺ نے زعم زبان آوری اور خبط طلاقت لسانی میں مبتلا ان فصحائے عالم کے روبرو اعلائے کلمۃ الحق کیا...... اور...... اس ناقابل تسخیر فصاحت وبلاغت میں کیا کہ وہ انگشت بدنداں دکھائی دیے۔ فصحائے عرب کی

فصاحت و بلاغت کا نقطہ اختتام حضور ختمی مرتبت (ﷺ) کی گفتگو کا نقطہ آغاز ٹھہرا۔ آپ ﷺ جب بھی لب کشا ہوتے، مجمع ساکت و صامت ہو جاتا۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے ''جوامع الکلم'' عطا کئے گئے ہیں۔ جہاں تک قرآن کی فصاحت و بلاغت کا تعلق ہے تو اس کا یہ چیلنج چودہ سو چالیس برس سے بدستور برقرار ہے کہ ''آپ (بطور چیلنج) ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جن اس پر جمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو وہ اس جیسا ہرگز نہ لاسکیں گے، اگرچہ وہ ایک دوسرے سے مدد لیں۔'' (بنی اسرائیل:۸۸)

ایک دوسرے مقام پر یہ چیلنج ان الفاظ میں دہرایا گیا۔ ''اور اگر تم اس کلام کی نسبت جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے، شک میں ہو تو اس جیسی ایک سورۃ تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہیں، ان کو بھی بلا لو، اگر تم سچے ہو، پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور تم ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور وہ کافروں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔'' (البقرہ:۲۳)

داعیٔ قرآن کا یہ فرمان بھی اسلام کے ہر داعی کے پیش نظر رہا ہے کہ: ''بلاشبہ بعض دفعہ بیان میں بھی سحر ہوتا ہے۔'' (مشکوٰۃ ص ۴۰۹)

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کی ختم نبوت کسی بھی دلیل کی محتاج نہیں۔ اس کے باوجود تاریخ کے مختلف ادوار میں ختم نبوت کے ناقابل تسخیر قلعہ میں بعض ''مہم جو'' سارقوں نے نقب زنی کی کوشش کی۔ ان میں سے ہر ایک کو منہ کی کھانا پڑی۔ ختم نبوت ایک واضح اور شفاف عقیدہ ہے۔ ایک حقیقی مؤمن اس عقیدے کے تحفظ کو اپنی حیات مستعار کا اوّلین فریضہ تصور کرتا ہے۔ قرن اوّل میں صحابہؓ نے منکرین ختم نبوت کے استیصال کے لئے جہاد بالسیف کیا۔ یہ جہاد بعد کے ادوار میں بھی جاری رہا۔ انیسویں صدی کے آخری عشرہ میں برطانوی استعمار نے برصغیر میں مرزا غلام احمد قادیانی نامی ایک طالع آزما

شخص کو اپنے مخصوص اہداف وعزائم کے حصول کے لئے اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ اعلان نبوت کرے۔ تب سے جنوب مشرقی ایشیاء کے اس خطے کے پرستاران شمع ختم نبوت نے تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام شروع کیا۔ بیسویں صدی کے پہلے عشرہ سے ردقادیانیت کا مسئلہ ایک نئے موضوع کے طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ اس دور کے جید، اکابر اور مستند اعاظم رجال نے اس جھوٹے مدعیٔ نبوت کے وکیلان صفائی سے مباحثوں کا سلسلہ شروع کیا۔ ان مباحثوں کو ہماری مخصوص مسلم معاشرت میں مناظرے کے عنوان سے جانا جاتا ہے۔ مناظروں کی اپنی ایک تاریخ ہے۔ اس تاریخ کی ایک اہمیت بھی ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب اس خطے میں برطانوی ملوکیت کا غلبہ قائم ہوگیا تو عیسائی پادریوں نے بلاجواز مسلمانوں کو دعوت مناظرہ دینا شروع کی۔ اس ضمن میں کئی شہرہ آفاق مناظرے ہوئے۔ اسی تسلسل میں قادیانیوں نے بھی اپنے مربی عیسائی حکمرانوں کی روش پر چلتے ہوئے مسلمان اکابرین کو مباہلوں، مجادلوں اور مناظروں کے لئے چیلنج کرنا شروع کیا۔ بسا اوقات مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی انگیخت ہوتی اور وہ مسلمانوں کے ایسے دینی، علمی اور روحانی رہنماؤں اور پیشواؤں کو مباہلے اور مناظرے کی دعوت دے بیٹھتے۔ جنہیں اسلامیان برصغیر اپنی ارادتوں اور عقیدتوں کا مرجع جانتے۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ گولڑہ شریف، حضرت پیر جماعت علی شاہؒ، حضرت مولانا احمد حسن امروہویؒ، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے سینہ تان کر اس کی دعوت کو قبول کیا۔ خم ٹھونک کر شیرانہ اور مردانہ وار میدان میں آئے۔ لیکن شغال صفت اور روباہ مزاج مرزا قادیان ہر بار میدان سے روپوش رہا۔ وہ ذہنی طور پر ان بڑی شخصیات کے علمی شکوہ اور فکری طنطنے سے مرعوب اور ہراساں تھا۔ ردقادیانیت اور تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے جو چراغ اکابرین امت نے روشن کیا تھا، ان کے متبعین نے اس کی لوؤں کے طرے کو سربلند رکھنے کے لئے ہر دور میں اپنے خون جگر کا

روغن زرتاب فراہم کیا۔ اس موضوع پر انہوں نے کسی بھی قادیانی سے بات کرتے ہوئے ہمیشہ سنجیدگی، ثقاہت اور علمی متانت کو اپنا ہتھیار بنایا۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ اس وضع کے مناظرے نہیں تھے، جس کی ابتداء ایتھنز کے سوفسطائیوں نے رکھی تھی۔ مسلم مناظرین نے لفظی ہیر پھیر سے ہمیشہ اجتناب برتا۔ جب کہ قادیانی مناظر سوفسطائیوں کی پیروی کرتے ہوئے لفظی ہیر پھیر ہی کو اپنا کارگر ہتھیار تصور کرتے رہے۔ قادیانی مناظر لفظی ہیر پھیر کو نا مناسب نہیں سمجھتے۔ اس کے برعکس اس دور میں مناظر بے بدل حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ نے ''ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة '' کو اپنا شعار بنایا۔ قادیانی سوقیانہ پن اور ابتذال کا مظاہرہ کرتے اور مولانا گھر سے یہ طے کر کے آتے کہ کووں کی کائیں کائیں سن کر عندلیب ہزار داستاں نے اپنی روش زمزمہ پیرائی کو ترک نہیں کرنا۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیانی مناظرہ کو مناظرہ نہیں ''مناقرہ'' (چونچ بازی) سمجھتے ہیں۔ سو! حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، باطل کے ان وکیلان صفائی کے روبرو حق کے وکیل استغاثہ کے روپ میں پیش ہوتے رہے اور فاتح عیسائیت جناب احمد دیدات کی طرح مناظرے کو مقدمہ جان کر ایک ماہر وکیل کی طرح ہر پہلو سے اس کی تیاری کر کے میدان میں اترتے اور انہیں نوک دم بھاگنے پر مجبور کر دیتے۔ میں نے ان کے ایسے کئی مناظرے خود دیکھے اور سنے ہیں۔ بڑے بڑے قادیانی مبلغین ان سے گفتگو کرتے وقت ہچکچاتے، گھبراتے بلکہ سٹپٹاتے دیکھے گئے ہیں۔ جب میں قادیانی مناظرین کو مولانا کے دلائل کی تاب نہ لا کر میدان سے فرار ہوتے دیکھتا تو بے ساختہ قرآن کی ایک آیت کا یہ ٹکڑا میرے ذہن میں تازہ ہو جاتا۔ ''جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا'' سچ تو یہ ہے کہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ عصر حاضر میں وکیل صداقت ہیں۔ وکیلان صداقت ہی کو اکثر قتیلان صداقت ہونے کا اعزاز وافتخار حاصل ہوا کرتا ہے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا

محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خون شہادت سے روشن شاہراہ پر جرأت مندانہ اور دلاورانہ انداز میں گامزن ہیں۔ان کا لسانی، قلمی اور عملی جہاد جاری وساری ہے۔

''قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے'' ایسے ہی حقائق آفریں اور چشم کشا مناظروں کی فکر انگیز روداد ہے، میں تو اسے اردو میں دینی ادب کی ایک منفرد رپورتاژ سے تعبیر کرنے پر مجبور ہوں۔حضرت مولانا اللہ وسایا کی سادہ لیکن علمی گفتگو، سلیس مگر دلوں میں اتر جانے والے طرز استدلال کا کمال یہ ہے کہ یہودیت کے چربہ مذہب، قادیانیت کا بوداپن، بتدریج راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہوتا نظر آتا ہے۔ بلاشبہ حضرت مولانا اللہ وسایا، علامہ اقبالؒ کے ان اشعار کی چلتی پھرتی تفسیر ہیں:

ہر لحظہ ہے مؤمن کی نئی شان، نئی آن
گفتار میں، کردار میں، اللہ کی برہان
ہمسایہ جبریل امین بندہ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں
فطرت کا سرود ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفت سورۃ رحمٰن
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو، وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں، وہ طوفان

محمد متین خالد

مناظرہ منصور آباد ...... فیصل آباد

زیر نظر رپورٹ فیصل آباد شہر کے ایک علاقے منصور آباد میں محترم ڈاکٹر محمد جمیل صاحب کی قیام گاہ پر ہونے والے مناظرے پر مشتمل ہے۔ یہ مناظرہ ۳ر جنوری ۱۹۸۲ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مبلغ، برادر محترم مولانا اللہ وسایا صاحب مرکز ختم نبوت مسلم کالونی (ربوہ) اور مرزائیوں کے ساٹھ سالہ تجربہ کار اور گھاگ مربی (جو مغربی جرمنی میں مبلغ رہ چکے تھے اور فیصل آباد میں ایک سکول چلا رہے تھے) تاج محمد بی. اے علیگ کے درمیان ہوا۔

مناظرہ کیوں ہوا؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ مذکورہ قادیانی مبلغ صاحب کے محترم ڈاکٹر محمد جمیل صاحب سے تعلقات تھے۔ جن کی وجہ سے وہ ڈاکٹر صاحب کے پاس جا کر مرزائیت کی تبلیغ کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے سوچا کہ یہ صرف تصویر کا ایک ہی رخ پیش کر رہے ہیں۔ کیوں نہ مناظرہ و مباحثہ کی صورت پیدا کی جائے۔ چنانچہ باہمی رضا مندی سے یہ طے پا گیا کہ کسی دن مجلس مباحثہ مقرر کر لی جائے۔

ڈاکٹر صاحب نے مباحثہ طے ہو جانے کے بعد جامعہ رضویہ جھنگ بازار اور دوسرے مدارس سے رابطہ قائم کیا تا آنکہ کسی نے انہیں جامعہ قاسمیہ غلام محمد آباد کے صدر مدرس حضرت مولانا فضل امین صاحب سے رابطہ قائم کرنے کے لئے کہا۔

انہوں نے مولانا فضل امین صاحب سے ملاقات کی اور سارا ماجرا گوش گزار کیا۔

مولانا نے دو دن کا وعدہ فرمایا اور یہ یقین دہانی کرا دی کہ انشاء اللہ ضرور بالضرور بات چیت کریں گے۔

۲ر جنوری کو محلّہ مصطفیٰ آباد میں ختم نبوت کانفرنس تھی۔ جس میں مولانا اللہ وسایا صاحب نے شرکت کرنا تھی۔ مولانا جب شام کو ربوہ سے وہاں پہنچے تو حضرت مولانا فضل امین صاحب بھی وہاں پہنچ گئے اور مولانا اللہ وسایا کو بتایا کہ منصور آباد میں مجلس مباحثہ طے ہو چکی ہے۔ لیکن وقت کا تعین نہیں کیا۔ آپ وقت دیجئے تاکہ ڈاکٹر جمیل صاحب کو اس کی اطلاع کر دی جائے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے مولانا کو بتایا کہ اور کسی وقت کے تعین کی ضرورت نہیں۔ ’’صبح وہاں چلیں گے۔‘‘

مولانا نے ڈاکٹر صاحب کو اطلاع کر دی۔ اگلے روز مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا فضل امین صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر صاحب کی قیام گاہ پر پہنچ گئے، اور وہاں ایک گھنٹہ تک مرزائی مبلغ سے گفتگو ہوئی۔ اس گفتگو کو ریکارڈ کر لیا گیا تھا۔ جسے راقم نے ٹیپ ریکارڈ سے قلمبند کر کے ذیل میں پیش کیا ہے۔ اسے میں نے ان دنوں قلمبند کر لیا تھا لیکن بوجوہ (سنسر کی وجہ سے) چھپ نہیں سکتا تھا۔ تقریباً سوا سال بعد اسے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس مباحثہ میں مولانا اللہ وسایا صاحب نے جہاں علمی گرفت کی، وہاں نزدیک ترین راستہ اپناتے ہوئے زیادہ زور مرزا غلام احمد قادیانی کے حوالوں پر دیا۔

چنانچہ آئندہ صفحات میں آپ دیکھیں گے کہ ان حوالوں کی وجہ سے مرزائی مبلغ پر بری طرح بوکھلاہٹ طاری ہوئی۔ یہاں تک کے وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ:

''مرزا قادیانی نے غلط کہا۔''

''میں ان کی اس بات کو نہیں مانتا۔''

اور یہ کہ:

''اس بحث کو چھوڑیں کوئی اور بات کریں۔''

تمہیدی خطاب مولانا محمد فضل امین صاحب

حضرت مولانا محمد فضل امین صاحب نے مرزائی مبلغ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی عیسائی مسلمان ہوتا ہے تو پہلے اسلام کی خوبیاں دیکھتا ہے اور بعد ازاں وہ دونوں (یعنی اسلام اور عیسائیت) کا تقابلی جائزہ لیتا ہے۔ اسے اسلام میں خوبیاں نظر آتی ہیں تو وہ عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ ''احمدیت'' ایک سچا مذہب ہے اور آپ ختم نبوت کا انکار کر کے ''احمدیت'' کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ کم از کم آپ کا یہ فرض تو ہے کہ آپ یہ بتائیں اور ثابت کریں کہ ''احمدیت'' میں کیا خوبیاں ہیں؟

ہمیشہ کسی مذہب کی خوبیاں ہی انسان کو دوسری طرف لے جاتی ہیں۔ ''احمدیت'' میں کیا خوبیاں ہیں، وہ کون سا مقناطیسی مادہ اور دلائل موجود ہیں کہ آپ اسلام کو چھوڑ کر اور ختم نبوت جیسے مسلمہ اور اجتماعی مسئلے کا انکار کر کے اس کی طرف چلے گئے؟

مولانا اللہ وسایا صاحب نے بھی آپ کی ''احمدیت'' کا مطالعہ کیا ہے۔ اس کے لٹریچر کی روشنی میں انہیں اس مذہب میں عیوب ونقائص نظر آئے اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا جو کردار سامنے آیا، اس کی وجہ سے ادھر آنا تو درکنار مولانا اس کی مخالفت پر کمربستہ ہیں اور اسے پوری ملت اسلامیہ کے لئے خطرناک ترین اور گمراہ کن تصور کرتے ہیں۔ تو لہٰذا آپ اپنے مذہب کی خوبیاں پیش کیجئے، مولانا نقائص۔

آپ مجھ سے پوچھیں کہ مولانا! آپ کیوں ختم نبوت کے قائل ہیں؟ اپنے علم اور سمجھ کے مطابق میرا فرض ہے کہ میں دلائل سے ثابت کروں۔ کیونکہ میں حضور ﷺ کا ایک متوالا ہوں اور یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں بتاؤں کہ آقائے نامدار، تاجدار مدینہ، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ میں کیا خوبیاں اور کیا کمالات تھے۔

آپ اپنے بانی سلسلہ (مرزا قادیانی) کے وہ کمالات اور خوبیاں پیش کیجئے جن کی وجہ سے آپ اپنے رشتہ داروں، قرابت داروں غرض پورے کنبے سے الگ ہوئے اور ان کی دشمنی مول لی اور کئی لاکھ روپے کی جائیداد کا نقصان اٹھایا۔ آخر کچھ خوبیاں دیکھ کر ہی آپ نے ایسا کیا ہوگا۔ جو بات بھی ذہن میں موجود ہے، اسے دلائل سے پیش کریں۔ مولانا اللہ وسایا، ان کو سنیں گے پھر وہ عیوب اور نقائص آپ کے سامنے پیش کریں گے۔

مرزائی مبلغ تاج محمد بی. اے علیگ: مجھے صرف یہ دیکھنا ہے کہ میں نے کیوں تسلیم کیا۔ مجھے آپ کے شکوک یا کسی دوسرے سے واسطہ نہیں۔ وہ چاہے غلط ہے یا صحیح میں وہ پیش کروں گا۔

مولانا فضل امین: جو شخص کسی مذہب کو قبول کرتا ہے اس کی نگاہ کمالات پر ہوتی ہے۔ اگر کمالات اور خوبیوں پہ نگاہ ہوگی۔ تبھی تو وہ دوسرے مذہب کو قبول کرے گا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ دونوں پہلو سامنے آجائیں۔

تاج محمد: میں یہ پیش کرتا ہوں کہ میں نے مرزا قادیانی کو کیوں قبول کیا۔

ڈاکٹر محمد جمیل: دیکھو جی! انہیں اپنے جذبات کا اظہار کرنے دیں۔ جس طریقے سے بھی کریں اور آپ ان کے پوائنٹس نوٹ کرلیں۔ سب نے کہا۔ ''اچھا تو شروع فرمائیں۔''

مولانا اللہ وسایا: جی آپ ارشاد فرمائیں۔

تاج محمد: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ نبوت بند ہے۔قرآن کریم اور مرزا قادیانی نے پیش کیا وہ یہی ہے کہ نبوت جاری ہے۔شریعت والی نہیں بلکہ بغیر شریعت والی چنانچہ سورۃ حج لے لیجئے ،اس میں ہے۔

’’اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا ومن الناس (الحج:۷۵)‘‘

﴿اللہ تعالیٰ چنتا ہے رسول فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے۔﴾ اس کو میں نے اپنے پروفیسر کے سامنے پیش کیا۔انہوں نے بھی یہی کہا ’’چن چکا‘‘ اب نہیں، وہ چونکہ عربی کے پروفیسر تھے۔میں نے کہا اچھا تو پھر’’ایاک نعبدو ایاک نستعین (الفاتحہ:۴)‘‘

﴿ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تیری ہی مدد چاہتے ہیں۔﴾ جس طرح سے یہ ہمیشہ کے لئے ہے، وہ بھی ہمیشہ کے لئے ہے۔اس طرح سے ایک تو یہ کہ نبوت جاری ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم نے خاتم النّبیین کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کی نبوت کو کیوں قبول کیا؟ یہ نہیں ہم نے خاتم النّبیین کو نہیں چھوڑا۔ بلکہ ہم نبی اکرم ﷺ کو خاتم النّبیین مانتے ہیں۔لیکن خاتم ’’بمعنی بند کرنا‘‘ عربی میں آج تک استعمال نہیں ہوا اور خاتم کا لفظ جہاں کہیں بھی استعمال ہوا، وہ نفی کمال کے معنی میں ہے۔چنانچہ اس وقت عربی زبان میں کوئی ایسی مثال پیش نہیں کی جاسکتی جس میں خاتم بمعنی خاتمہ مراد ہو۔کم ازکم میرے سامنے آج تک باوجود پوچھنے کے نہیں آئی، ہاں خاتم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

مولانا اللہ وسایا: آپ نے دوتین چیزیں بیان فرمائیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا، ابھی مولانا اللہ وسایا اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ تاج صاحب پھر بولے۔’’دوسری بات یہ ہے۔‘‘جس پر مولانا اللہ وسایا صاحب نے کہا میاں صاحب دوسری نہیں فی الحال پہلی سے نپٹ لیں۔تاج محمد صاحب پھر بولے۔ایک منٹ،......اور کہا کہ......میرا مطلب جو ہے وہ غلط یا صحیح میں نے جو کچھ سمجھا اپنی سمجھ کے مطابق وہ یہ سمجھا، اب ایک شخص آتا ہے وہ کہتا ہے۔’’آپ نے غلط سمجھا۔‘‘ میرے سامنے تو یہی ہے کوئی اور ہو تو میں اس پر غور کروں گا۔

مولانا اللہ وسایا: آپ نے جو بیان کیا میں نے اس میں سے تین چیزیں نوٹ کی ہیں۔

ا...... آپ نے قران مجید کی ایک آیت پڑھ ڈالی جس سے ثابت کرنا چاہا کہ نبوت جاری ہے۔

۲...... دوسرے آپ نے ارشاد فرمایا کہ خاتم النّبیین کا جو ترجمہ ہے آخری، یہ کسی جگہ نہیں۔

۳...... تیسرے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضور اکرم ﷺ کو چھوڑ کر مرزا غلام احمد کو نہیں مانا، حضور ﷺ کی اتباع میں تسلیم کیا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنی معلومات کی حد تک میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ یا تو آپ نے مرزا صاحب کے لٹریچر کا مطالعہ نہیں کیا، اگر کیا ہے تو اس پر غور و فکر کی زحمت گوارا نہیں کی۔

آپ کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں، ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اختلاف مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت سے ہوا۔

یہ آپ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ سے لے کر مرزا قادیانی تک کسی کو نبوت نہیں ملی۔ میں یہ کہتا ہوں جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ اگر نبوت جاری ہے تو اس عرصہ چودہ سو سال میں کسی اور کو ضرور نبوت ملتی اور آپ یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ بلکہ آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد بھی قیامت تک کسی اور کو نبوت نہیں ملے گی۔ ایسے میں اختلاف یہ نہ ہوا کہ نبوت بند ہے یا جاری ہے؟

ڈاکٹر جمیل صاحب: مولانا! ان کا عقیدہ ہے کہ نبوت جاری ہے۔

مولانا اللہ وسایا: نہیں ڈاکٹر صاحب! آپ ان سے کہلوائیں کہ غلام احمد کے بعد کوئی اور نبی آسکتا ہے؟

مبلغ تاج محمد صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر مولانا اللہ وسایا صاحب بولے گویا تمہاری کتابوں کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی کہ:

حضور ﷺ آخری نبی ہیں یا مرزا غلام احمد قادیانی؟ نبوت ہمارے نزدیک حضور ﷺ پر بند ہے اور آپ کے نزدیک مرزا قادیانی پر بند ہے، اس صورت میں اختلاف یہ سامنے آیا کہ ''ہم حضور ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور آپ مرزا قادیانی کو۔''

میرا خیال ہے اور اپنے لٹریچر کی بنیاد پر آپ بھی انکار نہیں کریں گے کہ چودہ سو سال کے اندر آپ سوائے مرزا غلام احمد قادیانی کے اور کسی کو نبی نہیں مانتے...... اور یہ بھی آپ کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے بعد قیامت تک اور کوئی نبی نہیں۔

باقی یہ کہنا کہ خاتم النّبیین کا معنی آخری! ختم کرنے والا کسی جگہ نہیں، صحیح نہیں ہے۔ جناب! ایک لفظ میں بولتا ہوں۔ ایک آپ بولتے ہیں۔ آپ کے اور میرے الفاظ کا، مولانا فضل امین صاحب ترجمہ کرتے ہیں۔ ممکن ہے ہمارے الفاظ کے معانی میں مولانا غلطی کر جائیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی دوسرے صاحب ترجمہ کریں اور وہ بھی غلط کریں۔ لیکن جو لفظ میں نے یا آپ نے بولا ہے۔ اس کا عمدہ ترجمہ میں خود بتا سکتا ہوں۔ کوئی دوسرا نہیں۔ آپ جو لفظ بولیں گے اس کا ترجمہ بھی خود ہی بہتر انداز میں کر سکتے ہیں۔

خاتم النّبیین کا لفظ قرآن پاک میں حضور اکرم ﷺ کے بارے میں آیا اور خداوند قدوس نے انہیں پر نازل فرمایا۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کو میں حضور ﷺ کے دروازے پر لے چلتا ہوں جو حضور ﷺ ترجمہ فرمادیں، آپ اسے بلا چون و چرا تسلیم فرمالیں۔ پھر جناب مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے کی وجہ سے شک میں پڑے۔ کیونکہ بقول آپ کے مرزا قادیانی یہ کہتے ہیں کہ خاتم النّبیین کا معنی وہ نہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ پھر میں آپ کو آپ کے مرزا قادیانی کے دروازے پر لے چلتا ہوں۔

آیئے! انہیں سے پوچھ لیں کہ وہ خاتم کا معنی کیا کرتے ہیں؟ مرزا قادیانی کہتے ہیں: ''میں اپنے والدین کے ہاں خاتم الاولاد ہوں۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

وہاں خاتم النّبیین کا لفظ ہے۔ یہاں خاتم الاولاد کا لفظ۔ وہ کہتے ہیں کہ فلاں پیدا ہوا پھر فلاں، پھر فلاں اور پھر وہ کہتے ہیں کہ ''میری ہمشیرہ جنت بی بی نکلی۔''

یہ اس کے اپنے لفظ ہیں۔ میں اس کی خواہ مخواہ کردار کشی نہیں کر رہا۔ بلکہ خود ان کے الفاظ نقل کر رہا ہوں۔ وہ خود یہ کہتے ہیں: ''پہلے میری ماں کے پیٹ سے وہ نکلی، پھر میں نکلا۔''

آپ تو پڑھے لکھے اور علی گڑھ کے تعلیم یافتہ ہیں۔ آپ ''سلطان القلم'' کی اردو کا بھی اندازہ لگالیں۔

ماں...... جس کے بارے میں حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر انسان جنت تلاش کرے تو یا میدان جہاد میں تلوار کے سائے میں کرے یا ماں کے قدموں

میں، اس کے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں سے پہلے وہ نکلی پھر میں نکلا...... خیر! مجھے اس سے بحث نہیں مجھے اگلی درخواست کرنی ہے۔ پہلے وہ کہتے ہیں کہ میری ماں کے پیٹ سے جنت بی بی نکلی پھر میں نکلا اور پھر کہا کہ: ''میں اپنے والدین کے ہاں خاتم الاولاد تھا۔''

یعنی میرے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوئے۔ یہاں انہوں نے خاتم الاولاد کا معنی آخری کیا ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو یہاں خاتم الاولاد کا معنی لیتے ہو، وہی خاتم النّبیین میں خاتم کا معنی بھی کیا جائے۔

یا تو آپ حضور ﷺ سے پوچھ کر خاتم النّبیین کی تشریح قبول کرلیں۔ اگر وہ قبول نہیں کرتے تو اپنے مرزا قادیانی کی تشریح کو قبول کرلیں۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں: ''**الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا ﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا ﷺ فی قولہ لا نبی بعدی**''

(حمامۃ البشریٰ ص ۳۴، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

یہ حمامۃ البشریٰ کی عبارت ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ خاتم النّبیین کی توضیح وتشریح حضور ﷺ نے یہ فرمائی ہے۔ ''**لا نبی بعدی**'' غلام احمد قادیانی کی اس عبارت کا یہ مطلب ہے کہ خاتم النّبیین کا وہ ترجمہ صحیح ہے۔ جو حضور ﷺ نے کیا ہے اور جو حضور ﷺ کے اس ترجمے کو نہیں مانتا وہ بقول ان کے کافر ہے۔ خاتم النّبیین کے معنی والی بات بھی آ گئی۔

تاج محمد: نہ، بالکل نہیں۔

مولانا اللہ وسایا: میں نے ابھی ''**یصطفی**'' والی بات کرنی تھی کہ آپ درمیان میں بول اٹھے۔

تاج محمد: نہ...... نہ...... بہرحال میں اس سے بالکل مطمئن نہیں۔ کیونکہ میں نے یہ کہا تھا کہ عربی زبان میں سے کوئی ایک مثال دیجئے کہ خاتم بمعنی خاتم ہو۔ اس معنی میں کہ خاتم النّبیین لیتے ہیں اور یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو خاتم الاولاد کہا۔ یہاں اردو یا فارسی بالکل نہیں، عربی زبان میں پیش کرو۔

مولانا اللہ وسایا: ''اولاد'' بھی عربی ہے۔ ''خاتم'' بھی عربی ہے۔ کیا ''خاتم الاولاد''

عربی نہیں؟ آپ اتنی بات کہہ دیں کہ مرزا قادیانی نے جو لکھا ہے ’’خاتم الاولاد‘‘ وہ عربی نہیں۔ہاں کرو، یا نہ کرو۔

تاج محمد: ہاں تو اولاد کی نفی نہیں ہے۔اولاد کی نفی دنیا میں نہیں ہے۔

مولانا اللہ وسایا: اچھا تو میاں تاج صاحب! کیا خاتم النّبیین کا یہ معنی ہے کہ حضور(ﷺ) مہر لگاتے جائیں گے اور نبی بنتے جائیں گے۔اگر یہ معنی ہے تو پھر خاتم الاولاد کا بھی یہ ترجمہ کرلو کہ:’’مرزا قادیانی مہر لگاتے جائیں گے اس کی والدہ بچے جنتی جائے گی۔‘‘

کرو ترجمہ۔منٹ لگاؤ۔میں نے ابھی اگلی بات بھی کرنی ہے۔

تاج محمد: میں نے عرض کی ہے۔

مولانا اللہ وسایا: آپ عرض کررہے ہیں، میں نے بھی درخواست کی ہے۔پہلے اس بات کا فیصلہ تو کرلیں۔

تاج محمد: یہ سن لیں یہ عجیب چیز ہے۔

مولانا اللہ وسایا: کیا ’’خاتم الاولاد‘‘ کا لفظ عربی نہیں؟

تاج محمد: دیکھو! ڈاکٹر صاحب۔

مولانا اللہ وسایا: افسوس میاں صاحب! آپ میرے جذبات کی قدر نہیں کررہے۔میں آپ کے بچوں جیسا ہوں۔میری آپ سے مخلصانہ درخواست ہے کہ ’’خاتم الاولاد‘‘ کا لفظ عربی ہے یا نہیں؟ بتایئے!

تاج محمد: جی! کیا؟

مولانا اللہ وسایا: ’’خاتم الاولاد۔‘‘

تاج محمد: ’’خاتم الاولاد‘‘ اردو عبارت میں ہے۔

مولانا اللہ وسایا: مجھے اردو عبارت سے بحث نہیں۔’’خاتم الاولاد‘‘ کا لفظ عربی ہے یا نہیں؟

تاج محمد: دیکھو ڈاکٹر صاحب(ڈاکٹر محمد جمیل صاحب) چونکہ آپ نے مجھے بلایا ہے۔اس واسطے میں میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ محاورات عرب میں خاتم کے لفظ کا معنی خاتم کبھی استعمال نہیں ہوا۔

مولانا اللہ وسایا: میاں (تاج) صاحب۔

تاج محمد: نہ نہ نا، نہ نہ نا، میں ڈاکٹر صاحب میں، میں ڈاکٹر صاحب ذرا ٹھہریں میں ڈاکٹر صاحب۔

مولانا اللہ وسایا: جناب! اگر آپ کو حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک پر اعتبار نہیں تو میں آپ کو محاوروں کی طرف لے جاؤں گا۔ اگر آپ مرزا قادیانی کی بات نہیں مانتے تو میں آپ کو لغات والوں کی طرف لے جاؤں گا۔ آپ انکار کردیں کہ میں حضور ﷺ کا ترجمہ نہیں مانتا۔

تاج محمد: میں ڈاکٹر صاحب سے مخاطب ہوں۔

مولانا اللہ وسایا: ڈاکٹر صاحب! آپ ان سے اتنی بات پوچھیں کہ کیا ان کو حضور ﷺ کا ترجمہ پسند نہیں؟ خاتم النّبیین کا لفظ قرآن پاک میں استعمال ہوا۔ حضور ﷺ کا ترجمہ غلام احمد کی زبانی ان کی خدمت میں پیش کیا انہوں نے نہیں مانا۔

غلام احمد قادیانی کی عبارت ان کی خدمت میں پیش کی، انہوں نے اسے بھی تسلیم نہیں کیا۔ جس میں مرزا صاحب نے خود کہا کہ خاتم النّبیین کا ترجمہ حضور ﷺ نے لا نبی بعدی کیا ہے۔ اس کو مان لو جو اس ترجمہ کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

مولانا فضل امین صاحب: خاتم الاولاد کا لفظ عربی ہے، کوئی کالج کا پروفیسر اس سے انکار نہیں کرسکتا۔

مولانا اللہ وسایا: ڈاکٹر صاحب! بس تاج صاحب اتنی بات کہہ دیں کہ مجھے حضور ﷺ کا ترجمہ اور بعد ازاں مرزا غلام احمد قادیانی کا ترجمہ پسند نہیں۔ میں ان کو لغت کے دروازے پر لے چلتا ہوں۔ تاج صاحب! آپ مجھے جہاں فرمائیں، میں جانے کے لئے تیار ہوں، میں آپ کا خادم ہوں بابا جی!

ڈاکٹر محمد جمیل صاحب: تاج صاحب دیکھئے! دو چیزیں ہیں۔ ایک دلیل سے بات کرنا اور دوسرے بغیر دلیل کے ہٹ دھرمی کرنا۔

تاج محمد: ٹھیک جی...... آہو...... اچھا۔

ڈاکٹر صاحب: تاج صاحب! مولانا صاحب آئے ہیں۔ ان کو اپنی دلیل، کتابوں کے

حوالے، قرآن وحدیث کے حوالے پیش کر کے کہیں کہ میں مطمئن نہیں۔ قرآن اور حدیث کی رو سے، دو ہی ہمارے پاس ''اہم ترین'' چیزیں ہیں۔ تیسری کوئی چیز نہیں۔ مولانا اللہ وسایا قرآن وحدیث کی رو سے آپ کو سمجھائیں گے۔ لیکن پھر بھی کوئی مسئلہ رہ جائے تو پھر اس کا حل پیش کریں گے، لیکن آپ گھبرائیں نہ۔ ہر بات بردباری اور تحمل مزاجی سے کریں۔ بچے گھبرایا کرتے ہیں آپ تو اس سٹیج سے نکل چکے ہیں۔ ماشاءاللہ! تعلیم یافتہ ہیں۔

مولانا فضل امین صاحب: ہاں تو کیا خاتم الاولاد عربی نہیں، پنجابی لفظ ہے؟

تاج محمد: آپ عرب کے محاورات میں سے مثال دیں کہ اس میں خاتم بند کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

مولانا اللہ وسایا: بس آپ اتنی بات کہہ دیں کہ مرزا قادیانی نے خاتم الاولاد کا ترجمہ غلط کیا ہے۔

تاج محمد: بائی مینوں گل کرن دیو، کی کردے او پئے سس، سس، سس سب نے کہا اچھا جی! ''تسیں گل کرو۔''

تاج محمد: دیکھو نہ! یہ کہتے ہیں ''لا نبی بعدی'' یا جو کچھ بھی یہ کہتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ تو قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔

مولانا اللہ وسایا: یہ قرآن کی تعلیم کی خلاف ورزی بھی، مرزا غلام احمد قادیانی نے کی ہے۔

تاج محمد: میں کہتا ہوں جس نے بھی کی۔

مولانا اللہ وسایا: یہ کہہ دو کہ انہوں نے غلط کہا۔

تاج محمد: دیکھو جی! مجھے یہ بات نہیں کرنے دیتے؟

ڈاکٹر صاحب: اچھا جی! ان کو بات کرنے دیجئے۔

تاج محمد: میں کہتا ہوں کہ جس طرح سے آپ کہتے ہیں اور آپ نے یہ خاتم الاولاد کا لفظ پیش کیا ہے۔ جیسے ''ضریب'' کا لفظ ہے اردو میں کچھ اور معنی میں، فارسی میں کچھ اور معنی میں اسی طرح سے خاتم الاولاد۔ میں کہتا ہوں کہ عربی زبان میں کسی عرب نے اس لفظ کو بند کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہو۔

ڈاکٹر صاحب: قطع کلامی معاف تاج صاحب! مولانا کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک سب

سے اعلیٰ ترین، افضل ترین اور افصح العرب حضور اکرم ﷺ ہیں۔ان کی زبان میں بات کریں۔

تاج محمد: ٹھیک ہے۔حضور (ﷺ) نے جو کچھ فرمایا وہ بالکل بجا ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور (ﷺ) کیا فرماتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔''**یا علی انا خاتم الانبیاء وانت خاتم الاولیاء**'' اے علی میں تو خاتم الانبیاء ہوں اور تو خاتم الاولیاء ہے۔اپنے چچا حضرت عباسؓ کو فرمایا: اے چچا! میں خاتم النّبیین ہوں نبوت میں اور تو خاتم المہاجرین ہے ہجرت میں۔

ڈاکٹر صاحب: تاج صاحب کیا یہ احادیث ہیں؟ اگر یہ احادیث ہیں تو پھر آپ نے خود ہی مان لیا۔

تاج محمد: جی ہاں! ''اسیں تے من لیا۔''

میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ خاتم کے معنی بند کرنے کے تو نہ ہوئے نہ۔

مولانا اللہ وسایا: تاج صاحب! آپ نے بحث کو لمبا کر دیا۔

ڈاکٹر صاحب: ایک منٹ مولانا! انہیں اپنا جوش ٹھنڈا کر لینے دیں۔

تاج محمد: میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ خاتم، دیکھو ناں ...... عرض کی کہ خاتم المہاجرین، ہجرت جاری ہے اور آج بھی جاری ہے۔خاتم الاولیاء ...... آج بھی ولی ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔جس طرح حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں تو خاتم الاولیاء ہے، جس طرح ولایت جاری ہے اس طرح نبوت بھی جاری ہے۔جس طرح سے ہجرت جاری ہے اسی طرح سے نبوت بھی جاری ہے۔

اچھا ...... دوسری بات یہ ہے کہ جب قرآن یہ کہتا ہے کہ: ''خدا تعالیٰ چنتا ہے۔فرشتوں اور انسانوں میں سے۔'' اس کے ہوتے ہوئے اس کے معنی کر دینا ''**لا نبی بعدی**'' یہ بند کرنے کے معنوں میں قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔بلکہ اس کو ہم مطابقت میں لائیں گے کہ: ''ایسا نبی جو کہ حضور (ﷺ) کی شریعت کو خارج کر دیوے وہ نہیں آ سکتا۔دوسرا آ سکتا ہے۔''

مولانا اللہ وسایا: افسوس میاں صاحب! میں جس جذبہ وخلوص کے ساتھ حاصر ہوا تھا آپ

نے میرے خلوص اور جذبے کی قدر نہیں کی اور بلاوجہ بحث کو طول دے رہے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ آپ مجھے سمجھانے کی کوشش کریں۔

آپ نے خاتم النّبیین کا لفظ بول کر ساتھ ہی یہ ارشاد فرمادیا کہ خاتم النّبیین کا یہ ترجمہ نہیں جو ہم کرتے ہیں۔ میں نے مرزا غلام احمد کی دو کتابوں سے حوالہ پیش کیا۔ ایک کتاب میں وہ وہی ترجمہ کرتے ہیں جو حضور ﷺ نے فرمایا یعنی یہ کہ خاتم النّبیین کا ترجمہ یہ ہے کہ حضور (ﷺ) کے بعد نبی کوئی نہیں۔ ایک خاتم الاولاد کا محاورہ مرزا قادیانی کی اپنی کتاب سے پیش کیا جو تریاق القلوب میں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اردو کا لفظ ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ گو میں غریب آدمی ہوں۔ مولانا فضل امین صاحب، یا ڈاکٹر صاحب میری ذمہ داری دیں گے۔ میں اس شخص کو ہزار روپے دوں گا۔ جو یہ ثابت کردے کہ خاتم الاولاد کا لفظ عربی نہیں۔ کوئی ماں کا لال جو عربی جانتا ہو یہ کہہ دے کہ خاتم الاولاد جو مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ وہ بند کرنے کے معنی میں نہیں ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ جو خاتم الاولاد کا معنی ہے، وہی ترجمہ خاتم النّبیین کا کرلو۔ یعنی آخری، لیکن افسوس کہ آپ کو نہ حضور ﷺ کا ترجمہ پسند آیا نہ مرزا غلام احمد کا۔ رہی عرب کے محاورے کی بات، میں ایک نہیں، سینکڑوں محاورے پیش کرسکتا ہوں۔ لیکن کم ازکم اتنی بات تو فرمادیں کہ مجھے غلام احمد قادیانی کا ترجمہ پسند نہیں اور حضور ﷺ کا ترجمہ بھی پسند نہیں۔ پھر بحث کرکے طے کرلیتے کہ یہ ہے ہمارا تمہارا مشترکہ ترجمہ اور پھر آگے چلتے ہیں۔

اس کے بعد جو حدیث یا کوئی آیت اس ترجمے سے ٹکرائے گی یا تو ہم اس ترجمے کو بدل لیتے یا پھر اس حدیث کو سمجھنے کی کوشش کرتے۔ افسوس کہ آپ نے کوئی بات نہ مانی۔ کتنے صدمے کی بات ہے کہ حضور ﷺ کا ترجمہ بھی قبول نہیں کیا، مرزا غلام احمد قادیانی جس کو نبی مانتے ہیں جس کو مسیح موعود اور مجدد مانتے ہیں، اس کا ترجمہ بھی پسند نہیں آیا...... میں ان باتوں کو چھوڑتا ہوں ...... آپ نے کہا کہ حضور (ﷺ) نے خاتم المہاجرین کہا ہے۔ میاں صاحب! خدا سے ڈرو۔ اس وقت آپ کی کافی عمر بیت چکی ہے۔ گورکنارے پہنچ چکے ہیں، یہ لاکھوں یا کروڑوں روپیہ جو آپ نے دنیا میں کمایا، یہ کچھ کام نہیں آئے گا۔ خدا کے لئے احادیث میں تحریف نہ کیا کرو۔ یہ خاتم المہاجرین والی جو حدیث ہے، اس کے بارے میں بخاری شریف

میں (امام بخاریؒ ج۲ص۶۱۵) نے باب فتح مکہ باندھا ہے کہ ’’**لا ھجرۃ بعد الفتح**‘‘ یہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے۔ اب دیکھیں کہ حضرت عباسؓ مکہ مکرمہ سے سب سے آخر میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ جا رہے تھے۔ مدینہ طیبہ سے حضور ﷺ فتح مکہ کے لئے تشریف لا رہے تھے۔ حضرت عباسؓ مکہ مکرمہ سے کئی میل دور نکل چکے تو سامنے حضور ﷺ تشریف لے آئے، حضرت عباسؓ دیکھ کر غمزدہ ہوگئے کہ افسوس مجھے ہجرت کا ثواب نہیں ملا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

اے عباسؓ تو خاتم المہاجرین ہے اور تیرے بعد مکہ مکرمہ سے کسی نے ہجرت نہیں کرنی۔ مکہ سے ہجرت کرنے والوں میں سے تو سب آخری مہاجر ہے، اس لئے کہ مکہ مکرمہ نے قیامت تک دارالاسلام رہنا ہے۔ ہجرت دارالکفر سے ہتی ہے۔ دارالاسلام سے نہیں۔ یہ ہے مسئلہ۔

تاج صاحب! بحث برائے بحث اور ضد برائے ضد نہ کرو، آدھی آیت پڑھنی یعنی ’’**لا تقربوا الصلوٰۃ**‘‘ (نماز کے قریب نہ جاؤ) کچھ حصہ آیت کا پڑھ لینا اور کچھ نہ پڑھنا، یہ درست نہیں۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والوں میں حضرت عباسؓ سب سے آخری مہاجر ہیں، اس واسطے حضرت عباسؓ نے قیامت تک مکہ سے ہجرت کرنے والوں کے لئے خاتم المہاجرین رہنا ہے۔

باقی آپ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کو کہا گیا کہ وہ خاتم الاولیاء ہیں، اس کی کوئی روایت پیش کرتے، کوئی حوالہ دیتے۔ میں حضور ﷺ کی روایت پیش کرتا ہوں کہ حضور ﷺ جنگ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علیؓ! میرے بعد تمام تر نظام کو سنبھالنا اور لوگوں کے فیصلے تو نے کرنے ہیں۔ میں جہاد پر جا رہا ہوں۔ حضرت علیؓ کے دل میں خیال آیا کہ اپاہج، معذور، بچے، بوڑھے اور عورتیں سب یہاں ہیں، حضور ﷺ جہاد پر روانہ ہو رہے ہیں۔ میں ان کمزور لوگوں میں ہوں۔ میں جہاد کے ثواب سے محروم رہ جاؤں گا؟ غمزدہ ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا اے علیؓ ’**انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ**‘‘ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں تجھے معذوروں اور اپاہج لوگوں میں چھوڑے جا رہا ہوں، یہ بات نہیں بلکہ تیری میرے ہاں حیثیت وہی ہے جو حضرت

ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی، دونوں خدا کے نبی ہیں۔موسیٰ علیہ السلام تشریف لے جاتے تو اپنے بھائی کو اپنا قائم مقام بنا کر جاتے تھے۔اس سے یہ بات پیدا ہوسکتی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام بھی نبی، ہارون علیہ السلام بھی نبی، جس طرح وہاں ایک نبی اپنے جس جانشین کو چھوڑے جا رہا ہے وہ نبی ہے تو کیا یہاں بھی یہی صورت ہے؟ فوراً حضور ﷺ نے اس کا ازالہ فرمادیا کہ ''**لا نبی بعدی** '' اے علیؓ تو میرا انچارج بھی ضرور ہے اور بھائی بھی، لیکن میرے بعد نبی کوئی نہیں۔ یہ حضور ﷺ کی حدیث ہے، اب آپ بحث نہ کریں۔ میری آپ کی خدمت میں مخلصانہ درخواست ہے کہ خاتم الاولاد اور خاتم النّبیین کا معنی جب تک کلیئر نہ ہوگا صاف نہ ہوگا آپ اعتراضات کرتے چلے جائیں۔

تاج محمد: اچھا۔

مولانا اللہ وسایا: آپ نے فرمایا ''**اللہ یصطفی** '' کہ یہ مضارع ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ چنتا ہے اور چنتا رہے گا ہر مضارع استمرار کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ اگر آپ نے یہی ترجمہ کرلیا کہ چن لیا اور چنتا رہے گا تو پھنس جائیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک الہام ہے وہ کہتے ہیں کہ: ''**یریدون ان یروا طمثک**''

''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

یعنی خون دیکھے، کیا اس کا یہ معنی ہے کہ مرزا قادیانی کو خون آتا رہے گا اور بابو الٰہی بخش دیکھتا رہے گا۔ یہ گفتگو شروع ہوئی تو ممکن ہے آپ کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔ کیونکہ اس قسم کی باتین اور مرزا قادیانی کی حضور ﷺ کی کمال اتباع۔ یہ باتیں میں بعد میں کروں گا۔ میں اس جذبے سے بیٹھا ہوں کہ میری گفتگو کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

تاج محمد: اچھا...... دیکھو...... میں سمجھا۔

مولانا اللہ وسایا: میں نے کچھ باتیں کرنی تھیں۔ لیکن چلئے آپ ارشاد فرمایئے۔

تاج محمد: جو کچھ میں نے دیکھا۔ ایک تو یہ بات ہے۔ ''**لا نبی بعدی** '' یہ صرف جنگ تبوک کے واسطے ہی تھی۔ پھر دیکھو! یعنی جو کہ جو، جو، جو۔

ڈاکٹر صاحب: تاج صاحب! تسیں گل کرو کھل کے کرو۔

تاج محمد: یعنی...... وہ نہیں...... وقتی طور پر کہ دیکھ بھائی جس طرح ڈاکٹر صاحب کسی کو بٹھا کے جائیں اور کہیں کہ میرے بعد تو ڈاکٹر تو نہیں۔ لیکن میرا جانشین ہے میرا سب کچھ انتظام تیرا ہے۔ گویا اسی طرح لا نبی بعدی ہے۔

دوسری بات کہ ہر مضارع...... نہیں۔ یہ تو ہر، ہر، ہر۔ یہ کہہ رہا ہے دوسرے خاتم الاولاد آپ نے کہا۔

مولانا اللہ وسایا: کی کی۔ ایہہ مضارع دی گل نوں کیویں پی گئے او، ہر ہر کر کے وچ چھڈ گئے اونوں مکاؤ۔

''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ میں تیرا خون دیکھوں۔''

تاج محمد: میں یہ کہتا ہوں کہ اگر انہوں نے کہا جو کچھ انہوں نے (یعنی مرزا قادیانی نے) کہا غلط کہا۔

مولانا اللہ وسایا: بس بس میاں صاحب اتنی بات نہ کرو اللہ واسطے۔

تاج محمد: بھیڑیو! گل تے کرن دیو۔ ڈاکٹر صاحب! ایہہ گل نئیں کرن دیندے......

(جب اس نے کہا کہ مرزا قادیانی نے غلط کہا تو مولانا اللہ وسایا نے فوراً گرفت کر لی جس پر وہ پریشان ہوا)

مولانا اللہ وسایا: ڈاکٹر صاب! آپ ان سے کہیں کہ بس اتنی بات لکھ دیں کہ غلام احمد نے غلط کہا ہے۔

تاج محمد: ٹھہر جاؤ! گل کرن دیو مینوں۔

ڈاکٹر صاحب: اچھا جی فرماؤ۔

تاج محمد: یہ کہتے ہیں کہ ہر مضارع...... گویا اس کا یہ مطلب ہے کہ چنتا ہے۔ اب نہیں چنتا۔ لیکن میں کہتا ہوں بار بار قرآن میں آتا ہے۔

''**ما کان اللہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیه** (آل عمران: ۱۷۹)''

مدینہ میں بھی اللہ تعالیٰ آ کے حضور ﷺ کو یہ فرماتا ہے کہ: ''اے مسلمانو! یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جس حالت میں چھوڑ دے، اس حالت میں کہ تم ہو یہاں تک کہ وہ خبیث اور طیب میں تمیز کرے گا اور تمیز بھی کیسے کرے گا۔ ''رسول بھیج کر'' پھر مسلمانوں کو مدینے میں آ کر یہ کہتا ہے کہ رسول بھیجے گا......''

اسی طرح ''یصطفی'' مضارع کا صیغہ ہے جس کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ رسول چنے گا...... رہا ''خاتم النّبیین'' تو اس میں نفی جنس نہیں نفی کمال ہے۔

دنیا میں اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ بجز آپ کے...... خاتم النّبیین میں بھی ایک خاص نفی ہوئی۔ مطلق نبوت کی نفی نہیں، اس طرح سے خاتم الاولاد ہے۔ جس طرح دنیا میں اولاد کی نفی نہیں ہے۔ اسی طرح سے خاتم النّبیین میں نبوت کی نفی نہیں ہے۔ آپ کوئی ایسی بات پیش کرو۔

مولانا اللہ وسایا: آپ نے حوالہ سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے ہاں خاتم الاولاد تھا۔ ساری دنیا کی نفی نہیں کرتے۔ بلکہ گھر کی بات کرتے ہیں کہ: ''اپنے والدین کے ہاں میں خاتم الاولاد ہوں۔''

تاج محمد: تو پھر خاص ہی ہوئی نہ نفی جنس تو نہ ہوئی۔

مولانا اللہ وسایا: تو پھر آپ یہ معنی کر لیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسا تو کوئی نہیں پیدا ہوگا۔ لیکن اس کی ''ماں اور ضرور جنے گی۔'' یہ ترجمہ کر یا یہ ترجمہ کر لو کہ خاتم الاولاد میں خاتم کا معنی مہر ہے۔ مرزا قادیانی مہر لگاتے جائیں گے، ان کی ماں بچے جنتی جائے گی...... کیا کر رہے ہیں آپ، کم از کم ''ختم'' کا معنی تو کریں...... اور یہ جو آپ کہتے ہیں کہ ''لا نبی بعدی'' (جنگ تبوک کے) خاص واقعے سے متعلق ہے۔ میری درخواست سنو......

(درمیان میں مرزائی مبلغ نے شور مچا دیا) مولانا اللہ وسایا صاحب نے کہا کہ آپ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ جنگ تبوک کے متعلق ہے، وہاں حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ: ''میرے بعد نبی کوئی نہیں، آپ نے قاعدہ کلیہ کے طور پر ارشاد فرمایا ہے۔''

''انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی'' یہاں یہ شبہ پڑ سکتا تھا کہ کوئی بے دین اس سے نبوت کے جاری ہونے کی دلیل نہ پکڑے۔ آپ ﷺ اس کی تردید فرماتے گئے۔ جس طرح وہاں یہ تھا ''انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ'' ہارون علیہ السلام بھی نبی تھے۔ یہاں حضرت علیؓ بھی نبی ہو سکتے ہیں۔ فوراً حضور ﷺ نے ''لا نبی بعدی'' اس اشکال کو رفع فرما دیا۔ باقی آپ کا یہ کہنا کہ ہر مضارع استرار کے لئے ہے، آپ کو مطمئن رہنا چاہئے کہ میں آپ کو مطمئن کروں گا اور سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ آپ سے سمجھوں گا۔

تاج محمد: نہیں، نہیں! آپ میرے پاس تشریف لائیں۔ میں آپ کو سمجھاؤں گا۔

مولانا اللہ وسایا: میں کروڑ مرتبہ آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔لیکن پہلے یہاں کا تو تصفیہ کریں۔آیت میں تو ’’**اللہ یصطفی** ‘‘ کے بارے میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ مضارع کا صیغہ ہے۔لیکن یہاں مرزا کی عبارت میں بھی مضارع کا صیغہ ہے۔آپ ترجمہ کردیں کہ ’’غلام احمد کو حیض آتا رہے گا اور بابو الٰہی بخش دیکھتا رہے گا۔‘‘

یہاں بھی تو مضارع ہے...... میں ابھی اس بحث میں نہیں پڑتا کہ ’’**اللہ یصطفی**‘‘ کا معنی کیا ہے۔

تاج محمد: آپ مجھے سمجھائیں۔

ڈاکٹر صاحب: آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔

تاج محمد: جس طرح سے ’’**اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا من الناس** (الحج:۷۵) ‘‘میں اس کوانہی معنی میں استعمال کرتا ہوں جن معنی میں الحمد شریف میں استعمال ہوا کہ ’’**ایاک نعبد**‘‘

ڈاکٹر صاحب: آپ اپنے ذہن سے یہ معنی لیتے ہیں۔مولانا صاحب آپ سے دلیل سے بات کرتے ہیں۔آپ مولانا صاحب سے حوالے پوچھو۔حدیث کے پوچھو،قرآن کے پوچھو،آپ کا اپنا ذہن اپنی جگہ پر بالکل درست ہے۔لیکن آپ کا ذہن کوئی حرف آخر نہیں، آپ دلیل سے ہٹ کر بات کرتے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: ڈاکٹر صاحب! میں میاں تاج محمد صاحب سے افہام وتفہیم کی غرض سے بات کررہا ہوں۔میں باوضو بیٹھا ہوں اور اس جذبے کے تحت آیا ہوں کہ کوئی آدمی مجھے سمجھائے۔اگر میرا آپ سے گفتگو کرنے کا موڈ نہ ہوتا تو میں آپ کو ایک منٹ میں بند کر دیتا۔آپ کا یہ ترجمہ منٹ میں تسلیم کرلیتا کہ اللہ چنے گا فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے اور بتاتا کہ غلام احمد تو انسان ہی نہیں ہے۔اس نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ ؎

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷،خزائن ج۲۱ص۱۲۷)

کہتا ہے کہ:’’میں بندے دا پتر ای نئیں جہیڑی انسان دی سب توں شرم والی جگہ اے میں اوہ ہاں۔‘‘

غلام احمد کو تو آپ ’’بندے دا پتر‘‘ ہی نہیں ثابت کر سکتے۔ چہ جائیکہ اسے نبی ثابت کیا جائے۔

تاج محمد: ہیں، میں، میں ہیں۔ (ہنس کر ٹالنے کی کوشش کی)

مولانا اللہ وسایا: ہنستے کیوں ہیں، حوالہ موجود ہے۔ حوالہ چاہو۔ بولو، حوالہ پیش کروں۔ اگر یہ حوالہ نہ ہو تو دس ہزار روپے انعام دوں گا۔ کہتا ہے: کرم خاکی......

آپ کی بچیاں ہیں؟ بچیاں میری بھی ہیں، بچیاں سب کی ہوتی ہیں۔ کوئی اپنی نوجوان بچی کے سامنے کتاب کھول کر اس سے کہہ سکتا ہے کہ اس کا ترجمہ کرو۔

ڈاکٹر صاحب: آپ کی کتاب کا حوالہ دے رہے ہیں، اس کا جواب دیں۔

مولانا اللہ وسایا: آپ مجھ سے کتاب کا حوالہ پوچھیں، مجھے کہیں مولوی صاحب سر کیوں مارتے ہو کتاب کا حوالہ دو۔ اگر حوالہ نہ دوں تو ڈاکٹر صاحب فیصلہ کر کے مجرم بنائیں اور یا پھر تاج صاحب آپ اس کا ترجمہ کریں۔

کہتا ہے...... ہوں بشر کی جائے نفرت...... میں نے تو ابھی اس کا ترجمہ کیا ہی نہیں۔ میں تو کہتا ہوں تاج صاحب خود ترجمہ کریں۔

تاج محمد: میں آپ کے سامنے قرآن پیش کر رہا ہوں اور آپ مرزا قادیانی...... میں مرزا قادیانی...... میں کسی کو بھی نہیں مانتا، میں یہ کہتا ہوں کہ قرآن یہ ہے......شور......شور...... شور...... (سب نے کہا کہ دیکھو مرزا قادیانی سے ہی انکار کر بیٹھے)

مولانا اللہ وسایا: ڈاکٹر صاحب! میں نے ابھی مرزا قادیانی کا ایک ہی حوالہ پیش کیا اور یہ پکار اٹھے ہیں کہ میں مرزا قادیانی کو نہیں مانتا......انہوں نے تو کروڑ دفعہ مرزا غلام احمد قادیانی سے جان چھڑانے کی کوشش کرنی ہے، وہ تو ان کے گلے کا ہار بن جائے گا۔ آپ اب کیوں مرزا قادیانی کا انکار کرتے ہیں۔ سنو! سرور کائنات ﷺ کے تمام تر فرمان میرے سر آنکھوں پر، وہ تم میرے سامنے پیش کرو، میرے ماں باپ میری روح میرا جسم قربان حضور ﷺ کے فرمان پر میں اس سے قطعاً انحراف نہ کروں گا؟ اور آپ فوراً بول اٹھے کہ میں غلام احمد کو نہیں مانتا۔ کیوں نہیں مانتے۔ اسے مانو ضرور مانو، میں نے ایک حوالہ دیا اور انکار کر بیٹھے۔ ابھی تو میں پندرہ مرتبہ آپ سے انکار کراؤں گا۔ مزا تو یہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے اس مجلس میں اس سے انکار کر کے اٹھو......تو جناب بس اس کا ترجمہ کریں۔ ’’ہوں بسر کی جائے نفرت۔‘‘

تاج محمد: میں صرف......بس بس۔ایں!

مولانا اللہ وسایا: ذرا ہمت کرو۔ایں آں میں وقت ضائع نہ کرو۔

تاج محمد: بات یہ ہے کہ جو کچھ بھی انہوں نے کہا ہے خاتم الاولاد...... میں نے کہا کہ وہ نفی جنس نہیں یعنی ہمیشہ کے لئے نہیں......اچھا......جی......آپ نے کہا۔میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے آپ کو گفتگو سے یہ نتیجہ اخذ کیا اور دوسرے ''**لا ھجرۃ**''......آپ کہتے ہیں مکہ سے، میں کہتا ہوں ہجرت تو جاری ہے۔

مولانا اللہ وسایا: ''**لا ھجرۃ بعد الفتح من المکۃ**''یعنی مکہ مکرمہ سے کوئی ہجرت نہیں ہوسکتی۔میاں صاحب! میری گذارشات کو سمجھنے کی کوشش کرو کہ مکہ مکرمہ نے دارالاسلام رہنا ہے۔ہجرت دارالاسلام سے نہیں ہوتی، دارالکفر سے ہوتی ہے۔کافروں کے شہر سے نکل کر مسلمانوں کے شہر کی طرف جانا ہوتا ہے۔مسلمان تو اپنے شہر میں رہتا ہے۔اگر کوئی سفر کرے تو وہ اس کا پرائیویٹ سفر ہوسکتا ہے۔لیکن ہجرت میں شمار نہ ہوگا۔حضور ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ:''مکہ مکرمہ نے قیامت تک دارالاسلام رہنا ہے۔''

مکہ سے کوئی ہجرت نہیں ہوگی۔مکہ سے ہجرت کرنے والے واقعی حضرت عباسؓ آخری مہاجر ہیں۔ان کے بعد مکہ سے نہ کسی نے ہجرت کی اور نہ کسی کو ہجرت کا ثواب ملے گا۔

لیکن میں نے جو یہ گذارش کی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جس کے متعلق یہ بحث چل رہی ہے اسے انسان تو ثابت کریں۔ایک ہی حوالے میں پھنس گئے۔رہی لغت۔میں ان کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ ''تاج العروس'' والا یا یہ کوئی لغت کی کتاب لے آئیں۔خاتم کا معنی ان سے پوچھ لیں۔وہ اگر اس کا معنی آخری کردیں تو پھر آپ کی سزا کیا ہوگی؟

چلئے!''**خاتم القوم ای آخرھم**''لغت کا حوالہ ہے بولو۔

تاج محمد: کیا کیا......تسیں......آں، آں۔جی، آں۔

ڈاکٹر صاحب: تاج یار گل سن!

جب مولانا گرائمر کے حساب سے سمجھانے کی کوشش کررہے ہیں تو پھر بھی کیوں نہیں سمجھتے؟

تاج محمد: خاتم کے یہ جو معنی کر رہے ہیں، میں اس سے نفیِ جنس مراد نہیں لے رہا بلکہ نفیِ کمال مراد لے رہا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب: تسیں حرف آخر نئیں۔

تاج محمد: میری سنو بھی تو سہی...... بھائی۔ ایک شخص کلام سن رہا ہے۔ وہ لیکچر کے معنی کچھ سمجھے گا یا نہیں۔ یعنی تقریر...... کچھ تو سمجھے گا۔

ڈاکٹر صاحب: بالکل سمجھے گا۔

تاج محمد: فرض کرو۔ آپ نے خاتم الاولاد پیش کیا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں اولاد کی نفی نہیں ہوئی۔

مولانا اللہ وسایا: میاں صاحب! آپ نے مرنا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ حوالہ سمجھنے کی کوشش کریں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ: ''میرے والدین کے ہاں فلانی فلانی اولاد پیدا ہوئی۔ وہ کہتے ہیں، پھر پیدا ہوئی، جنت بی بی...... اور مرزا قادیانی نے جنت بی بی کا تذکرہ بھی لکھا ہے کہ جس وقت وہ نکلنے لگی تو اس کے پاؤں تھے اور میرا سر تھا...... یہ بھی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ ذرا نبی کا کلام ملاحظہ فرمائیں۔''

ڈاکٹر صاحب: ان کی کتاب میں ہے؟

مولانا اللہ وسایا: ہاں، ہاں! ان کی کتاب میں...... ذرا مجھ سے حوالہ تو پوچھیں۔

ڈاکٹر صاحب: کیہڑی کتاب وچ لکھیا ہویا اے۔

مولانا اللہ وسایا: مسکراتے ہوئے...... نہ زورے ورآ پسیے لگن گے۔ یہاں تاج صاحب مداخلت کرتے ہیں...... مولانا اللہ وسایا انہیں کہتے ہیں۔ ''ذرا ٹھہرتے سہی۔''

تاج محمد: نہیں۔

مولانا اللہ وسایا: مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں نے اس کے پاؤں سے سر ملایا ہوا تھا۔ یہ نبی صاحب ہیں...... ''نکلن لگیاں رنگ لائی آندا اے۔'' بہر حال وہ کہتا ہے کہ میں اپنے والدین کے ہاں خاتم الاولاد تھا...... یہ ساری دنیا کی نفی نہیں کرتا اپنے والدین کے ہاں سے نفی کرتا ہے...... میاں صاحب! میں کہتا ہوں مجھ سے حوالہ تو پوچھیں...... میں کتاب اس واسطے نہیں لایا کہ یہ انکار کریں اور یہ سمجھیں کہ مولوی کے پاس کچھ نہیں اور اس طرح یہ مجھ پر سوار ہونے کی کوشش کریں، پھر میں ان کو جواب دوں...... مجھ سے پوچھیں تو سہی۔ ڈاکٹر

صاحب! ان سے پوچھیں کہ کیا انہیں اس حوالے کا علم نہیں؟

ڈاکٹر صاحب: تاج صاحب! اس حوالے کا پتہ ہے؟...... تسلیم کرتے ہیں؟

تاج محمد: جی اس کا پتہ ہے تسلیم کرتے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: وہ کہتا ہے کہ میں خاتم الاولاد تھا یعنی میرے بعد کوئی لڑکی یا لڑکا میرے والدین کے ہاں پیدا نہیں ہوا...... یہاں لانفی کمال نہیں۔ اس نے لانفی جنس ترجمہ کیا ہے...... یعنی میں آخری آیا ہوں......

اب یہاں کر ترجمہ...... یہاں لانفی کمال کیسے ہے؟ کہہ دے۔ منٹ لگا...... رپھڑ مکا۔

تاج محمد: مولوی صاحب ذرا ٹھہرو۔ اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے۔

ایک اور صاحب: یہاں ایک اور صاحب بولے جو قادیانی تھے کہ یہ آپ سے خاتم کے معنی ای آخر۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح قومیں ختم نہیں ہو گئیں۔

ڈاکٹر صاحب: تاج! میری بات سن۔ اتنی لمبی بات نہیں، ایک لفظ ہے۔ خاتم...... انہوں نے آپ کے سامنے لغات کے حوالے پیش کئے یا تو آپ ان لغات کو تسلیم نہیں کرتے۔

تاج محمد: کس کو؟

ڈاکٹر صاحب: لغات والوں کو۔

تاج محمد: لغات والا ویسے جو کچھ بھی ہے لیکن محاورے میں وہ کبھی غلطی نہیں کر سکتا...... ایک چیز ہے جس میں کسی کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا وہ ہے کسی لفظ کا استعمال...... یعنی میں کچھ کروں...... اسی طرح کوئی معنی آخری کرے...... وہ ہوتا ہے لفظ کا استعمال...... چنانچہ اسی طرح ان میں ایک خاتم کا ہے جس طرح خاتم القوم سے قومیں ختم نہیں ہو گئیں۔ اسی طرح خاتم النّبیین سے نبوت ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ جاری ہے۔ ایک شخص کہتا ہے۔ ’’ای آخرھم‘‘ وہ اپنی طرف سے کر رہے ہیں۔ جہاں تک استعمال کا تعلق ہے وہ خاتم القوم، خاتم المہاجرین، خاتم الاولاد یہ بالکل نفی نہیں کرتے بلکہ ایک خاص قسم کی نفی کرتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب: یہ آپ کے ذہن سے نفی کرتی ہیں...... آپ کا ذہن یہ کہتا ہے میرے ذہن کے مطابق نفی نہیں۔

تاج محمد: جی ہاں۔

ڈاکٹر صاحب: مولانا صاحب آپ کو حوالے دے کر بتا رہے ہیں لغت کے، قرآن کے، حدیث کے، دنیاوی، آپ کے دین کے اور آپ کے مرزا قادیانی کے، لیکن یہ آپ کا ذہن ہے۔ اگر آپ ساری زندگی یہ کہتے رہیں کہ ڈاکٹر میں یہ نہیں مانتا جو مولانا کہتے ہیں...... یہ بات نہیں۔ یا تو آپ مولانا صاحب کی بات کی نفی کرو کہ یہ غلط کہتے ہیں، اسے ہم نوٹ کر لیتے ہیں۔ کوئی اور مولانا صاحب سہی، پھر اگلی بات یہ کہ آپ حوالہ دیں قرآن اور حدیث کا ہم اسے نوٹ کر لیتے ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لئے کوئی اور مولانا سہی۔ لیکن یہ بات ٹھیک نہیں۔

تاج محمد: مولانا صاحب آپ ساری باتیں غلط کرتے ہیں میں ہی ٹھیک کرتا ہوں۔

کوئی عربی زبان سے محاورہ پیش کرو، آپ خواہ مخواہ بات کو بڑھائے جا رہے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: میں نے انہیں لغت تاج العروس کا حوالہ دیا اور خاتم القوم کا محاورہ پیش کیا۔ لیکن انہوں نے نہیں مانا۔ لغت والے اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ ''ای آخرھم'' یہ ترجمہ تمام لغت والوں نے کیا ہے۔ لغت والے نہ تیرے رشتہ دار نہ میرے، وہ غیر جانبدار ہیں۔ انہوں نے ادب کی خدمت کرنی ہے۔ میاں تاج صاحب نے اس سے بھی انکار کر دیا؟

چلئے! میں کہتا ہوں ''خاتم القوم ای آخرھم'' کر ترجمہ اس کا نفی جنس ہے یا نفی کمال ہے...... خاموشی......

مولانا اللہ وسایا: کرنہ کوئی ترجمہ...... مکار پھڑ۔

تاج محمد: ذرا بات کرنے دیں...... آرام سے...... ڈاکٹر صاحب! ''خاتم القوم''...... کیا قومیں ختم ہو گئیں؟

مولانا اللہ وسایا: استغفر اللہ!

تاج محمد: عجیب بات ہے...... کیا کر رہے ہیں آپ...... ایک شخص کے پاس...... خاتم القوم۔

مولانا فضل امین: آگے تو کہیں وہاں ہے ''ای آخرھم''

تاج محمد: آپ ذرا میری بات سنیں...... میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کیا دنیا سے قومیں ختم

ہوگئیں...... کیا لغت سے بھا گا جاسکتا ہے۔ میں عربی ٹیچر ہوں۔ میں بھی استاد ہوں ......اچھا! اس طرح سے جس طرح سے ''خاتم القوم'' ہے۔

مولانا اللہ وسایا: ازراہ مزاح! استاد جی واسطہ رب دا غلط سبق نہ پڑھائیو! ''خاتم القوم'' کا ترجمہ لغت والوں نے کیا ہے آخری۔ یہ معنی کسی لغت والے نے نہیں کیا کہ ''قومیں ختم ہوگئیں۔'' اس لئے کہ قوموں کے ختم ہونے کا سوال نہیں۔ ورنہ لفظ ختم الاقوام ہوتا تب تو قومیں ختم ہوگئیں ترجمہ ہوتا، یہاں خاتم کا لفظ مفرد کی طرف مضاف کیا ہے۔ یعنی قوم کی طرف مضاف کیا کہ یہ شخص قوم کا آخری ہے۔ اقوام جمع کی طرف ہیں۔ بلکہ یہ لفظ ''خاتم'' لکھ کر اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ...... آخری۔ اسی طرح خاتم النّبیین کا معنی ہے آخری کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں...... آگے چل ...... یہ لغت ہے کر ترجمہ حضور کو نہیں مانا اب لغت پیش کر رہا ہوں کر ترجمہ ''خاتم القوم ای آخرھم''

ڈاکٹر صاحب: تاج صاحب! آپ میرے بچے کو پڑھاتے ہیں، اسے کسر کا پتہ نہیں یاد ہے آپ کو۔ تو آپ نے کہا، پتہ کیسے نہیں میں ابھی سمجھا کے جاتا ہوں۔

چنانچہ آپ نے وہ سمجھائی اور اسے پتہ چلا کہ کسر کسی چیز کا حصہ ہے۔ اسی طرح مولانا صاحب آپ کو لغت کا، ان کے لفظی معنی اور با محاورہ معنی کو سمجھا رہے ہیں۔ پھر آپ کیوں نہیں سمجھتے؟

تاج محمد: ٹھہرو ذرا بات سنو! ایک ہوتی ہے بحث برائے بحث۔

ڈاکٹر صاحب: یہ آپ کی تو بحث برائے بحث ہے۔

تاج محمد: ٹھہرو سنو! خدا کی قسم یہ میرے ہاتھ میں قرآن ہے۔ میں بحث برائے بحث نہیں کرتا جو میری سمجھ میں آرہا ہے میں وہ کہہ رہا ہوں۔

مولانا اللہ وسایا: اچھا تو آپ وہی بات کہہ رہے ہیں جو آپ کی سمجھ میں آرہا ہے۔

تاج محمد: جی۔

مولانا اللہ وسایا: اللہ واسطے مجھے اتنی بات سمجھا دو کہ مرزا قادیانی جو کہتے ہیں کہ......

''میں بندے دا پتر نہیں۔''

اس کا ترجمہ کیا ہے جو آپ کی سمجھ میں آئے، وہی ترجمہ کر دیں۔ چلئے میں آپ کی

سمجھ کو مانتا ہوں۔ کیجئے اس کا ترجمہ کیا کہتا ہے؟

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

تاج محمد: یہ ایک عاجزی کا انتہائی درجہ ہے۔

مولانا اللہ وسایا: آپ بھی ذرا اس عاجزی کا اظہار فرمائیں اور کہہ دیں کہ: ’’میں بندے دا پتر نئیں ۔‘‘ کریں عاجزی، میرے نبی ﷺ نے جو انکساری فرمائی، میں ڈاکٹر صاحب اور ہم جتنے مسلمان بیٹھے ہیں ایک دفعہ نہیں وہ ہم کروڑ مرتبہ انکساری یا عاجزی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جو حضور ﷺ نے لفظ ارشاد فرمائے ہیں وہ کروڑ مرتبہ دہرانے کے لئے تیار ہوں...... جو غلام احمد قادیانی نے کہا آپ بھی کہیں۔ اس نے کہا ہے...... کرم خاکی...... اور...... نہ آدم زاد...... آپ بھی عاجزی کر کے یہ کہہ دیں کہ بندے دا پتر نئیں...... کر عاجزی...... چاچا آپ تو ٹیچر ہیں میں تو تیرے شاگردوں جیسا ہوں۔

تاج محمد: انہوں نے کہا ہے ’’خاتم القوم‘‘ کے معنی ’’ای آخرھم‘‘ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح قومیں ختم نہیں ہوگئیں۔

ڈاکٹر صاحب: تاج! میری بات سن۔ اتنی لمبی بات نہیں، ایک لفظ ہے۔ خاتم...... انہوں نے آپ کے سامنے لغات کے حوالے پیش کئے یا تو آپ ان لغات کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس میں قوموں کے ختم کی بات نہیں۔ بلکہ جس شخص کو قوم کا خاتم کہا اس کا معنی لغت والوں نے کیا کہ قوم کا آخری۔ قوم کا آخری فرد۔ آنحضرت ﷺ انبیاء (علیہم السلام) کے آخری فرد ہیں۔

تاج محمد: کس کو؟

ڈاکٹر صاحب: لغات والوں کو۔

تاج محمد: لغات والا ویسے جو کچھ بھی ہے لیکن محاورے میں وہ کبھی غلطی نہیں کر سکتا...... ایک چیز ہے جس میں کسی کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ وہ ہے کسی لفظ کا استعمال...... یعنی میں کچھ کروں...... اسی طرح کوئی معنی آخری کرے...... وہ ہوتا ہے لفظ کا استعمال...... چنانچہ اسی طرح ان میں ایک خاتم کا لفظ ہے جس طرح خاتم القوم سے قومیں ختم نہیں ہوگئیں۔ اسی طرح

خاتم النّبیین سے نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے۔ایک شخص کہتا ہے’’ای آخرھم ‘‘وہ اپنی طرف سے کرر ہے ہیں۔ جہاں تک استعمال کا تعلق ہے وہ خاتم القوم، خاتم المہاجرین، خاتم الاولاد یہ بالکل نفی نہیں کرتے۔ بلکہ ایک خاص قسم کی نفی کرتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب: یہ آپ کے ذہن سے نفی کرتے ہیں...... آپ کا ذہن یہ کہتا ہے میرے ذہن کے مطابق نفی نہیں۔ بلکہ قوموں، اولادوں اور مہاجرین کے ختم کی بحث نہیں بلکہ جس شخص کو خاتم کہا وہ آخری ہے۔ یہ لغت کا فیصلہ ہے۔

تاج محمد: جی ہاں۔

ڈاکٹر صاحب: مولانا آپ کو حوالے دے کر بتا رہے ہیں لغت کے، قرآن کے، حدیث کے، دنیاوی۔آپ کے دین کے اور آپ کے مرزا قادیانی کے۔لیکن یہ آپ کا ذہن ہے اگر آپ ساری زندگی یہ کہتے رہیں کہ ڈاکٹر میں یہ نہیں مانتا جو مولانا کہتے ہیں...... یہ بات نہیں یا تو آپ مولانا کی بات کی نفی کرو کہ یہ غلط کہتے ہیں، اسے ہم نوٹ کر لیتے ہیں۔کوئی اور مولانا صاحب سہی، پھر اگلی بات یہ کہ آپ حوالہ دیں قرآن اور حدیث کا ہم اسے نوٹ کر لیتے ہیں۔اس کو سمجھنے کے لئے کوئی اور مولانا سہی، لیکن یہ بات ٹھیک نہیں۔آپ بلاوجہ کہتے رہیں میں نہیں مانتا۔نہیں مانتا تو اس کا کیا علاج ہے کہ مولانا صاحب آپ ساری باتیں غلط کرتے ہیں۔صرف میں ہی ٹھیک کہتا ہوں۔

تاج محمد: نہیں، نہیں۔میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے ایک دلیل پیش کی ہے......

ڈاکٹر صاحب: یہ ایک ایسی علت ہے جسے ڈاکٹری زبان میں بڑا عجیب سا لفظ سمجھتے ہیں اور یہ اس عمر میں پیدا ہو جاتی ہے...... میں آپ کی اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں...... میں آپ کی ہر بات مانوں گا۔لیکن علم کسی کا حرف آخر نہیں...... آپ اگر یہ کہیں کہ میں جو کہتا ہوں وہ حرف آخر ہے۔مولانا جو کہتے ہیں وہ حرف آخر نہیں، انہوں نے پچاس حوالے دیئے آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا......سوال یہ ہے کہ آپ اپنے ذہن کو مطمئن کرنے کے لئے کوئی حوالے پیش کریں...... وہ بھی پیش کریں۔ پھر بھی اگر کسی پوائنٹ پر آپ کا ذہن مطمئن نہیں ہوتا تو دوسرے مولانا موجود ہیں۔لیکن یہ بات غلط ہے کہ آپ ہر بات پر یہ کہیں کہ’’میں نہیں مانتا۔‘‘

تاج محمد: ذرا ٹھہرو......ایک بات اور سنیں۔

ڈاکٹر صاحب: ایک نہیں ہزار سناؤ۔ لیکن اس کو دلیل کے ساتھ قرآن تیرے پاس ہے۔ اس کی رو سے بات کر، حدیث تیرے پاس ہے اس کی رو سے کر، اس سے پیش کر...... اگر آپ کے پاس نہیں تو ہمارے پاس موجود ہے اس سے حل کر۔ پھر اسے سمجھ اور مولانا کو سمجھا۔ میں اسے نوٹ کر لیتا ہوں۔ کسی اور مولانا کو بلا لیتے ہیں۔ اگر یہ غلط کہتے ہیں تو دوسرا صحیح کہے گا۔ اگر وہ بھی غلط کہیں گے تو تیسرا سہی۔ کوئی بات حرف آخر نہیں۔

تاج محمد: ٹھیک ہے......

ڈاکٹر صاحب: آپ جو مولانا کی دلیل کو رد کرتے ہیں وہ صرف دلیل سے کر سکتے ہیں، قرآن سے کر سکتے ہیں، حدیث سے کر سکتے ہیں، اپنے مرزا قادیانی کی کتابوں سے کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ''میں نہیں مانتا۔''

تاج محمد: پھر سنو! دیکھو...... میں نے...... میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے ''خاتم القوم'' کے معنی یہ کئے ہیں۔ جس طرح قوموں کا خاتمہ نہیں ہوتا، قومیں جاری رہتی ہیں۔ اسی طرح یہ خاتم کا معنی جو ہے نفی جنس نہیں...... اچھا۔

ڈاکٹر صاحب: یہ گرائمر...... روز پڑھاتے ہو...... کسی بھی زبان کو سیکھنے کے لئے اس کی گرائمر انتہائی ضروری ہے۔ انگریزی، اردو، فارسی، سنسکرت، کوئی زبان بھی لیں۔ گرائمر کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی۔

تاج محمد: ٹھیک ہے۔ ہاں! ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر صاحب: اگر آپ یہ کہتے رہیں کہ ''میں نہیں مانتا۔'' مولانا اللہ وسایا کہیں کہ میں تجھ سے منواؤں گا...... یہ بات نہیں۔ یہ گرائمر موجود ہے۔ ہم عربی کی گرائمریں منگوا لیتے ہیں۔ اس کے لحاظ سے اس کا ترجمہ کریں۔ آخر کسی صورت تو ماننا پڑے گا۔ میں آپ کو نہیں جانے دوں گا چاہے دو دن بھوکے رہو۔

مولانا صاحب جو بات منواتے ہیں وہ نہ مان اور جو کوئی کہتا ہے وہ نہ مان۔ لیکن اس گرائمر کی رو سے جو ترجمہ ہے، وہ ماننا پڑے گا۔ نئیں تو میں نے تینوں نئیں چھڈ نا۔

تاج محمد: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر صاحب: میں اپنی زبان سے کوئی مہمل کلمہ بول دیتا ہوں، دوسرا صحیح کلمہ بولتا ہے اس کو کیا کہیں گے؟ یہ آپ کو گرائمر کی رو سے ماننا پڑے گا۔ آپ اپنے شاگردوں کو نمبر دیتے ہیں۔ ہم شاگرد ہیں۔ کیا ان کے نمبر نہیں دیتے کہ اس بچے نے مہمل کلمہ لکھا ہے، اس بچے نے صحیح کلمہ لکھا ہے۔ یہ حرف کی تعریف ٹھیک لکھی ہے۔ یہ غلط لکھی ہے وغیرہ وغیرہ!

لیکن اس سے انکار نہیں کر سکتے، اگر مولانا صاحب گرائمر نہیں جانتے یا گرائمر کے لحاظ سے نہیں سمجھاتے تو میں دوسرے مولانا کو ابھی منگوا لیتا ہوں، لیکن یہ بات آپ نہیں کہہ سکتے کہ جو میں کہتا ہوں وہ حرف آخر ہے اور جو مولانا اللہ وسایا کہتے ہیں حرف آخر نہیں۔ وہ آپ کو دلیل سے سمجھاتے ہیں اور آپ کہتے ہیں...... ''میں نہیں مانتا'' یہ غلط ہے۔ دلیل سے اپنے دماغ کے خانے میں ان کی بات کو بٹھانے کی کوشش کرو۔

مولانا اللہ وسایا: آپ نے حضور اکرم ﷺ کی خاتم النّبیین والی آیت کے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ خاتم النّبیین کا معنی آخری نہیں میں نے ابتداء میں آپ سے درخواست کی کہ حضور ﷺ سے اس کا ترجمہ پوچھ لیں۔ مدینے والے رحمت عالم ﷺ جو اس کا ترجمہ فرمادیں آپ بھی مان لیں، میں بھی مان لیتا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب: عکرمہؓ ابوجہل کے بیٹے تھے؟

تاج محمد: ہاں۔

ڈاکٹر صاحب: وہ کہتا تھا کہ حضور ﷺ خاتم النّبیین ہیں، میں ان کو مانتا ہوں۔ اس کا ابا الّو کا پٹھا کہتا تھا میں نہیں مانتا...... وہ کہے جا رہا ہے میں نہیں مانتا۔ اس کا بیٹا مانتا ہے۔ کتنے ہی دلائل اس کے ابے کو دیئے گئے وہ نہ مانا۔ اگر آپ نے نہیں ماننا تو اس کا تو کوئی حل نہ مولانا صاحب کے پاس ہے نہ میرے پاس۔ آپ دلائل سے بات کریں اپنی کتابوں کا حوالہ دیں۔ اپنی احادیث کا حوالہ دیں۔ اپنے پیغمبر کا حوالہ دیں۔ اپنے (ہمارے نہ) اپنے آخری رسول کا حوالہ دیں یا ہمارے آخری رسول ﷺ کا دیں بات تو ہے سمجھنے کی، اپنے ذہن میں لانے کی، اپنی عقل میں بٹھانے کی، اپنے آپ کو ہوش میں لانے کی اگر وہ دلیل سے بات کرتے ہیں تو اس کا جواب دلیل سے دیں۔ چلیں!

مولانا اللہ وسایا: اگر میں خاتم کا معنی وہی تسلیم کرلوں تو یہ بتائیں کہ کیا چودہ سو سال میں کوئی اور حضور (ﷺ) کے بعد نبی بنا؟ اس کا جواب دیں۔

تاج محمد: یارا یہدا جواب میرے پاس نئیں۔

ڈاکٹر صاحب: تاج! خاتم النّبیین کا جو ترجمہ آپ کرتے ہیں اس کا یہاں اردو میں ترجمہ لکھیں...... ڈاکٹر صاحب کے کہنے سے وہ قران پاک پر ترجمہ لکھنے لگا تو مولانا اللہ وسایا صاحب نے اسے روکا کہ ''قرآن پاک کو بطور تختی کے استعمال نہ کریں۔'' چنانچہ انہوں نے لکھا۔

آواز آئی......کی لکھیا؟

مولانا اللہ وسایا: انہوں نے لکھا ہے۔خاتم النّبیین کا معنی نبیوں میں سب سے بڑا۔ چلیئے اس کے ثبوت کے لئے کوئی آیت پیش کریں۔کوئی حدیث پیش کریں۔کوئی لغت کی کتاب پیش کریں۔

تاج محمد: خاتم المہاجرین جو میں نے پیش کیا۔

ڈاکٹر صاحب: یہ آپ نے ترجمہ کیا ہے۔یہ قرآن پاک آپ کے پاس ہے، نکال لیں اس میں سے کہ ہے کہیں یہ ترجمہ؟

جتنے بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، سب نے تاج صاحب پر زور دیا کہ کڈھ کڈھ ایہہ ترجمہ......جلدی کر۔لیکن خاموشی جواب ندارد۔

مولانا اللہ وسایا: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے، وہ سب کے سب نسل انسانی میں سے تھے۔ یہ مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور مرزا قادیانی وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ: ''میں بندے دا پتر ای نئیں۔''

اگر میں نے یہ عبارت غلط پڑھی ہے، ان کی کتاب میں نہیں، ان کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ کتاب سے انکار کر دیں...... میں مجرم۔

اگر حوالہ نہ دکھاؤں جو چور کی سزا وہ میری سزا۔ یا جو ڈاکٹر صاحب تجویز فرما دیں...... میرے واسطے حضور ﷺ کی حدیث حجت، تمہارے لئے غلام احمد کا کلام حجت، تم حضور ﷺ کی حدیث پڑھو۔''میں تہاڈا منہ چماں۔'' میں غلام احمد قادیانی کی ''حدیث'' پڑھتا ہوں، آپ مجھے شاباش نہیں دیتے۔اس کا ترجمہ تو کر دیں۔اب کیجئے ترجمہ۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

اردو ہے، آپ علی گڑھ کے پڑھے ہوئے ہیں۔ کریں ترجمہ یا پھر علی گڑھ کی سندات پھاڑ ڈالیں۔

تاج محمد: بھائی ٹھیک ہے۔ یہ جو چیزیں ہیں، یہ آپ نے کچھ ریفرنس پیش کئے ہیں۔ ان پر غور کروں گا۔

ڈاکٹر صاحب: کردیں ترجمہ۔

تاج محمد: نہیں...... ٹائم دیکھو۔

ڈاکٹر صاحب: ایہہ گل غلط اے! آپ کا کیا مطلب ہے کہ مولانا فارغ ہیں۔

تاج محمد: نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے علم ہوتا تو میں ایک دن فارغ کر لیتا...... دیکھو نہ۔

مولانا فضل امین: مولانا اللہ وسایا صاحب دوسرا حوالہ پیش کریں۔

تاج محمد: نہیں یار نہیں...... اس کے لئے مولانا کچھ وقت چاہئے۔

مولانا اللہ وسایا: میں آپ سے کوئی وقت کی پابندی نہیں لگاتا۔ جو آپ ریفرنس پیش کریں میں سنوں گا۔ آپ پر کوئی پابندی نہیں۔ لیکن مجھ سے ریفرنس سننے کی آپ آمادگی پیدا کریں۔

تاج محمد: میں آپ کا پابند نہیں۔

مولانا اللہ وسایا: میاں صاحب! آپ ساری دنیا سے یہ کہتے ہیں کہ مولوی ہم سے لڑتے ہیں، کون سا مولوی لڑتا ہے؟ میں نے تو ٹھنڈی ٹھنڈی باتیں کی ہیں۔ کہتے ہیں جی مولوی تو گالیاں نکالتے ہیں...... وہ کون سا مولوی ہے جو گالیاں نکالتا ہے۔ میں نے تو پیار سے گذارشات پیش کی ہیں۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ...... ''میں بندے دا پتر ای نئیں۔''

تاج محمد: ''یار اس توں علاوہ کوئی ہور گل کر۔''

مولانا اللہ وسایا: مرزا قادیانی کی اس بات کا مرزائی قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔ پوری دنیا کے قادیانی اکٹھے ہو جائیں، اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے ہاتھ سے لکھ کے گیا ہے۔

دوسری بات سنئے! عام مسلمان چھوٹے سے چھوٹے مسلمان کسی سے پوچھ لیں اور تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی دھوکے باز نہیں ہوتا، نبی جھوٹ نہیں بولتا۔ فراڈ نہیں

کرتا...... میری درخواست یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بیک وقت ایک کام میں دھوکہ اور فراڈ کیا اور فراڈیا نبی نہیں ہوسکتا۔

مرزا قادیانی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''براہین احمدیہ'' ہے۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ وہ مجھے پیسے دیں اور پیسے دے کر مطمئن رہیں میں حقائق اسلام پر ایک کتاب لکھنے لگا ہوں، اس کتاب کی پچاس جلدیں ہوں گی اور ۵۰ جلدوں کی یہ قیمت ہے۔ مجھے پیشگی بھیج دو۔ کیونکہ میرے پاس اس کی طباعت کے لئے رقم نہیں ہے...... لوگوں نے پیسے دیئے۔ مرزا قادیانی نے ہمت کر کے صرف ایک بڑی موٹی اور ضخیم کتاب چار جلدوں میں لکھ دی اور اسے چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔

حصہ اوّل، دوم، سوم، چہارم، چار حصوں میں چھاپ کر کہنے لگے کہ چار جلدیں آ گئیں۔ باقی چھیالیس جلدیں بچ گئیں۔ پیسے پچاس کے لئے اور کتاب چار حصے بنا کر ایک ہی دی۔

کافی عرصہ گزر گیا لوگوں نے خط لکھنے شروع کر دیئے کہ حضرت صاحب کتاب نہیں آئی...... مرزا قادیانی خود بھی کہتے ہیں کہ نورالدین نے بھی مجھے خط لکھا کہ یا تو کتابیں پوری کرو یا پیسے واپس کرو۔ لوگ ہم سے بدظن ہیں۔ پھر بھی مرزا قادیانی نے نہ کتابیں پوری لکھیں اور نہ پیسے واپس کیے۔ کافی عرصہ کے بعد پانچویں جلد لکھ دی اور اس میں اعلان کر دیا کہ پچاس اور پانچ میں ایک نقطہ کا فرق ہے۔ لہٰذا پانچ سے وہ وعدہ پورا ہو گیا...... حوالہ موجود ہے۔

بات یہیں تک پہنچی تھی کہ مرزائی مبلغ وقت کی قلت کا بہانہ کر کے اٹھ کھڑے ہوئے اور مجلس برخواست ہوگئی۔ پھر کبھی گفتگو کے لئے تیار نہیں ہوئے۔

(نوٹ: یہ گفتگو ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ اور من وعن نقل کی گئی۔ از قلم مولانا محمد حنیف ندیم سہارنپوریؒ)

۞ ...... ۞ ...... ۞

مناظرہ چنگا بنگیال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین حضرات کی سہ ماہی میٹنگ میں ۲۶رشوال سے ۲۶رذیقعد ۱۴۲۴ھ تک فقیر (مولانا اللہ وسایا) کے پروگرام شیخوپورہ، لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات، راولپنڈی، اسلام آباد، چکوال، میانوالی، لیہ اور بھکر کے اضلاع کے لئے طے ہوئے۔ گجرات سے فراغت کے بعد مجھے راولپنڈی جانا تھا۔ درمیان میں جمعرات کا دن ۱۵رذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۸رجنوری ۲۰۰۴ء سفر کے لئے فارغ رکھا تھا۔ چنگا بنگیال کے محترم جناب پروفیسر محمد آصف کو خط لکھ دیا کہ اس دن آپ کی لائبریری دیکھنے کے لئے حاضر ہونا ہے۔

چنانچہ چنگا بنگیال جانے کے لئے گوجر خان صبح دس گیارہ بجے جمعرات کو حاضر ہوگیا۔ محترم پروفیسر صاحب نے بتایا کہ چنگا بنگیال کے قادیانیوں سے میری رشتہ داری ہے۔ ان سے گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ آپ کا خط ملا تو آج ان سے قادیانیت پر گفتگو رکھی ہے۔ قادیانی اور مسلمان چند رشتہ دار بیٹھک میں جمع ہوں گے۔ قادیانی مربی آئے گا۔ آپ گفتگو کریں گے۔ لیکن ہم نے آپ کا نام نہیں بتانا۔ صرف یہ کہہ کر تعارف کرائیں گے کہ ہمارے دوست ہیں اور گفتگو شروع ہو جائے گی۔ فقیر نے عرض کیا کہ میرا آنا اختیاری تھا۔ آپ سے وعدہ نہ تھا۔ کوئی ضروری کام ہو جاتا تو سفر کینسل بھی ہوسکتا تھا۔ آپ نے گفتگو رکھی تو مجھے اطلاع ہونی چاہئے تھی۔ تاکہ سفر یقینی ہو جاتا۔ ورنہ حاضر نہ ہونے کی صورت میں آپ کو پریشانی ہوتی۔ خیر گفتگو کس عنوان پر ہوگی؟ انہوں نے بتایا کہ ہم مرزا قادیانی کے حوالہ سے گفتگو کریں گے۔ پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ میری گفتگو چل رہی ہے۔ میں ہی گفتگو کا آغاز کروں گا۔ جہاں ضروری ہوا آپ شامل گفتگو ہو جائیں گے۔ طے ہوا کہ ظہر کے بعد گوجر خان سے چلیں گے۔ چنانچہ پروفیسر صاحب قادیانیوں کو گفتگو کا پابند کرنے کے لئے چنگا بنگیال چلے گئے۔ ہم حسب وعدہ ظہر کے بعد روزانہ ہوئے۔ لیکن آگے سڑک پر گیس والے کھدائی کررہے تھے۔ سڑک بند تھی۔ ٹریفک بلاک تھی۔ کچھ پیدل چلنا پڑا۔ ہمیں وہاں پہنچتے پہنچتے عصر ہوگئی۔ عصر پڑھ کر قادیانیوں کے مکان پر حاضر ہوئے اور گفتگو ہوئی۔

فضل احمد: چنگا بنگیال کے ایک قادیانی فضل احمد تھے۔ اچھے ذی استعداد عالم تھے۔ طبیعت آزاد پائی تھی۔ ایک کتاب ''اسرار شریعت'' کئی حصوں میں لکھی۔ مرزا قادیانی کا تعارف سنا، قادیان گئے اور قادیانیت کا طوق پہن لیا۔ الفضل قادیان کے کچھ عرصہ ایڈیٹر بھی رہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ الفضل قادیان کا نام بھی ان کی مناسبت سے الفضل رکھا گیا۔ اسرار شریعت میں انہوں نے اسرار و حکمتیں بیان کی ہیں کہ نمازیں پانچ کیوں ہیں؟ دن کو اتنی، رات کو اتنی، فرض اتنے، سنتیں اتنی، یہ کیوں؟ وغیرہ وغیرہ۔ مرزا قادیانی نے اس اسرار شریعت سے صفحات کے صفحات اپنی کتابوں، اسلامی اصول کی فلاسفی، برکات الدعا، کشتی نوح، نسیم دعوت اور آریہ دھرم میں ان کا نام ذکر کئے بغیر نقل کر کے اسے اپنی تصنیف ظاہر کیا۔

ایک بار قادیانیوں نے ''کمالات اشرفیہ'' نامی کتابچہ شائع کیا۔ مرزا قادیانی کی کتاب اور حضرت تھانویؒ کی کتاب ''المصالح العقلیہ ! یعنی احکام اسلام عقل کی نظر میں'' کے صفحات مقابلہ پر شائع کر کے اعلان کیا کہ مرزا قادیانی کی کتاب پہلے کی شائع شدہ ہے۔ جب کہ حضرت تھانویؒ کی کتاب بعد کی ہے۔ ثابت ہوا کہ حضرت تھانویؒ نے مرزا قادیانی کی کتابوں کے صفحات لے کر اپنی کتاب میں شائع کئے ہیں۔ اس انکشاف پر کہرام قائم ہو گیا۔ یہ قادیانی دجل کا شاہکار تھا کہ حضرت تھانویؒ کو مرزا قادیانی کی کتابوں سے سرقہ کرنے والا ظاہر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ ہمارے مخدوم حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب نے اسرار شریعت پڑھی ہوئی تھی۔ انہیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر سے کتاب اسرار شریعت مل گئی۔ جب انہوں نے اس کتاب اور حضرت تھانویؒ کی کتاب کا تقابل کیا کہ فضل احمد چنگا بنگیال کے جب مسلمان تھے، یہ کتاب اسرار شریعت لکھی تھی۔ حضرت تھانویؒ نے اپنی کتاب میں اس سے عبارات نقل کیں اور مرزا قادیانی نے بھی اسرار شریعت سے نقل کی۔ اسرار شریعت حضرت تھانویؒ کی کتاب اور مرزا قادیانی ملعون کی کتاب سے پہلے کی تصنیف کردہ ہے۔ دونوں نے اس کتاب سے اقتباس لئے۔ لیکن:

۱...... مرزا قادیانی نے اس کتاب اسرار شریعت سے اقتباس لئے، لیکن ان کا حوالہ نہ دیا۔

۲...... مرزا قادیانی نے ان اقتباس کو اپنی کتاب میں سمو کر اپنی تصنیف بتایا۔ یہ اس کی بددیانتی کا کھلا شاہکار تھا۔ لیکن اس کے مقابل پر حضرت تھانویؒ نے اپنی کتاب کے مقدمہ

میں واضح طور پر لکھ دیا کہ مجھے ایک کتاب (اسرار شریعت) ملی ہے۔ اس میں رطب ویابس سب کچھ ہے۔ اس سے بعض چیزیں میں اپنی کتاب میں نقل کر رہا ہوں۔ حضرت تھانویؒ کی کمال دیانت اور مرزا قادیانی کے کمال دجل کا پول حضرت علامہ خالد محمود صاحب نے کھولا تو قادیانی امت بوکھلا گئی۔ قادیانیوں کی کمال عیاری اور کمال کذب کو دیکھ کر دنیا حیران رہ گئی کہ قادیانی کس طرح ناواقف لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

یہ مولوی فضل احمد بعد میں ترقی کر کے خود مدعیٔ الہام و مدعیٔ نبوت ہو گئے۔ چنانچہ خود کئی رسالے لکھے۔ جن میں اپنے الہام شائع کئے۔ قرآن مجید میں جہاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہے کہ آپ (موسیٰ علیہ السلام) جا کر فرعون کو ڈرائیں۔ فضل احمد نے ان آیات کو اپنے اوپر نازل شدہ بتا کر اپنے آپ کو موسیٰ اور چنگا بنگیال کے رہائشیوں کو فرعون قرار دیا۔ ’’وغیرہ ذالک من الھفوات‘‘ مرزا قادیانی کی دیکھا دیکھی اور بھی قادیانیوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان میں ایک فضل احمد بھی تھا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ فضل احمد نے مرنے سے پہلے قادیانیت کو ترک کر دیا تھا۔ واللہ اعلم!

اس فضل احمد کے ذریعہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں چنگا بنگیال میں قادیانیت پھیل گئی تھی۔ اب اسی فضل احمد کے خاندان کے بہت سارے گھرانے مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان میں سے ایک پروفیسر محمد آصف بھی ہیں۔ پروفیسر صاحب کے پاس فضل احمد کی کتابیں ہیں۔ فقیر نے ان سے درخواست کی کہ عربی و فارسی، قادیانیت اور رد قادیانیت کی کتب مرکزی دفتر کی لائبریری کے لئے عنایت کر دیں۔ چنانچہ مناظرہ سے فراغت کے بعد لائبریری سے کتابیں لے کر مولانا مفتی محمود الحسن اسلام آباد لے گئے۔ وہاں سے دفتر ملتان انہوں نے بھجوائی تھیں۔ یہ ایک ضمنی بات تھی جو درمیان میں آ گئی۔

روئیداد مناظرہ چنگا بنگیال

عصر کی نماز پڑھ کر پروفیسر محمد آصف صاحب نے فقیر کو ساتھ لیا اور قادیانی راجہ سعید کے مکان پر گئے۔ آٹھ یا نو کل افراد تھے۔ جن میں مرزائی، مسلم موجود تھے۔ اکثریت

پروفیسر صاحب کے رشتہ داروں کی تھی یا واقف کاروں کی۔ قادیانیوں نے گفتگو کے لئے سعید الحسن قادیانی مربی کو تیار کیا ہوا تھا۔ بہرحال پہنچتے ہی مختصر تعارف کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔

پروفیسر محمد آصف صاحب: ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سیدنا مہدی علیہ السلام یا سیدنا مسیح علیہ السلام کے متعلق کیا فرمایا ہے اور مرزا قادیانی ان علامات ومعیار پر پورا اترتا ہے؟ یا نہیں؟

قادیانی مربی سعید الحسن: ہمیں وفات وحیات مسیح علیہ السلام پر گفتگو کرنی چاہئے۔ اگر مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت ہو جائے تو مرزا قادیانی کے تمام دعاوی جھوٹے۔

پروفیسر صاحب: انحضرت ﷺ نے سیدنا مہدی علیہ السلام ومسیح علیہ السلام کی جو علامات بتائی ہیں، وہ مرزا قادیانی میں دکھادیں۔ حیات مسیح علیہ السلام سمیت ساری بحث مکمل ہو جائے گی۔ مرزا قادیانی کو ان نشانیوں کی رو سے سچا بتادیں۔

قادیانی مربی: آپ مرزا قادیانی کو کس حیثیت سے جانچنا چاہتے ہیں؟

پروفیسر صاحب: نام، ذات، شخصیت اور دعاوی۔ ان چاروں حیثیتوں سے۔ پہلے امام مہدی علیہ السلام کی علامات کو لیں۔

قادیانی مربی: پہلے حیات مسیح علیہ السلام پر بحث کریں۔

پروفیسر صاحب: مرزا قادیانی کے دعاوی مہدی اور مسیح کے ہیں۔ منصب کے اعتبار سے پہلی سٹیج مہدی علیہ الرضوان کی ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو ان سے بلند وبالاتر ہیں۔ اس لئے مہدی علیہ الرضوان کی علامات جو رحمت دو عالم ﷺ نے بیان فرمائی ہیں، ان کو احادیث کی روشنی میں دیکھ لیتے ہیں۔ پھر مرزا قادیانی میں وہ علامات دیکھیں گے۔ اگر ان میں پائی گئیں تو پھر مسیح علیہ السلام کی علامات کو دیکھیں گے کہ وہ مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہیں؟ یا نہیں؟ اس وقت حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بھی بحث ہو جائے گی۔

قادیانی مربی: آپ حیات مسیح علیہ السلام پر بحث کا آغاز کریں۔

فقیر: آپ لکھ کر دے دیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی جو نشانیاں بیان فرمائی ہیں وہ مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتیں تو پھر ابھی حیات مسیح علیہ السلام پر گفتگو کا آغاز ہو جائے گا۔

قادیانی مربی: مرزا قادیانی مہدی ہیں۔ ان میں علامات پائی جاتی ہیں۔ میں کیوں انکار کروں؟

پروفیسر صاحب: بہت اچھا! میں مولانا (اشارہ فقیر کی طرف) سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ احادیث شریف کی روشنی میں ہمیں سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی علامات بیان کریں۔

فقیر: ''**بسم اللہ الرحمن الرحیم! اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۰ اما بعد!** یہ میرے ہاتھ میں صحاح ستہ میں شامل کتاب ابوداؤد شریف ہے۔ صحاح ستہ میں ابوداؤد شریف کا شامل ہونا مرزا قادیانی کو مسلم ہے۔ ابوداؤد شریف (ج۲ ص۱۳۰،۱۳۱) پر سیدنا مہدی علیہ الرضوان پر مشتمل باب ہے۔ اس باب میں کل روایات گیارہ ہیں۔ جو حضرت جابر بن سمرہؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ابی سعید خدریؓ جیسے جید صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلے میں اس روایت کی تلاوت کرتا ہوں۔ جس میں آپ ﷺ نے سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا نام، والد کا نام، قومیت اور جائے پیدائش کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ:

۱...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے: ''**عن ابن عبداللہ عن النبی ﷺ قال لو لم یبق من الدنیا الایوم، لطول اللہ ذالک الیوم حتیٰ یبعث اللہ فیہ رجل منی او من اھل بیتی، یواطئ اسمہ اسمی، واسم ابیہ اسم ابی، یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلما وجورا...... الخ** (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۱، باب ذکر المھدی) ''اسی روایت کو امام ترمذیؒ نے ترمذی شریف (ج۲ ص۴۷، باب ماجاء فی المھدی) میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ یہی روایت متعدد کتب احادیث میں مذکور ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے۔ تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا فرمائیں گے۔ (یعنی یقینی ہے کہ قیامت سے پہلے ایسے ضرور ہوگا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس میں ایک شخص کو بھیجیں گے۔ (یقینی طور پر ایسے ہو کر رہے گا) جو مجھ سے یعنی میرے اہل بیت سے ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ (یعنی محمد) اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر (عبداللہ) ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جیسا (ان سے قبل) وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔

۲...... ابوداؤد کے اسی صفحہ پر ہے:''عن ام سلمةؓ: قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول المهدی من عترتی من ولد فاطمة...... الخ! ''ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ سے میں نے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی علیہ الرضوان میری عترت یعنی فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے۔

۳...... ابوداؤد کے اسی صفحہ پر حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ:''مدینہ طیبہ میں ایک خلیفہ کی وفات پر جانشینی کے مسئلہ پر اختلاف ہوگا تو مہدی علیہ الرضوان مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آجائیں گے۔ اہل مکہ ان کی بیعت کریں گے۔ رکن یمانی وحجراسود کے مقام پر ان سے بیعت ہوگی۔ ان کے پاس شام وعراق کے ابدال مقام ابراہیم پر آکر بیعت ہوں گے۔''

متعدد کتب حدیث سے میں نے صرف ابوداؤد کی یہ روایتیں آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ یہ کتاب ابوداود شریف مرزا قادیانی کی پیدائش سے صدیوں پہلے لکھی گئی۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اگر حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد کا تذکرہ فرمایا تو اس کی علامات بھی بیان فرمائیں۔ چنانچہ ان روایات سے جو بھی ابوداؤد شریف سے میں نے بمع ترجمہ کے آپ کے سامنے تلاوت کیں۔ ترجمہ غلط ہو تو قادیانی مربی مجھے ٹوک دیں اور اگر روایات نہ ہوں تو مجھے بولنے سے روک دیں۔ (قادیانی سامعین آپ بات مکمل فرمائیں)

فقیر: بہت اچھا! ان روایات سے ثابت ہوا کہ:

۱...... سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد ہوگا۔

۲...... سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔

۳...... سیدنا مہدی علیہ الرضوان آنحضرت ﷺ کی عترت سے ہوں گے۔ فاطمۃ الزہراءؓ کی نسل سے ہوں گے۔

۴...... مدینہ طیبہ میں پیدا ہوں گے۔

۵...... مکہ مکرمہ تشریف لائیں گے۔

یہ پانچ بنیادی علامات آپ مرزا قادیانی میں دکھا دیں۔ تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو کا آغاز ہوسکے۔

قادیانی مربی: دیکھیں! مولانا صاحب نے ابوداؤد کھول کر روایات پڑھیں، ان کا ترجمہ کیا۔لیکن کیا صرف یہی حضرت مہدی علیہ الرضوان کی علامات ہیں؟ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی بہت ساری علامات ہیں۔ پھران میں اختلاف ہے۔ان کو لیں تو وقت بہت لگے گا۔اس لئے حیات مسیح علیہ السلام پر بحث کریں۔

فقیر: میں ان تمام علامات مہدی علیہ الرضوان کو جو احادیث صحیحہ میں بیان کر دی گئی ہیں۔ ان کو مانتا ہوں۔ اگران میں آپ کے نزدیک اختلاف ہے تو محدثین نے اس کی تطبیق دی ہے۔آپ میری باتوں کا جواب دیں۔ پھر اختلاف روایات بیان کریں۔ میں تطبیق بیان کروں گا۔ابھی فیصلہ ہو جائے گا۔

قادیانی مربی: آپ لکھ کر دیں کہ مہدی کی علامات میں کوئی اختلاف نہیں۔ میں ابھی اختلاف بتاتا ہوں۔

فقیر: الحمدللہ! ہم نتیجہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ میرے سامنے تشریف فرما میرے دوست،قادیانی مربی صاحب نتیجہ خیز مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں۔لائیں کاغذ میں لکھ کر دیتا ہوں کہ:

۱...... تمام احادیث میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے نام پر کوئی اختلاف نہیں۔تمام احادیث متفق ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد ہوگا۔کوئی ایک روایت اس کے خلاف ہے تو میرے دوست قادیانی کرم فرما بتائیں۔ میں بڑے ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ قیامت تک ایک روایت ایسی نہیں بتا سکتے نہ صحیح ، نہ غلط، جس میں مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد کے علاوہ کوئی ذکر ہو۔

۲...... تمام احادیث میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ سیدنا حضرت مہدی علیہ الرضوان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔اس پر تمام احادیث متفق ہیں۔اس پر کوئی اختلاف ہو تو میرے قادیانی دوست روایت بیان کریں۔قیامت تک نہیں دکھا پائیں گے۔

۳...... تمام احادیث کا اتفاق ہے کہ مہدی علیہ الرضوان آنحضرت ﷺ کے خاندان، فاطمی چشم و چراغ ، سیدہ فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ اس کے خلاف کوئی روایت ہے تو میرے قادیانی دوست مناظر پیش کریں۔میرا دعویٰ ہے کہ اس کے خلاف قیامت تک روایت پیش نہیں کر سکتے۔

۴...... سیدنا مہدی علیہ الرضوان مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آئیں گے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس کے خلاف کوئی روایت ہے تو میرے قادیانی دوست پیش کریں۔ جب کہ میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک پیش نہیں کرسکیں گے۔

۵...... سیدنا مہدی علیہ الرضوان مکہ مکرمہ آئیں گے۔ یہ بھی متفقہ روایت ہے۔ اس کے خلاف بھی میرے قادیانی دوست کوئی روایت ہے تو بیان کریں۔ میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک بیان نہ کرسکیں گے۔

اب میں تمام حضرات کے سامنے اعتراف کرتا ہوں، لکھ کر دیتا ہوں اور دسیوں انگلیوں کے نشان لگا کر دیتا ہوں کہ میں نے جو علامات مہدی علیہ الرضوان حدیث سے پیش کی ہیں۔ یہ متفقہ ہیں، ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ اب میں بھی اپنے قادیانی مربی ومناظر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان علامات کے خلاف کوئی روایت ہے تو بیان کریں۔ میرا دعویٰ ہے کہ وہ قیامت تک ان علامات کے خلاف کوئی روایت نہ دکھاسکیں گے۔ اب تمام سامعین محترم بالخصوص قادیانی دوستوں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے مربی سے فرمائیں۔ وہ بتائیں کہ:

۱...... مہدی کا نام آنخضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق محمد ہوگا۔ کیا مرزا قادیانی کا یہ نام تھا؟

۲...... مہدی کے والد کا نام، عبداللہ ہوگا۔ کیا مرزا قادیانی کے والد کا نام عبداللہ تھا؟

۳...... مہدی کی قوم سادات ہوگی۔ کیا مرزا قادیانی کی نسل مغل نہیں؟

۴...... مہدی مدینہ طیبہ سے، مکہ مکرمہ آئیں گے۔ کیا مرزا مدینہ طیبہ میں پیدا ہوا؟

۵...... مہدی مکہ مکرمہ، آئیں گے کیا مرزا قادیانی مکہ مکرمہ گیا تھا؟

محترم سامعین! احادیث کی روشنی میں میرے پانچ سوال ہیں۔ ان کو حل کردیں، تاکہ ہم حیات مسیح علیہ السلام پر گفتگو کریں۔ ہمت کریں کہ جیسے دو اور دو چار کی طرح میں نے ثابت کیا ہے یا تو آپ ان کا خلاف دکھائیں یا مرزا غلام احمد قادیانی میں یہ علامات دکھائیں یا فرمادیں کہ مرزا قادیانی میں مہدی علیہ الرضوان کی متفقہ بنیادی علامتوں میں سے ایک علامت بھی نہ پائی جاتی تھی۔ بات ختم کریں۔ میں دوسری بحث کے لئے ابھی تیار ہوں۔ ان سوالات کے جوابات ٹھوس، واضح اور دو اور دو چار کی طرح بیان کر کے ممنون فرمائیں۔ میں اپنا قلب وجگر آپ کے قدموں پر رکھنے کے لئے تیار ہوں۔

قادیانی مربی: دیکھیں صاحب! میں نے ابتداء میں بتادیا تھا کہ حیات مسیح پر گفتگو شروع کریں۔آپ مہدی کو لے کر آ گئے۔آپ حیات مسیح پر گفتگو کریں، ورنہ میں چلتا ہوں۔ یہ کیا کہ ہمارے گھر آ کر دوسری بحث شروع کر دیں۔ بنیادی بحث کیوں نہیں کرتے؟ بس میں چلتا ہوں۔

پروفیسر صاحب: دیکھئے! اس وقت تک کی بحث تک ہم معاملہ کی تہہ تک پہنچ گئے۔نتیجہ کیا ہے؟ موجود حضرات اور تمام رشتہ دار بعد میں بیٹھ کر قادیانی و مسلمان نتیجہ نکال لیں گے۔ میں قادیانی مربی سے درخواست کرتا ہوں کہ حیات مسیح علیہ السلام پر ابھی اپنی گفتگو کا آغاز کریں اور دلائل دیں۔ ہمارے مولانا (فقیر) جواب دیں گے۔

فقیر: جی بسم اللہ! مجھے منظور ہے۔

قادیانی مربی: خطبہ......تعوذ اور تسمیہ کے بعد آیت تلاوت کی ''**ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل** (المائدہ:۷۵)'' کہ مسیح علیہ السلام سے پہلے کے تمام رسول فوت ہوگئے۔یہی آیت آنحضرت ﷺ پر اتری کہ ''**وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** (آل عمران:۱۴۴)'' کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کے رسول فوت ہوگئے۔ میں پوچھتا ہوں بلکہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میرے سامنے کے صاحبان انکار نہیں کرسکیں گے۔کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے پہلے کے رسول نہ تھے؟ کریں انکار۔قیامت تک نہیں کرسکیں گے۔لہٰذا جب یہ ثابت ہوگیا کہ مسیح علیہ السلام پہلے کے رسول ہیں تو وہ بھی فوت ہوگئے۔ جناب میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟

فقیر: محترم میرے کچھ کہنے سے قبل آپ فرمادیں کہ ازروئے لغت، خلت کا معنی وفات ہے؟ کسی لغت سے؟ یا کسی مجدد کے قول سے؟ میرا دعویٰ ہے کہ آج تک کسی مستند متفقہ مفسر نے یا تمہارے کسی مسلمہ مجدد نے اس آیت کا یہ معنی نہیں کیا جو آپ نے کیا ہے۔

قادیانی مربی: لغت اور مجددین ومفسرین کی بات نہ کریں۔میری بات کا جواب دیں۔

فقیر: یہی تو آپ کی بات کا جواب ہے کہ اگر ''**قد خلت**'' کا معنی وفات ہے تو کسی مفسر یا مجدد نے جو مرزا قادیانی سے پہلے کے تھے۔کسی نے اس آیت سے وفات مسیح پر استدلال کیا ہے تو آپ نام پیش کریں۔اس کی عبارت پڑھیں۔ ورنہ میں ترجمہ کر کے اپنے ترجمہ کی

صداقت پر مفسرین ومجددین نہیں۔ بلکہ قادیانیوں کی شہادت پیش کروں گا۔ کسی ایک مفسر ومجدد کا قول پیش کریں کہ انہوں نے اس کا یہی ترجمہ کیا جو آپ نے کیا۔ نہیں پیش کر سکتے تو میں صحیح ترجمہ پیش کرتا ہوں اور اس پر شہادتیں بھی پیش کروں گا۔

قادیانی مربی: مولوی صاحب! مجدد، مفسر، لغت کی بات کرتے ہیں۔ میں قرآن پیش کرتا ہوں۔ میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے؟

فقیر: بھائی! آپ جذباتی ہورہے ہیں۔ میرا سوال ہے کہ جو آپ نے ترجمہ کیا ہے؟ آج تک کسی متفقہ مفسر ومجدد نے کیا؟ ورنہ تسلیم کریں کہ اس ترجمہ پر پوری امت میں سے آپ کے ساتھ ایک قابل ذکر آدمی بھی نہیں۔ آخر قرآن آج نہیں اترا۔ بلکہ چودہ سو سال قبل اترا ہے۔ جو چودہ سو سال سے امت نے اس کا ترجمہ سمجھا، وہ بتادیں۔ میں مان جاؤں گا۔ میں سامعین سے کہتا ہوں کہ میری بات معقول ہے تو قادیانی مناظر سے میرا مطالبہ منوائیں کہ وہ اپنے استدلال میں کوئی شہادت پیش کریں۔ ورنہ میں صحیح ترجمہ کر کے بیسیوں شہادتیں پیش کرتا ہوں۔

سامعین: پروفیسر صاحب اور قادیانی! بات تو صحیح ہے۔ ہم معاملہ کو سمجھ گئے۔ آپ صحیح ترجمہ کریں۔

فقیر: یہی میں چاہتا تھا کہ آپ دوست معاملہ کی تہہ تک پہنچ جائیں۔ بسم اللہ! میں ترجمہ کرتا ہوں۔

قادیانی مربی: مولوی صاحب چکر نہ دیں۔ آپ یہ نہ کہیں کہ میرا ترجمہ غلط ہے۔ کسی مفسر یا مجدد کا ترجمہ ہم پیش تو تب کریں کہ ہم ترجمہ نہ جانتے ہوں یا ہمیں لغت نہ آتی ہو۔

فقیر: بھائی! غصہ نہ ہوں۔ ہم سے پہلے چودہ سو سال کے وہ بزرگ ومجدد لغت جانتے تھے۔ انہوں نے جو ترجمہ کیا۔ اگر وہ آپ والا ہے تو جی بسم اللہ! آپ پیش کریں میں مانتا ہوں۔ نہیں تو میری درخواست یہ ہے کہ آپ نے جو ترجمہ کیا ہے۔ اس سے پوری امت میں سے کوئی ایک متفقہ مفسر ومجدد آپ لوگوں کے ساتھ نہیں۔ یہ آپ کے گھر کا ترجمہ ہے۔ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”چودہ سو سال سے جس طرح قرآن مجید مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔ اسی طرح چودہ سو سال سے امت کے پاس فہم قرآن بھی رہا۔“

(ایام الصلح ص ۵۵، مندرجہ خزائن ج ۱۴ص ۲۸۸، از مرزا قادیانی)

اب میری درخواست ہے کہ امت نے آج تک اس آیت سے کیا سمجھا؟ اگر آپ کا ترجمہ صحیح ہے۔ یہی امت نے سمجھا کہ اس آیت میں انہوں نے وفات مسیح لکھی ہے تو آپ وہ پیش کریں، میں مان جاؤں گا۔ آپ پیش نہیں کر سکتے تو آپ کا ترجمہ غلط۔ میں صحیح ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ اس پر لغت، مفسرین ومجددین پیش کرتا ہوں۔

قادیانی مربی: مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ کہاں لکھا ہے؟

فقیر: آپ میری تردید کریں کہ یہ نہیں لکھا۔ میں مرزا قادیانی کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ آپ انکار کریں۔ اگر انکار نہیں کرتے تو میں پھر بھی مرزا قادیانی کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ لیکن مرزا قادیانی کے حوالہ کے بعد جناب پابند ہوں گے کہ چودہ سو سال سے امت کے فہم قرآن سے کوئی ایک شہادت اپنے ترجمہ کے صحیح ہونے پر پیش کریں۔

قادیانی مربی: مولوی صاحب! آپ ترجمہ کریں۔

فقیر: بھائی میں مسافر ہوں۔ آپ یہاں کے مکیں، آپ تنگ کیوں پڑ گئے؟ لیجئے! خلا...... خلوا...... خلت! اس کا تمام لغت والوں نے ترجمہ کیا مضا...... مضوا! گزر گیا۔ ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا، گزر جانا، مضت، خلت کا معنی ہے۔ اب ترجمہ کریں کہ سیدنا مسیح علیہ السلام یا آنحضرت ﷺ سے پہلے کے رسول گزر گئے۔ اس جگہ کو چھوڑ گئے۔ یہ جہاں چھوڑ گئے کوئی موت سے، کوئی رفع سے، اس جہان سے گزر گئے۔ اگر موت ترجمہ ہو تو قرآن کی آیت ”**واذا خلوا الیٰ شیاطینهم** (البقرہ: ۱۴)“ کیا ترجمہ کرو گے؟ ”**وقد خلت سنة الاولین** (الحجر: ۱۳)“ کیا تمام پہلی شریعتیں مر گئیں؟ یا منسوخ ہو گئیں؟ وہ گزر گئیں یا فوت ہو گئیں؟ گزر گئیں یا منسوخ ہو گئیں۔ وہ شریعتیں آج موجود ہیں۔ لیکن منسوخ ہو گئیں۔ اگر فوت ہو گئیں ترجمہ ہوتا تو آج دنیا میں وہ موجود نہ ہوتیں۔ ان کا موجود ہونا دلیل ہے کہ خلت کا معنی موت نہیں۔ بلکہ مضت ہے گزر گئیں منسوخ شدہ ہو گئیں۔ فرمائیے چودہ سو سال سے لغت اور مفسرین ومجددین نے اس کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ جس مفسر ومحدث کا فرمائیں میں اس کا یہی ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ کوئی ایک نام لیں۔ میں اس کی تفسیر سے یہی ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ پوری امت نے جو ترجمہ کیا ہے وہ میرے والا ترجمہ ہے۔ آپ کے ساتھ کوئی ایک مفسر یا مجدد نہیں، جب کہ میرے ساتھ پوری امت ہے۔

قادیانی مربی: کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔ گزر گئے کا معنی مر گئے نہیں؟
فقیر: ابھی گلی سے دو آدمی گزرے ہیں۔ کیا وہ مر گئے ہیں؟
قادیانی مربی: ٹھیک ہے۔ گزر گئے۔ لیکن پوری آیت کو دیکھیں۔ ’’**افائن مات او قتل**‘‘ یہ آیت بتا رہی ہے کہ خلت دو صورتوں میں بند ہے۔ یا موت؟ یا قتل؟
پروفیسر صاحب: مولوی صاحب نے جو آیت پڑھی ’’**واذا خلوا الیٰ شیاطینهم** (البقرہ:۱۴)‘‘ اگر خلت دو معنوں میں بند ہے تو پھر آپ بتائیں کہ موت و قتل کی کون سی صورت ’’**اذا خلوا الیٰ شیاطینهم**‘‘ میں ہے؟
قادیانی مربی: چلیں! اس آیت کو چھوڑیں۔ میں ایک آیت اور وفات مسیح کی پیش کرتا ہوں۔
فقیر: پہلے آپ تسلیم کریں کہ اس آیت ’’**قد خلت**‘‘ سے وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔ پھر دوسری پیش کریں۔
قادیانی مربی: میں کیوں تسلیم کروں۔ پہلے دوسری آیت پڑھتا ہوں۔
پروفیسر صاحب: دیکھئے مربی صاحب! آپ نے جو پہلی آیت پڑھی ہے۔ اس سے آپ کا مقصد واضح نہیں ہوا۔ آپ کا اس سے دعویٰ ثابت نہیں ہوا۔ تب ہی تو آپ دوسری آیت کی طرف جاتے ہیں۔ اب ہم مولانا سے کہیں گے کہ حیات مسیح پر دلیل دیں۔ پھر آپ اس کا جواب دیں۔
قادیانی مربی: بالکل ٹھیک ہے۔ مولوی صاحب! دیں حیات مسیح علیہ السلام کے دلائل
فقیر: جی! پہلی آیت: ’’**اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ فبما نقضهم میثاقهم وکفرهم بایٰت اللہ وقتلهم الانبیاء بغیر حق وقولهم قلوبنا غلف ○ بل طبع اللہ علیها بکفرهم فلا یؤمنون الا قلیلا ○ وبکفرهم وقولهم علیٰ مریم بهتانا عظیما ○ وقولهم انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبه لهم وان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا ○ بل رفعه اللہ الیه وکان اللہ عزیزاً حکیما** (نساء:۱۵۵تا۱۵۸)‘‘ ان کو

جو سزا ملی سو ان کی عہد شکنی پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے۔ سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے مہر کر دی ان کے دل پر کفر کے سبب۔ سو ایمان نہیں لاتے۔ مگر کم اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان باندھنے پر اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا۔ لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوا اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا۔ ﴾

۱...... ان آیات کریمہ میں چار بار سیدنا مسیح علیہ السلام کے لئے ''ہ'' ضمیر لائی گئی ہے۔ ''ما قتلوہ...... ماصلبوہ...... ما قتلوہ یقیناً'' اور ''بل رفعہ اللہ'' میں سیدنا مسیح نہ وہ قتل ہوئے نہ پھانسی دیئے گئے۔ نہ وہ یقیناً قتل ہوئے۔ ظاہر ہے کہ قتل اور پھانسی کا محل جسم ہے کہ روح پر وارد نہیں ہوتا۔ آج تک نہ کوئی روح قتل ہوئی نہ پھانسی دی گئی۔ یہ فعل زندہ جسم پر وارد ہوتا ہے۔ تین بار ''ہ'' ضمیر جسم کی طرف ہے تو چوتھی بار ''بل رفعہ اللہ'' میں بھی جسم کی طرف ''ہ'' ضمیر راجع ہے۔ جو مسیح (جسم) نہ قتل ہوا، نہ پھانسی، نہ یقیناً قتل ہوا۔ بلکہ وہی جسم مسیح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔

۲...... یہی لفظ بل کا تقاضا ہے۔

۳...... آج تک امت نے اس کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ اس آیت میں آج تک مسلمہ مجددین امت ومفسرین قرآن نے اس جگہ رفع سے مراد رفع درجات نہیں لیا۔

۴...... رفع کا استعمال درجات کے لئے ہوا۔ لیکن جہاں قرینہ تھا۔ قرینہ کا ہونا بذات خود دلیل ہے کہ رفع کے لفظ کا درجات کی بلندی کے معنوں میں استعمال مجازی معنی ہے۔

۵...... اس جگہ سیاق وسباق نفس واقعہ ہے۔ حالات بھی متقاضی ہیں کہ حقیقی معنی لیا جائے۔ یہود، مسیح کی روح کو قتل یا پھانسی دینے کے درپے تھے۔ نہ مدعی، بلکہ وہ جسم مسیح کو قتل یا صلیب پر لٹکانا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے دعوؤں کی تردید فرمائی کہ جس جسم مسیح کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے اس کو میں نے اپنی طرف اٹھا لیا۔

۶...... اللہ تعالیٰ مکان وجہت کی قید سے پاک ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں صراحت سے ثابت ہے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت جہت ہوگی تو مراد آسمان ہوگا۔ ’’أأمنتم من فی السماء (الملک:۱۶)‘‘ ﴿کیا بےخوف ہو تم اس ذات (اللہ تعالیٰ) سے جو آسمانوں میں ہے۔﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن اترا۔ مراد من جانب اللہ آسمان سے اترا۔ خود رحمت دوعالم ﷺ جب اللہ تعالیٰ سے تحویل قبلہ کے لئے دعا کرتے تو آسمانوں کی طرف چہرۂ اقدس فرماتے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کی قوم کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مائدہ، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے من وسلویٰ آسمانوں سے نازل ہوا تھا۔ سیدنا آدم علیہ السلام کا زمین پر آنا آسمانوں پر سے ہوا۔ اس پر تمام سماوی مذاہب کا اتفاق ہے۔

۷...... رفع کا لفظ لغت عربی میں وضع کے مقابل پر استعمال ہوا۔ وضع نیچے رکھنے کو۔ رفع اوپر اٹھانے کے معنی کو مشتمل ہے۔

۸...... اس آیت سے امت مسلمہ نے سیدنا مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی کو مراد لیا ہے۔ جو یہاں اس کے علاوہ دوسرے معنی کو لیتا ہے۔ وہ الحاد پر قدم مارتا ہے۔

دوسری آیت اسی صفحہ قرآنی پر ہے: ’’بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم (آل عمران:۵۹)‘‘ ﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے ہاں آدم علیہ السلام جیسی ہے۔﴾

۱...... سیدنا حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام بھی بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

۲...... سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی کوکھ سے سیدہ حوا علیہا السلام پیدا ہوئیں۔ فقط مرد سے فقط عورت۔ ادھر فقط عورت سیدہ مریم علیہا السلام سے فقط مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۳...... سیدنا آدم علیہ السلام آسمانوں سے زمین پر آئے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام زمین سے آسمانوں پر گئے اور پھر آسمانوں سے زمین پر آئیں گے۔

اب میں آتا ہوں احادیث شریف کی طرف۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اسی روایت کو امام بیہقیؒ نے کتاب الاسماء والصفات میں نقل کیا ہے تو صراحت فرمائی کہ: ’’ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء‘‘ کہ میرے بھائی سیدنا مسیح علیہ السلام آسمانوں سے نازل ہوں گے۔

(یہاں تک بات پہنچی تو قادیانی مربی مارے ندامت کے غصہ سے لال پیلا ہو کر کرسی سے اٹھا)

قادیانی مربی: چھوڑیں جی اس بحث کو۔ نماز مغرب قضا ہو رہی ہے۔ گفتگو پھر سہی۔

فقیر: جی بسم اللہ! بہت اچھا۔ نماز میں واقعی بہت تاخیر ہو رہی ہے۔ ہم اپنی مسجد میں نماز پڑھ کر زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں واپس آتے ہیں۔ پھر بیٹھتے ہیں۔

قادیانی مربی: آج نہیں۔ پھر کبھی بیٹھیں گے۔

فقیر: ابھی نماز کے بعد بیٹھیں گے۔ ساری رات بیٹھنا پڑا تو فریقین بیٹھیں گے۔ ابھی تو ابتداء ہے۔ دلائل شروع کئے ہیں۔ حیات مسیح علیہ السلام پر آپ زور دے رہے تھے۔ میں نے آغاز کیا تو، پھر، اور، کبھی کا چکر نہیں آنے دیں گے۔ ابھی ساری رات، کل کا دن، پھر رات دن چلیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک بات پوری نہ ہو، میری ایک ایک بات کا جواب دیں۔ آپ کی ایک ایک بات کا میں جواب دوں گا۔ ابھی دس منٹ میں ہم واپس آتے ہیں۔ ہمارا انتظار کریں۔

قادیانی مربی: میں پابند نہیں۔ پہلے بہت وقت لگ چکا ہے۔ پھر کبھی سہی۔

پروفیسر صاحب: قادیانی مربی سے اور اپنے رشتہ داروں سے کہ چلو پھر سہی۔ لیکن وقت اور دن کا تعین تو کر دیں۔ آپ کو اختیار ہے۔

قادیانی حضرات: کرلیں گے۔ آپ جائیں نماز پڑھیں۔ ہماری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔

فقیر: اتنی جلدی گھبرا گئے۔ آپ اور آپ کے مربی گھر سے یوں ترشی سے نکال رہے ہیں۔ ابھی گفتگو کریں۔ جب تک مجلس چلتی ہے چلنے دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ آپ اپنے مربی کو تیار کریں کہ وہ میرے دلائل کو توڑے، جواب دے، اعتراض کرے اور مجھ سے جواب لے۔ ابھی تو حیات عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ اس کے بعد ختم نبوت پر گفتگو ہوگی۔ مرزا قادیانی آپ کے سامنے پیش ہوں گے۔ ان کے لٹریچر سے بتاؤں گا کہ مہدی مسیح ہیں یا......!

قادیانی مربی: بس ہم مناظرہ نہیں کرتے۔ کرتے ہی نہیں۔ آپ کیس کرا دیں گے۔

پروفیسر صاحب: اب تک کی بات چیت پر اگر کیس نہیں ہوا تو بقیہ بات چیت پر بھی کیس نہیں ہوگا۔ میں ذمہ داری لیتا ہوں اور اپنے مولانا (فقیر) سے لکھوا کر دیتا ہوں۔

فقیر: قران مجید میرے سامنے ہے۔کیس تو درکنار آپ فرمائیں تو میں اپنی پگڑی سے تمہارے گھر میں جھاڑو دینے کے لئے تیار ہوں۔لیکن گفتگو کریں،تاکہ قیامت کے دن آپ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں مسئلہ کسی نے سمجھایا ہی نہیں تھا۔بات کو چلائیں۔میں گاؤں نہیں چھوڑتا۔اس وقت تک حاضر ہوں جب تک فیصلہ نہیں ہو جاتا۔

قادیانی مربی: ہمارا گھر ہے۔آپ قبضہ کرتے ہیں۔ہم نہیں کرتے آپ سے مناظرہ نہ تاریخ مقرر کرتے ہیں۔آپ کیا کرلیں گے؟

فقیر: جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔اگر آپ اپنی شکست مانتے ہیں تو پھر آپ کی معذوری پر میں ترس کرتا ہوں۔

بزرگ بابا قادیانی: ہم نے شکست کھائی۔(ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہیں کہ) آپ جائیں۔

پروفیسر صاحب: بہت اچھا۔(یہ کہہ کر ہم وہاں سے مسجد چلے آئے۔قادیانی مربی دوسرے راستہ سے مکان کے صحن میں چلا گیا تو مسلمان سامعین نے قادیانی سامعین سے کہا کہ تمہارا مربی ندامت سے پتلا کیوں ہوگیا۔اتنی جلدی گھبرا گیا کہ بالکل ریت کی دیوار کی طرح بیٹھ گیا۔قادیانی سامعین نے ندامت سے کہا کہ چلو چھوڑیں آپ بھی جائیں)

نماز سے فارغ ہو کر مسلمان حاضرین وسامعین نے فقیر کو ایک پر تکلف دعوت سے سرفراز فرمایا۔ہر مسلمان خوش تھا۔چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔پروفیسر صاحب نے کہا کہ مولانا! ہمارا مقصد پورا ہوا۔انشاء اللہ! اب یہ نظر اٹھا کر نہیں چل سکیں گے۔آپ کو نہیں معلوم کہ دروازہ کے دوسری طرف صحن میں ہماری بیسیوں قادیانی رشتہ دار مستورات بیٹھی ہوئی تھیں۔اب انشاء اللہ! محنت سے میدان لگے گا۔فقیر نے اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا۔اس کے بعد پروفیسر صاحب کی لائبریری دیکھی۔ضروری کتب جن پر ہاتھ رکھا۔پروفیسر صاحب نے دل وجان سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی لائبریری کے لئے عنایت فرمادیں۔رات گئے گوجرخان بخیر وعافیت واپسی ہوئی۔ **فالحمد للہ اولاً وآخراً!**

۞ …… ۞ …… ۞

مناظرہ چھوکر خورد

چھوکر خورد ضلع گجرات میں تقریباً ایک برادری کے لوگ آباد ہیں، ان میں کچھ خاندان قادیانی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تبلیغی جماعت اور کچھ دوسرے اہل دل مسلمانوں نے قادیانی نمبردار کو دعوت دی کہ وہ قادیانی عقائد پر نظر ثانی کرے۔ قادیانی نمبردار نے کہا کہ آپ کسی عالم دین کو بلائیں۔ جو مجھے سمجھا دے، تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ ان حضرات کے حکم پر فقیر ۴؍فروری ۱۹۹۸ء کو چھوکر خورد حاضر ہوا۔ حضرت مولانا محمد عارف صاحب استاذ الحدیث جامعہ عربیہ گوجرانوالہ (جو اس قصبہ کے رہائشی ہیں) حضرت قاری حافظ محمد یوسف عثمانی، حضرت مولانا فقیر اللہ اختر، مدرسہ تعلیم القرآن و جامع مسجد چھوکر خورد کے خطیب اور دوسرے مسلمان نمازی موجود تھے۔ ان کی موجودگی میں قادیانی نمبردار سے اڑھائی تین گھنٹے تک گفتگو ہوئی۔ آج کچھ فراغت پا کر محض اپنی یادداشت سے قارئین کے لئے قلمبند کرتا ہوں۔ ابتدائی تعارف اور سابقہ گفتگو کا خلاصہ پیش کرنے کے بعد ذیل کی گفتگو ہوئی۔

فقیر: محترم آپ نے قادیانیت کو حق سمجھ کر قبول کیا ہے اور میں اسے باطل سمجھ کر اس کی تردید کرتا ہوں اور اس کی تردید و مخالفت کو دین کی خدمت سمجھتا ہوں۔ اللہ رب العزت نے مجھے تھوڑے بہت دنیاوی وسائل اتنے نصیب فرمائے ہیں جن سے میری گزر اوقات بحمدہ تعالیٰ کروڑوں انسانوں سے اچھی ہو رہی ہے۔ قادیانیت کی تردید میرا دنیاوی پیشہ نہیں، نہ اس سے میرا رزق وابستہ ہے۔ بلکہ قادیانیت کی تردید اور ختم نبوت کی حفاظت میں دین سمجھ کر کرتا ہوں۔ آپ قادیانیت کو دین سمجھتے ہیں اور میں قادیانیت کی تردید کو دین سمجھتا ہوں تو پھر دین کے معاملہ میں ہم دونوں کیوں نہ عہد کریں کہ آج کی مجلس میں ہم قادیانیت کو غور و فکر سے جانچیں، ناپیں، تولیں اور پرکھیں کہ قادیانیت کیا ہے؟ یہ اسلام کی تحریک ہے یا غیر مسلموں کی سازش۔ تا کہ کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

قادیانی نمبردار: واقعی آپ نے صحیح فرمایا میں نے بھی قادیانیت کو حق سمجھ کر قبول کیا ہے۔ اگر آپ مجھے سمجھا دیں کہ یہ حق نہیں تو میں اس پر غور کروں گا۔ جو نکات آپ اٹھائیں گے میں ان سے متعلق اپنے قادیانی راہنماؤں سے ہدایات لوں گا اور پھر اس پر سوچ و بچار کر کے فیصلہ کروں گا۔

فقیر: مجھے آپ کی بات سے اتفاق ہے۔ واقعتاً نظریہ وعقیدہ تبدیل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے لئے غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اگر مرزا قادیانی کی اردو کتب سے آپ پڑھ لیں کہ وہ شخص توہین رسول ﷺ کا مرتکب تھا۔ اللہ رب العزت کی ذات گرامی پر بہتان باندھتا تھا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی کی توہین کرتا تھا۔ مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگاتا تھا۔ جھوٹ بولتا تھا، حرام کھاتا تھا، وعدہ خلاف تھا، شراب کے حصول کے لئے کوشش کرتا تھا، نبوت تو درکنار اس میں ایک اچھے انسان کے بھی اوصاف نہ تھے، تو پھر اس پر غور کرنے یا قادیانی مربیوں سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ قادیانی مربی جن کا وظیفۂ حیات ہی جھوٹ کو اپنانا اور پھیلانا ہے، وہ آپ کو کیوں کر صحیح رہنمائی دیں گے۔ اس لئے آپ وعدہ کریں اور ایک سچے طالب حق ہونے کے ناطے مجھ سے مطالبہ کریں کہ آپ مجھے یہ حوالے دکھائیں۔ اگر ایسے ہے تو میں قادیانیت ترک کردوں گا۔ اگر آپ ایسا عہد نہیں کرتے تو میں سمجھوں گا کہ آپ گفتگو ضرور کریں گے۔ مگر طالب حق ہونے کے رشتہ سے نہیں بلکہ محض اپنا بھرم رکھنے کے لئے۔ ایک طالب حق کو سمجھانا اور ایک بزعم خود بھرم رکھنے والے سے گفتگو کرنے کے لئے علیحدہ علیحدہ اسلوب ہیں۔ اب مجھ سے کیا اسلوب اختیار کرنے کے طالب ہیں؟ یہ آپ پر منحصر ہے۔

قادیانی نمبردار: مولانا مجھے تو آپ صرف حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ قرآن سے سمجھا دیں۔ باقی جو حوالہ جات آپ نے فرمائے ہیں، ان سے مجھے دلچسپی نہیں ہے۔

فقیر: محترم اب میں آپ پر اور سامعین پر انصاف چھوڑتا ہوں کہ وہ فیصلہ کریں کہ آپ طالب حق ہیں یا محض گفتگو کے خواہش مند۔ اس لئے کہ اگر آپ طالب حق ہوتے تو میری ان (متذکرہ) باتوں کے سنتے ہی چیخ اٹھتے اور آپ کے ضمیر کی صدا آپ کی زبان پر نوحہ کناں ہوتی کہ اگر مرزا ایسا ہے تو پھر مجھے مرزا اور قادیانیت سے کوئی سروکار نہیں۔ میں حیات عیسیٰ

علیہ السلام پر گفتگو کروں گا، ضرور کروں گا۔ مگر ان حوالہ جات کی تفصیلات آپ مجھ سے طلب کریں کہ کیا واقعی مرزا ایسا تھا؟ اگر ثابت ہو جائے کہ ایسے تھا تو پھر مرزائیت پر چار حرف۔ اس کے بعد میں آپ کو پھر ایک مسلمان ہونے کے حوالہ سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ سمجھاؤں گا۔

قادیانی نمبردار: مولانا میرے نزدیک اصل مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ہے، اگر یہ صحیح ثابت ہو جائے تو پھر مرزا کو چھوڑ دوں گا۔ باقی جن حوالہ جات کا آپ نے فرمایا ہے مجھے ان سے سروکار نہیں۔

سامعین میں سے ایک بزرگ نے کہا کہ مولانا خدا آپ کا بھلا کرے، ہم اس شخص کے متعلق رائے رکھتے تھے کہ یہ مسئلہ سمجھنا چاہتا ہے۔ مگر آپ نے اس سے اگلوالیا کہ یہ بجائے مسئلہ سمجھنے کے محض دفع الوقتی کر رہا ہے۔

قادیانی نمبردار: ایسے نہیں آپ میرے ذمہ الزام نہ لگائیں۔ آپ لوگ مولوی صاحب کو پابند کریں کہ وہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ سمجھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام زندہ، تو مرزا جھوٹا۔

فقیر: محترم آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے آپ نے سنجیدگی سے قادیانیت کے کیس پر غور نہیں کیا۔ ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات یا حیات سے مرزا قادیانی کے سچے یا جھوٹے ہونے کا کیا تعلق؟ یہ ایسے ہے کہ ایک مراثی کے بیٹے نے ماں سے پوچھا کہ اگر نمبردار مر جائے تو پھر کون نمبردار ہوگا۔ ماں نے کہا اس کا بیٹا۔ لڑکے نے کہا کہ اگر وہ بھی مر جائے تو پھر کون ہوگا؟ ماں نے تنگ آ کر کہا کہ بیٹا میں سمجھ گئی کہ سارا گاؤں بھی مر جائے تو پھر بھی مراثی کے لڑکے کو کوئی نمبردار نہیں بنائے گا۔ آپ غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی حقیقت میں عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا منکر نہ تھا۔ بلکہ وہ اس کا قائل تھا۔ بعد میں جب اسے خود مسیح بننے کا شوق ہوا تو کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیٹ پر قبضہ کے لئے اپنی تقرری کے لئے سیٹ خالی کرانا چاہتا ہے۔ سیٹ کے جھگڑا سے قبل اس کی ''اسناد لیاقت'' چیک کر لیں کہ اس کی حیثیت کیا ہے؟ اس لئے کہ خدا نہ کرے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت نہ بھی ہو تو تب بھی مرزا میں سچے ہونے کی، اس سیٹ پر براجمان ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔ حیات

و وفات مسیح علیہ السلام کے بعد پھر بھی سوال پیدا ہوگا۔ مرزا اس منصب کا مستحق ہے یا نہیں؟ تو پہلے سے ہی مرزا کو کیوں نہ پرکھ لیں؟

قادیانی نمبردار: آپ میرے مرنے کی مثالیں نہ دیں۔ پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ثابت کریں۔ فرض کریں کہ مرزا جھوٹا تو کیا عیسیٰ علیہ السلام کی اس سے حیات ثابت ہو جائے گی۔

فقیر: خوب کہا آنجناب نے، نمبردار کی مثال دینے سے آپ مر نہیں گئے۔ اس طرح جب ہم کہتے ہیں فرض کریں عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو جائیں تو تب بھی مرزا جھوٹا، اس سے عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہو جاتے۔ اس بات سے آپ بھی زندہ ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہیں۔ اب آپ نے کہا کہ فرض کریں کہ مرزا جھوٹا۔ فرض کریں نہیں یقین کریں اور اقرار کریں کہ مرزا جھوٹا ہے تو میں حیات عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو کا آغاز کرتا ہوں۔

قادیانی نمبردار: چھوڑیں تمام بحث کو آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ سمجھائیں۔

فقیر: محترم چھوڑیں سے کام چلتا تو کب سے آپ نے چھوڑ دیا ہوتا۔ بات یہ نہیں اس لئے کہ یہودی بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہیں، پرویزی بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہیں۔ بعض ملحد و فلاسفر بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہیں۔ نیچری (سرسید) بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہیں۔ پانچویں سوار قادیانی بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہیں۔ اگر آپ کو حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار ہوتا تو آپ یہودی ہوتے، پرویزی یا ملحد ہوتے، نیچری ہوتے، مگر آپ قادیانی ہوئے تو اس کا باعث حیات عیسیٰ علیہ السلام نہ ہوا بلکہ مرزا ہوا تو پہلے مرزا کو کیوں نہ دیکھیں۔

قادیانی نمبردار: آپ نے ایک اور بحث شروع کر دی۔ نئی شق نکال لی۔ مجھے صرف حیات عیسیٰ علیہ السلام سمجھائیں۔

فقیر: محترم! بندہ گنہگار آپ کو باور کرانا چاہتا ہے کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ آپ لوگوں کو محض آڑ بنانے کے لئے قادیانی گروہ نے بتایا اور سکھایا ہوا ہے تاکہ اس میں الجھ کر آپ مرزا کو نہ سمجھ سکیں۔ اس لئے کہ آپ مرزا کی طرف آئیں گے تو مرزا کا پول کھلے گا۔ اس کی شامت آئے گی۔ قادیانیت الم نشرح ہو جائے گی۔ ورنہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ

آپ لوگوں کے نزدیک بھی اہم نہیں۔ لیجئے! یہ میرے ہاتھ میں مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام ہے۔اس کے (ص۱۴۰،خزائن ج۳ص۱۷۱) پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

’’اوّل تو جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو، بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی۔اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا۔‘‘

لیجئے نمبردار صاحب! مرزا قادیانی کی یہ عبارت پکار پکار کر آپ کو بلکہ تمام قادیانیوں کو متوجہ کر رہی ہے کہ رفع ونزول مسیح علیہ السلام پر بحث کی ضرورت نہیں۔ یہ کوئی ایمانیات کا مسئلہ نہیں۔اس کا حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔ جب مرزا کے نزدیک ایسے ہے تو اس پر پھر بحث کے لئے آپ کیوں اصرار کرتے ہیں۔

قادیانی نمبردار: نہیں، یہ مسئلہ ایمانیات کا ہے۔مرزا قادیانی نے تو لکھا ہے کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ شرک ہے۔

فقیر: میرے بھائی! آپ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ایمانیات کا ہے۔مرزا کہتا ہے کہ ایمانیات کا نہیں۔اب آپ فیصلہ کریں کہ آپ جھوٹے ہیں یا مرزا قادیانی جھوٹا ہے؟ آنجناب نے مرزا قادیانی کا قول نقل کیا ہے کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ شرک ہے۔ یہ مرزا کی کتاب الاستفتاء کے (ص۳۹،خزائن ج۲۲ص۶۶۰) پر ہے۔اصل عبارت یہ ہے:

’’فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ مامات وان ھو الا شرک عظیم‘‘

اب آپ غور کریں کہ مرزا نے اس عبارت میں کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ سمجھنا اور مردہ نہ سمجھنا شرک ہے اور براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ قرار دیا۔مرزا اپنی عمر کے باون سال تک حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل رہا۔آخری سترہ سال حیات عیسیٰ علیہ السلام کا منکر رہا۔اس پر توجہ فرمائیں کہ آپ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا عقیدہ باون سال تک غلط تھا۔سترہ سال صحیح تھا۔ ہمارا مؤقف ہے کہ باون سال تک مرزا کا عقیدہ صحیح رہا۔سترہ

سال کا آخری عقیدہ غلط تھا۔ آپ کے اور مرزا صاحب کے نزدیک اگر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ شرک ہے تو کیا مرزا قادیانی باون سال تک مشرک رہا؟

پہلی استدعاء: لیجئے! میں آپ سے پہلی استدعاء کرتا ہوں کہ قادیانی مربیوں سے جا کر پوچھیں کہ نبی ماں کی گود سے قبر کی گود تک کبھی شرک میں مبتلا ہوتا ہے؟ کیا وہ شخص جو باون سال تک مشرک رہا، وہ نبی بن سکتا ہے؟

قادیانی نمبردار: مرزا صاحب کو چھوڑیں، آپ حیات عیسیٰ علیہ السلام سمجھائیں۔

فقیر...... دوسری استدعا: جناب! میں نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ابتدائی نکات بتانے کے لئے گفتگو کا آغاز کیا ہے۔ آپ ابھی سے کہتے ہیں کہ مرزا کو چھوڑیں۔ ہم نے تو اس کو قبول نہیں کیا۔ اس لئے چھوڑنے کا ہم سے کیا تقاضا کرتے ہیں؟ آپ نے اسے پکڑا ہے، جس نے پکڑا ہے وہی اسے چھوڑے۔ اس لئے آپ چھوڑ دیں، پھر ابھی تو مرزا کی پہلی کتاب میرے ہاتھ آئی ہے۔ اسی ازالہ اوہام کے (ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲) پر مرزا نے لکھا ہے:

''اس عاجز نے جو مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم مسیح موعود خیال کر بیٹھے۔''

اسی کتاب کے (ص۳۹، خزائن ج۳ ص۱۲۲) پر لکھا ہے کہ:

''خدا تعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔''

پھر اس کتاب کے (ص۱۸۵، خزائن ج۳ ص۱۸۹) پر لکھا ہے:

''سو اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھائیں۔''

محترم! آپ انصاف فرمائیں کہ میں نے ایک ہی کتاب کے تین مقامات سے حوالہ جات پیش کئے جو آپ کے سامنے ہیں۔ پہلے حوالہ میں کہا کہ جو مجھے مسیح موعود سمجھے وہ کم فہم ہے۔ اس لئے کہ میں مثیل مسیح موعود ہوں اور دوسرے حوالہ میں کہا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ فرمائیں کہ ان دو متضاد باتوں سے ایک صحیح ہے۔ اگر مثیل ہے تو عین نہیں، اگر عین ہے تو مثیل نہیں۔ دونوں باتیں صحیح نہیں ہوسکتیں۔ آپ فرمائیں کہ ان دو باتوں سے مرزا نے کون سی بات غلط کہی؟ آخر ایک ہی صحیح ہوگی؟ اور پھر مرزا نے چشمہ معرفت (ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱) پر لکھا ہے:

’’جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘

لیجئے! اب دونوں سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ (حقیقت الوحی ص۱۸۴، خزائن ج ۲۲ ص۱۹۱) پر ہے کہ:

’’مخبوط الحواس کے کلام میں تناقض ہوتا ہے۔‘‘

اب میری آپ سے دوسری استدعاء ہے کہ قادیانی مربیوں سے پوچھیں کہ مرزا کی ان دو باتوں میں سے کون سی بات سچی ہے؟ اور کون سی جھوٹی؟

قادیانی نمبردار: آپ تو مرزا قادیانی کا ایسا نقشہ پیش کر رہے ہیں کہ وہ گویا ایک جاہل تھا۔ حالانکہ اس کی کتابیں ملفوظات، اشتہارات، کیا یہ سب فرضی ہیں؟

فقیر: جناب! میں نے مرزا قادیانی کو جاہل نہیں کہا۔ بلکہ اس کی کتابوں کی عبارتیں پیش کی ہیں۔ آپ نے خود نتیجہ نکالا ہے کہ وہ جاہل تھا۔ میرے نزدیک بھی کتابیں ملفوظات، اشتہارات سب ردی کی طرح ہیں۔ ان میں مجال ہے کہ کوئی علمی بات ہو اور سرسید نے مرزا قادیانی کی کتب کا صحیح تجزیہ کیا کہ:

’’مرزا قادیانی کے الہام اس کی کتابوں کی طرح ہیں نہ دین کے نہ دنیا کے۔‘‘

اگر ناراض نہ ہوں تو میرا بھی یہ مؤقف ہے۔ لیجئے! مرزا قادیانی کی یہ کتاب تریاق القلوب ہے۔ جس کے (ص۸۹، خزائن ج۱۵ ص۲۱۷) پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

’’اور اسی لڑکے (مبارک) نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم؍جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو! میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں باتیں کیں۔ مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں اور پھر بعد اس کے ۱۴؍جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اس مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا۔ یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چہار شنبہ۔‘‘

لیجئے! اب مرزا قادیانی کی اس عبارت کو جو آپ کے سامنے ہے، اسے پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور پھر ان معروضات پر غور کریں۔

۱...... مرزا نے لکھا کہ اس لڑکے نے مجھے بطور الہام کے کلام کرتے ہوئے کہا: ’’اے میرے بھائیو! میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔‘‘

نمبردار صاحب! اس عبارت میں مرزا قادیانی کے دجل وکذب کا آپ اندازہ فرمائیں کہ ایک دن سے مراد دو برس تیسرا برس وہ جس میں پیدائش ہوئی۔ ایک ہی سانس میں مرزا نے ایک دن کو تین سال پر پھیلا دیا۔ کیا اس سے بڑا کذاب ودجال کوئی ہوسکتا ہے؟ اس جگہ یکم رجنوری ۱۸۹۷ء کی بات کو ۱۴رجون ۱۸۹۹ء تک پھیلانا مقصود تھا تو ایک دن کو تین سال کر دیا اور جہاں پچاس دینے تھے وہاں پچاس کو پانچ کر دیا۔ اس دجالیت کی دنیا میں کوئی اور مثال پیش کی جاسکتی ہے؟

۲...... پھر اسی عبارت میں مرزا نے اپنے بیٹے مبارک کے متعلق کہا کہ: ’’اس نے ماں کے پیٹ میں باتیں کیں۔‘‘

میں یہ بحث نہیں کرتا کہ اگر اس نے ماں کے پیٹ میں باتیں کیں تو آواز کہاں سے آئی تھی؟ اس لئے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں جب بولے گا، اگر ماں کے منہ سے آواز آئے، تو یہ بچے کی آواز یقین نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے کہ ممکن ہے کہ اس کی ماں منہ بگاڑ کر اپنی بات کو بیٹے کی بات کہہ رہی ہو۔ لہٰذا ماں کے منہ سے نہیں تو پھر آواز کہاں سے آئی تھی؟ یہ تو بحث نہیں، بحث یہ ہے کہ مرزا کے لڑکے نے بات کی یکم رجنوری ۱۸۹۷ء کو، اور پیدا ہوا ۱۴رجون ۱۸۹۹ء کو، جو لڑکا جون ۱۸۹۹ء، کو پیدا ہوا وہ یکم رجنوری ۱۸۹۷ء کو تو ابھی ماں کے پیٹ میں ہی نہیں آیا تو اس نے ماں کے پیٹ سے کیسے بات کی تھی؟ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مرزا جھوٹ بولتا تھا، من گھڑت الہام بناتا تھا۔

۳...... مرزا نے اس عبارت میں کہا کہ: ’’اسلامی مہینوں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔‘‘

اب آپ فرمائیں کہ معمولی شدھ بدھ والے عام آدمی کو بھی پتہ ہے کہ صفر اسلامی مہینہ چوتھا نہیں بلکہ دوسرا ہے۔ جو ’’الّو کا چرخا‘‘ صفر کو چوتھا مہینہ کہے اس سے بڑھ کر کوئی جاہل ہوسکتا ہے؟

۴...... مرزا نے اس عبارت میں لکھا کہ: ’’ہفتہ کے دنوں سے چوتھا دن لیا یعنی چہار شنبہ۔‘‘

مرزا قادیانی کی جہالت مآبی کو ملاحظہ فرمائیں۔ چہار شنبہ ہفتہ کا چوتھا دن نہیں ہوتا بلکہ پانچواں دن ہوتا ہے۔ اس اجہل نے جہل مرکب کا شکار ہوکر چہار شنبہ سے چوتھا دن باور کرلیا۔ حالانکہ (۱) ہفتہ۔ (۲) اتوار۔ (۳) پیر۔ (۴) منگل۔ (۵) بدھ۔

(۱) شنبہ۔ (۲) یک شنبہ۔ (۳) دوشنبہ۔ (۴) سہ شنبہ۔ (۵) چہار شنبہ۔

چہار شنبہ پانچواں دن ہوتا ہے نہ کہ چوتھا۔

تیسری استدعاء: لیجئے! میری آپ سے تیسری استدعاء ہے کہ آپ قادیانی مربیوں سے پوچھیں کہ (اتنا بڑا دجال وکذاب جو ایک عبارت میں چار بار دجل وکذب کا مرتکب ہو) کیا دجال وکذاب نبی ہوسکتا ہے؟ جناب نمبردار صاحب! آپ نے مرزا کی جہالت کی بات کی، تو جو ماہ صفر کو چوتھا مہینہ اور چہار شنبہ کو چوتھا دن کہے، اس سے بڑا اور کوئی جاہل ہوسکتا ہے؟

قادیانی نمبردار: مولانا صاحب! میں معافی چاہتا ہوں، آپ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ بیان کریں اور وہ بھی قرآن سے، ورنہ مجھے اجازت۔

فقیر: اب مجھے یقین ہورہا ہے کہ آنجناب مرزا قادیانی کے دجل وکذب سے تنگ آگئے ہیں اور فرار کا سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ لیجئے! میں قرآن مجید سے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے دلائل کا آغاز کرتا ہوں۔ پہلی دلیل قرآن مجید سے اور استدلال مرزا قادیانی کی کتب سے لیجئے۔ یہ میرے ہاتھ میں مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ چہار حصص ہے۔ اس کے ص۳۱۴ (یہ لاہوری ایڈیشن کا صفحہ ہے۔ قادیان کے ایڈیشن کا ص۴۹۸، خزائن ج۱ ص۵۹۳ ہے) اس پر مرزا نے لکھا ہے:

’’ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله‘‘

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔‘‘

لیجئے! یہ قرآن مجید کی آیت کریمہ ہے جس سے مرزا استدلال کر رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ دوبارہ کے معنی، وہی پہلے والے آئیں گے، زندہ ہیں تب ہی آئیں گے۔ قرآن مجید کی آیت ہے اور مرزا کا معنی، اب آپ فرمائیں۔ قرآن سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔

قادیانی نمبردار: مرزا صاحب نے اس میں رسمی عقیدہ لکھ دیا، بعد میں ان کو وحی اور الہام سے معلوم ہوا کہ وہ خود مسیح موعود ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ آخر حضور ﷺ بھی تو پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے، بعد میں بیت اللہ شریف کی طرف رخ کیا۔

فقیر: محترم! آپ نے بڑی سادگی سے یہ بات کہہ دی۔ حالانکہ بات ایسے نہیں جیسے آنجناب نے کہا۔ بلکہ بڑی سنجیدگی سے غور کریں کہ اس کے یہ نتائج نکلتے ہیں۔

ا...... مرزا قرآن مجید کی آیت پڑھ کر کہتا ہے کہ یہ آیت مسیح علیہ السلام کے متعلق ہے۔ پھر کہتا ہے یہ مرزا کی کتاب اربعین نمبر۲ میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کے (ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۳۶۹) پر مرزا نے لکھا ہے:

’’میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی (الہامات) میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں، وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔‘‘

مرزا نے قرآن پڑھ کر کہا کہ یہ آیات مسیح کے متعلق ہیں اور وہ زندہ ہیں۔ پھر کہا کہ الہامات سے معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو گئے اور ان آیات کا میں مصداق ہوں۔ کیا مرزا قادیانی کے الہام سے قرآن مجید منسوخ ہو گیا؟

چوتھی استدعاء: اب میری آپ سے چوتھی استدعاء ہے کہ آپ اپنے قادیانی مربیوں سے معلوم کریں کہ جو شخص اپنے الہام سے قرآن مجید کو منسوخ کرے، اس سے بڑا کافر کوئی اور ہو سکتا ہے؟ باقی رہا آنجناب کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے پھر بیت اللہ شریف کی طرف رخ کیا۔ تو جناب! فلاں شخص زندہ ہے یہ خبر ہے۔ فلاں طرف رخ کر کے نماز پڑھو یہ حکم ہے۔ احکام میں نسخ ہوتا ہے، اخبار میں نسخ نہیں

ہوتا...... جب حضور ﷺ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے وہ صحیح تھا۔ جب رخ بیت اللہ شریف کی طرف کیا تو یہ بھی صحیح تھا۔ اس لئے کہ یہ احکام ہیں اور یہ دونوں صحیح ہیں۔ لیکن فلاں شخص زندہ ہے، نہیں فوت ہوگیا ان دونوں میں سے ایک بات صحیح ہوگی۔ دوسری غلط۔ دونوں صحیح نہیں ہوسکتیں۔ اس وضاحت کے بعد فقیر نے براہین احمدیہ چہار حصص کے لاہوری ایڈیشن ص ۳۱۷ کی عبارت پیش کی۔ (قادیانی ایڈیشن ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱)

''عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا''

جس کی تفصیل میں مرزا نے الہامی طور پر اقرار کیا کہ: ''حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔'' لیجئے! یہ دوسری آیت ہے۔

قادیانی نمبردار: آپ مرزا قادیانی کو کیوں لیتے ہیں؟ اس کو چھوڑیں قرآن سے ثابت کریں۔

فقیر: میں سمجھ گیا آپ مرزا سے اتنے الرجی ہوگئے ہیں کہ ان کا قرآنی ترجمہ بھی آپ کو قبول نہیں۔ لیجئے! میں چند آیات قرآنی پیش کرتا ہوں۔ ''**وما قتلوہ وما صلبوہ...... بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما...... وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ...... وانہ لعلم للساعۃ** ''(امکان نزول کے لئے)'' **ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم** '') آسمان کا لفظ کہاں ہے؟ اس کے اثبات کے لئے مختلف آیات قرآنی مثلاً ''**قدنریٰ تقلب وجھک فی السماء...... أامنتم من فی السماء ۰ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک ۰ وجیھاً فی الدنیا والآخرہ ۰ اذ علمتک الکتاب والحکمۃ ۰ تکلم الناس فی المھد وکھلا** '' پر تفصیل سے پون گھنٹہ تقریباً گفتگو کی (جس کی تفصیلات کے لکھنے کے لئے وقت چاہئے) اس پر قادیانی نمبردار نے کہا۔

قادیانی نمبردار: اچھا کافی وقت ہوگیا ہے میں غور کروں گا۔

فقیر: نہیں جناب! یہ تو آپ کی ڈیمانڈ تھی۔ قرآن مجید کے بعد حدیث شریف کا نمبر آتا ہے وہ سنیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص ۲۰۱، خزائن ج ۳ ص ۱۹۸) پر بخاری شریف ص ۴۹۰ کی روایت نقل کی ہے۔ ''**والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل**

فیکم ابن مریم حکمًا عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم ’’قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوگا۔ عادل، حاکم ہوگا، صلیب کو توڑ ڈالے گا اور خنزیر کو قتل کردے گا۔ جنگ اٹھادی جائے گی۔ اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اور اسی کتاب (ازالہ اوہام ص۲۰۶، خزائن ج۳ ص۲۰۱) پر صحیح مسلم شریف کی روایت ہے۔ آخری الفاظ یہ ہیں۔ ’’**فبینما ھو کذالک اذبعث اللہ المسیح ابن مریم فینزل عند منارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھروزتین واضعاکفیہ علی ابخۃ الملکین...... حتیٰ یدرکہ بباب لد فیقتلہ** ‘‘ان حالات میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ بھیجیں گے جو (جامع) دمشق کے سفید شرقی منارہ پر نازل ہوں گے۔ وہ دو زرد رنگ کی چادریں پہنی ہوئی ہوں گے۔ دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے...... دجال کو مقام ’’لد‘‘ پر پاکر قتل کردیں گے۔

میرے محترم! یہ دونوں روایتیں صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی ہیں۔ مرزا قادیانی نے خود ان کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ حضور ﷺ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تمہارے اندر نازل ہوگا۔ اب میں ان روایات میں بیان کردہ علامات پر بحث کو مرکوز رکھتا ہوں۔ ورنہ جہاں تک حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی علامات بیان کردہ قرآن وحدیث کا تعلق ہے وہ ایک سو اسی ۱۸۰ کے قریب ہیں اور یہ کہ ان میں سے ایک بھی مرزا میں نہیں پائی جاتی۔ دجل و تلبیس، تاویل و تحریف کرکے آپ کے قادیانی مربی جو کہتے پھریں؟ مگر جہاں تک حقائق کا تعلق ہے ایک بھی نشانی مرزا قادیانی آنجہانی میں نہیں پائی جاتی۔ قرآن مجید کی تیرہ آیات کی صراحۃ النص، عبارۃ النص اور اشارۃ النص حضور سرور کائنات ﷺ کی ۱۱۲ صحیح و صریح احادیث مبارکہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ ثابت ہے۔ تفصیلات احادیث معلوم کرنے کے لئے ’’**التصریح بما تواتر فی نزول المسیح** ‘‘جو ملتان اور بیروت کی شائع شدہ ہے، اس میں دیکھی جاسکتی ہے۔ کراچی کے مولانا محمد رفیع عثمانی نے ’’نزول مسیح اور علامات قیامت‘‘ کے نام سے اس کا ترجمہ بھی کردیا

ہے۔خیر! مجھے اس وقت مرزا کی کتاب ازالہ اوہام میں بیان کردہ دو حدیثوں کی علامات کا جائزہ لینا ہے۔

۱...... حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم عیسیٰ بیٹا مریم کا نازل ہوگا۔اس کے مقابلہ میں مرزا کہتا ہے کہ ''حق کی قسم مرگیا ابن مریم'' مرزا قادیانی کا یہ شعر ازالہ اوہام (ص۷۶۴، خزائن ج۳ص۵۱۴) میں دیکھا جاسکتا ہے۔ایک ہی شخصیت کے متعلق حضور ﷺ قسمیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نازل ہوگا زندہ ہے اوراس کے متعلق مرزا کہتا ہے کہ وہ مرگئے۔اب آپ پر فیصلہ ہے کہ اپنے ایمان سے کہیں کہ کس کی قسم سچی ہے؟ حضور ﷺ کی یا مرزا بدمعاش کی؟

۲...... حضور ﷺ فرماتے ہیں جو نازل ہوگا وہ مریم کا بیٹا ہے۔مرزا کہتا ہے کہ وہ میں ہوں۔وہ نازل ہوگا۔یہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔کیا مرزا کی ماں کا پیٹ آسمان تھا؟ وہ مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں۔مرزا قادیانی چراغ بی بی کا لڑکا ہے۔وہ حاکم ہوں گے، یہ غلام ابن غلام تھا۔ساری زندگی انگریز کی ذلت آمیز خوشامد وچاپلوسی کرتا رہا، پچاس الماریاں کتابوں کی انگریز کی مدح میں لکھتا رہا۔عریضے بھیجتا رہا، درخواستیں کرتا رہا۔ان کی اطاعت کو فرض گردانتا رہا۔وہ عادل ہوں گے۔یہ اپنی بیوی سے عدل نہ کرسکا، اپنی پہلی اولاد سے انصاف نہ کرسکا۔

۳...... وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، ان کے آنے پر عیسائیت ختم ہوجائے گی جو صلیب کے پجاری ہیں وہ صلیب کے توڑنے والے بن جائیں گے۔جو خنزیر خور ہیں وہ خنزیر کے قاتل بن جائیں گے صلیب وخنزیر کا پجاری کوئی نہ رہے گا، مرزا کے زمانہ میں عیسائیت کو جو ترقی ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔اب ''ربوہ'' (چناب نگر) میں مسیحی موجود ہیں۔مرزا کا موجودہ جانشین مسیحیوں کی گود میں لندن بیٹھا ہے۔کیا یہ اس کی دلیل نہیں کہ یہ علامتیں مرزا میں موجود نہ تھیں؟

پھر لگے ہاتھوں براہین احمدیہ کی عبارت جو پیش کرچکا ہوں وہ سامنے رہے کہ مسیح علیہ السلام کی آمد پر دین اسلام کا غلبہ ہوگا اوراس کو حدیث شریف میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ ''**یهلک الملل کلها الاملة واحدة الا فهی الاسلام**'' کہ تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے۔پوری دنیا میں اسلام ہی کی فرمانروائی ہوگی۔لیکن اس کے برعکس مرزا کو دیکھو،

اس نے آتے ہی تمام مسلمانوں کو جو مرزا کو نہیں مانتے کافر قرار دیا جو مسلمان تھے، مرزا نے ان کو کافر بنا دیا۔ اپنے ماننے والوں کو ہی فقط مسلمان قرار دیا۔ اب مرزائیوں کے دو گروپ ہو گئے ہیں۔ ایک لاہوری دوسرا قادیانی۔ لاہوریوں نے کہا کہ مرزا نبی نہیں تھا تو جو غیر نبی کو نبی مانے وہ کافر، تو گویا قادیانی کافر۔ مرزا نے کہا کہ تمام مسلمان کافر۔ لاہوریوں کے نزدیک قادیانی کافر، قادیانیوں کے نزدیک لاہوری کافر۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا کے آنے پر دنیا میں ایک بھی مسلمان نہ رہا تو آپ فرمایئے کہ مسیح علیہ السلام کی آمد پر اسلام کا بول بالا ہوگا۔ مرزا کے آنے پر کفر کا بول بالا ہوا تو مرزا مسیح ہدایت ہوا یا مسیح ضلالت۔

پانچویں استدعا: میری آپ سے یہ ہے کہ اس عقیدہ کو بھی قادیانیوں سے حل کرایئے گا۔

۴...... ان کے آنے پر جنگیں موقوف ہو جائیں گے۔ جب دنیا میں کافر کوئی نہیں ہوگا تو پھر جنگ کس سے؟ لیکن مرزا کے آنے پر کتنی جنگیں ہوئیں؟ یہ آپ کے سامنے ہے۔

۵...... مسیح نازل ہوں گے تو اس وقت مسلمانوں کے امام مسلمانوں میں سے موجود ہوں گے۔ اس سے مراد حضرت مہدی علیہ الرضوان ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسیح اور ہیں، مہدی اور ہیں۔ یہ دونوں جدا جدا شخصیات ہیں۔ ان کے نام وکام وزمانہ وغیرہ کی تفصیلات احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ مرزا نے کہا کہ وہ دونوں ایک ہیں اور وہ میں ہوں۔ یہ صراحۃً چودہ سو سالہ امت اسلامیہ کے تعامل سے ہٹ کر امر ہے جو سراسر کذب ودجل کا شاہکار ہے۔

۶...... مسیح علیہ السلام جامع دمشق کے شرقی سفید مینار کے قریب نازل ہوں گے۔ مرزا نے کہا کہ دمشق سے مراد قادیان ہے۔ اس لئے کہ یہ دمشق کے شرق میں واقع ہے۔ اس ''الّو کے پٹھے'' سے کوئی یہ پوچھے کہ دمشق کے مشرق میں صرف قادیان ہے اور کوئی شہر نہیں؟ سفید مینار پر نازل ہوں گے۔ مینار کی مرزا نے تاویل وتحریف کی بجائے اسے حصول زر کا ذریعہ بنا لیا کہ چندہ اکٹھا کرو، مینارہ بناتے ہیں۔ چندہ کا دھندا اور مینار کا اشتہار شروع ہوا۔ مینار مکمل نہ ہوا، مرزا قبر میں چلا گیا۔ مینار مرزا کے مرنے کے بعد مکمل ہوا۔

حدیث شریف کی رو سے مینار پہلے ''مسیح علیہ السلام بعد میں، مگر مرزا کہتا ہے کہ مسیح پہلے، مینار بعد میں۔ یہ تو بڑے میاں کی بات تھی اب چھوٹے میاں مرزا محمود کی سنو۔ یہ دمشق

گیا، کہتا ہے کہ مینار کا دروازہ کھولو میں اس پر چڑھتا ہوں تاکہ حدیث کے ظاہری الفاظ پورے ہو جائیں۔ دنیا میں شرافت و دیانت نام کی کوئی چیز ہے تو میں اس کو دہائی دیتا ہوں کہ حدیث میں ہے کہ مسیح بن مریم علیہ السلام مینار کے قریب نازل ہوں گے۔ یہاں خود ساختہ مسیح کا بیٹا ہے۔ وہ نازل ہوں گے۔ یہ نیچے سے اوپر جا رہا ہے۔ حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل ہو رہا ہے یا حدیث کو بازیچہ اطفال بنانے کے لئے شیطان کے ہاتھوں میں ابن الشیطان کھیل رہا ہے۔ اس کا فیصلہ آپ کریں۔

۷...... آپ ﷺ نے فرمایا مسیح علیہ السلام نے نزول کے وقت دو زرد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی۔ مرزا کا نزول کی بجائے ولود ہوا۔ مگر چادروں کی بجائے الف ننگا۔ (قادیانیت کی طرح)

۸...... مسیح علیہ السلام نے نزول کے وقت دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھا ہوا ہوگا۔ مگر مرزا ''ولود'' کے وقت دائی کے ہاتھ میں وصول شدہ پارسل کی طرح تھا۔

۹...... مسیح علیہ السلام مقام لد پر (جو اسرائیل میں واقع ہے) دجال کو قتل کریں گے۔ مرزا دجالی طاقتوں کا پروردہ اور دجال اکبر کا نمائندہ تھا۔ بیان کردہ ان روایات سے میں نے ۹ علامتیں بیان کی ہیں۔ میری درخواست ہے کہ کیا کوئی علامت بھی مرزا قادیانی میں پائی جاتی تھی؟ نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر غور فرمائیں کہ مرزا مسیح تھا یا دجال تھا؟

مسیح کیسے بنا؟

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا مسیح کیسے بنا۔ مرزا کی کتاب کشتی نوح میں درج ہے کہ اس (خدا) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب دو برس گزر گئے ...... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا (کس نے؟) گیا اور آخری کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں ...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ (کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

اب دیکھئے کہ غلام احمد سے مریم بن گئی۔ یعنی مرد سے عورت، دنیا کا نیا عجوبہ، پھر حمل ہو گیا۔ پھر مریم سے عیسیٰ بن گیا۔ یوں مرزا غلام احمد سے مسیح ابن مریم ہو گیا۔ میرا دعویٰ

ہے کہ دنیا میں حیا نام کی کوئی چیز ہے تو مرزا قادیانی کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی۔

مرزا کی اخلاق باختگی

''مسیح موعود (مرزا ملعون) نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔''

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر ۳۴ ص ۱۲، تصنیف قاضی یار محمد قادیانی)

لیجئے صاحب! یہ مرزا کی حدیث (معاذ اللہ) اس کا نام نہاد صحابی (معاذ اللہ) بیان کر رہا ہے کہ مرزا قادیانی سے اللہ تعالیٰ نے وہ کام کیا جو مرد اپنی عورت سے کرتا ہے۔ مرزا کا یہ کشف ہے۔ کشفی حالت میں مرزا سے کیا کچھ ہو رہا ہے؟ یہ وہ کشف ہیں جن کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ کشف والہام سے ثابت ہوا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گئے، اور مرزا ہی مسیح موعود ہے۔ یہ مرزا کے کشوف...... اب مرزا کا ایک اور کشف بھی ملاحظہ ہو۔ مرزا نے اپنی کتاب ازالہ اوہام (ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰) کے حاشیہ پر لکھا ہے:

''کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھے با آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ ''انا انزلناه قریباً من القادیان'' تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں دیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا۔''

محترم لیجئے! یہ مرزا قادیانی کا کشف ہے، جسے وہ عالم بیداری میں اپنے ہاتھ سے لکھ کر کتاب کی زینت بنا رہے ہیں اور فی الحقیقت کہہ کر اپنے کشف کو پکا کر رہے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعوی کے مطابق نبوت کا مدعی تھا اور نبی کا کشف تو

درکنار، بجائے خود خواب بھی شریعت کے اندر حجت اور قابل اعتماد ہوتا ہے۔ صحیح ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی نص قطعی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی بابت خواب دیکھا۔ ''انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری قال یا ابت افعل ماتؤمر (الصّٰفّٰت:۱۰۲)'' اسماعیل علیہ السلام نے یہ خواب سن کر یہ نہیں فرمایا کہ یہ خواب ہے، بلکہ فرمایا کہ آپ کر گزریں۔ جو اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔ اسکی روشنی میں اسماعیل علیہ السلام نے گردن جھکائی، ابراہیم علیہ السلام نے چھری چلائی۔ دونوں نبیوں نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ شریعت میں نبی کا خواب بھی حجت ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ کشف ہو۔ اب آپ فرمائیں تمام قادیانی مل کر اس عقدہ کو حل کریں کہ کیا قرآن مجید میں قادیان کا نام ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر مرزا کا کشف خلاف واقعہ ہوا، غلط ہوا۔ اب جس کے یہ کشف ہوں، اس آدمی کے ان جھوٹے کشوف پر اعتبار کر کے قرآن وحدیث کے خلاف نظریہ قائم کر لیا جائے۔ قرآن کہے مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ مرزا قادیانی قرآن سے مسیح علیہ السلام کو زندہ کہے پھر اپنے الہام سے ان کی وفات کا اعلان کرے۔ فرمایئے ہم قرآن مجید کے اعلان کو مانیں یا مرزا کے ان جھوٹے کشوف والہامات کو؟

کشف کی بات چل نکلی ہے تو لیجئے مرزا قادیانی کا ایک خواب جو (تذکرہ طبع سوم ص۷۵۹) پر لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''مجھے کشف ہوا تھا کہ اس (اسماعیل) نے میرے داہنے ہاتھ پر دست پھر دیا۔''

اب اپنے نام نہاد مرزا قادیانی کو دیکھیں کہ کشف میں اپنے داہنے ہاتھ پر ''پاخانہ'' کی کہانی سنا رہا ہے۔ قادیانی اسے مرزا صاحب کے الہام وکشوف نامہ ''تذکرہ'' میں شائع کر رہے ہیں۔ مرزا کا ہاتھ کشف میں فلتھ ڈپو بنا ہوا ہے اور قادیانی اس مکروہ اور احمقانہ عمل کو بیان کر رہے ہیں۔ دونوں تابع ومتبوع کی مت ماری گئی ہے کہ اس کریہہ عمل کو دہرایا جا رہا ہے۔

خیر! قادیانی نمبردار صاحب! میری درخواست ہے کہ اللہ رب العزت کے نبی کا ہاتھ بابرکت ہوتا ہے۔ نبی اشارہ کرے خدا تعالیٰ چاند کے ٹکڑے فرمادیں۔ نبی اپنا ہاتھ کسی صحابیؓ کے ٹوٹے ہوئے بازو پر پھیر دے تو وہ ساری عمر کے لئے صحیح ہو جائے۔ نبی اگر ہاتھ کا

اشارہ کرے تو درخت زمین چیر کر نبوت کے قدموں میں آ جائے۔ نبی ہاتھ اٹھائے خدا بارش برسائے۔ نبی اپنا ہاتھ صحابی کی ''سوٹی'' کو لگا دے تو وہ ٹیوب سے زیادہ روشن ہو جائے۔ نبی پیالے میں ہاتھ رکھ دے تو خدا تعالیٰ نبوت کی پانچوں انگلیوں سے پانی کے پانچ چشمے جاری فرما دیں۔ میں قادیانیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ مرزا کو نبی مانتے ہیں تو مرزا سے درخواست کریں کہ مرزا یہی برکت والا ہاتھ جس پر اسماعیل نے تازہ تازہ پاخانہ پھرا ہے۔ یہ ہاتھ تمام قادیانیوں کے منہ پر پھیر دے تاکہ قادیانیوں کے منہ پلستر ہو جائیں۔ ''میڈ ان قادیان'' معاذ اللہ!

تو جناب! یہ ہیں مرزا کے کشوف و الہامات جو سراپا دجل و کذب کا شاہکار ہیں۔ ویسے بھی مرزا قادیانی جتنے جھوٹ بولتا تھا اس کی مثال نہیں۔ مثلاً:

ا...... مرزا نے اپنی کتاب (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۱، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۹) پر لکھا ہے کہ:

''احادیث صحیحہ میں آیا تھا، کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔''

میرا دنیا بھر کے قادیانیوں کو غیرت وحمیت کے نام پر چیلنج ہے کہ ہے کوئی ماں کا لال قادیانی؟ جو احادیث صحیحہ تو درکنار کسی ایک صحیح وصریح حدیث سے یہ دکھا دے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں آئے گا اور اس چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔ سو سال سے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیہ یہ چیلنج کرتی آ رہی ہے کہ قادیانی کوئی ایک صحیح حدیث میں چودھویں صدی کا لفظ دکھا کر مرزا قادیانی کے دامن سے کذب و افتراء کے دھبہ کو صاف کریں۔ مگر کوئی حدیث ہو تو بیچارے بیان کریں۔ یہ حدیث نہیں ہے بلکہ مرزا قادیانی کی خود غرضی ہے۔ چونکہ چودھویں صدی میں اس نے فراڈ و دھوکہ اور دجل و کذب سے جھوٹا دعویٰ کیا، اسے صحیح بنانے کے لئے حضور سرور کائنات ﷺ کے نام پر احادیث مبارکہ کا ذکر کر کے جھوٹ بول رہا ہے اور قادیانیوں کی مت ماری گئی کہ وہ اتنے بڑے سفید جھوٹ کو مرزا کے سیاہ منہ سے سن کر اپنے سیاہ دل میں جگہ دے کر اپنی قبر و آخرت کو سیاہ کر رہے ہیں۔

چھٹی استدعاء: جناب نمبردار صاحب! میری آپ سے یہ چھٹی استدعاء ہے کہ قادیانی مربیوں سے مل کر آپ وہ حدیث صحیح وصریح لائیں۔ جس میں مسیح موعود کے چودھویں صدی

میں آنے کے الفاظ ہوں، قیامت تک نہیں لاسکیں گے، چلو رعایت کرتا ہوں۔ صحیح نہیں ایک ضعیف یا موضوع روایت ہی دکھادیں۔ جس میں چودھویں صدی کے الفاظ ہوں اور اربعین نمبر۲ص ۲۹ میں لکھا کہ:

''انبیاء گزشتہ کے کشوف نے اسی بات پر قطعی مہر لگادی کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور مزید یہ کہ پنجاب میں پیدا ہوگا۔ دیکھئے براہین احمدیہ میں کہا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ وہ چودھویں صدی میں آئے گا۔ اب اربعین میں کہا انبیاء گزشتہ کے کشوف میں ہے کہ چودھویں صدی میں ہوگا اور پنجاب میں ہوگا۔''

ہمارا دعویٰ ہے کہ کسی نبی کے کشف میں پنجاب و چودھویں صدی کا ذکر نہیں۔ یہ مرزا کا ڈھونگ ڈھکوسلہ، بدبودار جھوٹ اور متعفن بددیانتی ہے۔ سو سال سے ہمارے چیلنج کے باوجود قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکے۔ اب دیکھئے کہ اربعین کے پہلے ایڈیشن میں ''انبیاء گزشتہ کے کشوف'' کے الفاظ تھے۔ اب حالیہ ایڈیشن میں ''اولیاء گزشتہ کے کشوف'' کر دیا۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ مرزا قادیانی نے انبیاء علیہم السلام اور حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات اقدس پر افتراء کیا۔ اب آپ انصاف فرمائیں کہ ایسے جھوٹے مفتری اور کذاب کے ایسے احمقانہ الہامات، ملحدانہ کشوف اور مرتدانہ رؤیا کی بنیاد پر ہم حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ایک اجماعی عقیدہ کو چھوڑ کر اس مرزا ملعون کو مسیح مان لیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟

جناب قادیانی نمبردار صاحب! اگر آپ نے منصفانہ فیصلہ کرنا ہو تو وہ کوئی مشکل نہیں، دو اور دو چار کی طرح بالکل حالات وواقعات کی بنیاد پر بھی مرزا کے کذب وصدق کو جانچا جاسکتا ہے۔ یہ دیکھئے میرے ہاتھ میں مرزا قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی ہے۔ اس کے (ص۱۹۳،۱۹۴، خزائن ج۲۲ص۲۰۱) پر مرزا قادیانی نے لکھا:

''آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آخری زمانہ ہے یا نہیں؟ یہود ونصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ رہی ہے زلزلے آرہے ہیں ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں۔ پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی

اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے تیس سال گزر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا...... وہ مسیح موعود آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔''

اب مرزا غلام احمد قادیانی کی اس بات سے یہ نتیجہ نکلا کہ:

۱...... ہر صدی پر ایک مجدد ہوتا ہے۔

۲...... آخری صدی (آخری زمانہ) کا مجدد مسیح موعود ہوگا۔

۳...... چونکہ یہ زمانہ (صدی) آخری زمانہ ہے۔ لہٰذا اس صدی کا آخری مجدد جو مسیح موعود ہوگا وہ میں ہوں۔

۴...... پس میں مسیح موعود ہوں۔ کیونکہ یہ صدی آخری زمانہ ہے۔

میرے محترم! چودھویں صدی کے اختتام کے بعد قیامت نہیں آئی۔ بلکہ اور صدی شروع ہوگئی تو پندرھویں صدی کے آغاز نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو اور آشکارا کر دیا۔ پندرھویں صدی نے بتا دیا کہ چودھویں صدی آخری نہ تھی۔ لہٰذا چودھویں صدی کا جو مجدد ہوگا وہ آخری مجدد نہ تھا تو وہ مسیح موعود بھی نہ ہوا۔ پس مرزا کی متذکرہ عبارت کی رو سے یہ امر پایہ تکمیل تک پہنچا کہ نہ چودھویں صدی آخری صدی تھی نہ مرزا اس کا مجدد تھا اور نہ ہی مسیح موعود تھا۔

آخری بات

میں نے بالکل ابتداء میں عرض کیا تھا کہ مرزا قادیانی اللہ رب العزت کی توہین کا مرتکب ہوا۔ اس نے اپنی کتاب (براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ضمیمہ ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲) پر یہ بحث کہ اس زمانہ میں وحی کیوں بند ہے۔ پر سیخ پاء ہو کر لکھتا ہے کہ:

''کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی ہے۔''

یہ عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مرزا کے دل میں ذرہ برابر اللہ رب العزت کا

احترام نہیں تھا۔ ورنہ مفروضے قائم کر کے یوں دریدہ ذہنی کا مرتکب نہ ہوتا۔ اپنی کتاب دافع البلاء (ص۱۱، خزائن ج۱۸ص۲۳۱) پر مرزا نے کہا:

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

اس کا مطلب یہ ہوا کہ خداوند کریم کی سچائی مرزا قادیانی کی رسالت سے بندھی ہوئی ہے۔ اگر مرزا قادیانی رسول نہیں تو پھر خدا بھی خدا نہیں۔ اس لئے سچے خدا کی یہ نشانی ہے کہ اس نے قادیان میں رسول بنا کر بھیجا۔ معاذ اللہ! اور (کتاب البریہ ص۸۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳) پر لکھا ہے کہ:

''میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔''

۲...... مرزا قادیانی نے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ومنصب مبارک کے ساتھ کیا تلعب کیا؟

الف...... اس کی کتاب ایک غلطی کا ازالہ (ص۴، خزائن ج۱۸ص۲۰۷) پر ہے:

''**محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم** اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا اور رسول بھی۔''

ب...... مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے (کلمۃ الفصل ص۱۰۴، ۱۰۵) پر لکھا:

''مسیح موعود (مرزا) اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں۔ حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں...... قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد (ﷺ) کو اتارا۔''

ج...... اسی (کلمۃ الفصل ص۱۵۸) پر ہے:

''پس مسیح موعود (مرزا) خود محمد رسول اللہ ﷺ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔''

د...... اسی (کلمۃ الفصل ص۱۱۳) پر ہے:

''پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔''

محترم! قادیانی نہ صرف یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ ﷺ کے روپ میں (معاذ اللہ) پیش کرتے ہیں۔ بلکہ رحمت عالم ﷺ کے نام اعزازات والقابات کا بھی

مرزاکو مستحق سمجھتے ہیں۔ درود وسلام (تذکرہ ص ۷۷۷)، یٰسین (تذکرہ ص ۴۷۹)، مدثر (تذکرہ ص ۵۱)، انا اعطینک الکوثر (تذکرہ ص ۳۷۴)، رحمۃ للعالمین (تذکرہ ص ۸۱)، قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی (تذکرہ ص ۴۶) ان تمام کے بارہ میں مرزا کی نام نہاد وحی ہے کہ یہ اعزازات مجھے بخشے گئے۔

۳...... مرزا قادیانی نے صرف یہی نہیں کہ وہ صرف آنحضرت ﷺ کی اہانت کا مرتکب ہوا، بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنا ان پر برتری ثابت کرنا، مرزا قادیانی کا بدترین کافرانہ محبوب مشغلہ تھا۔ لیجئے! میرے ہاتھ میں مرزا کی کتاب حقیقت الوحی ہے۔ اس کے (ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲) پر ہے:

''آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔''

مرزا نے اپنی کتاب (نزول المسیح ص ۱۰۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷، ۴۷۸) پر کہا:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ دادست ہر نبی راجام — داد آں جام را مرا بتمام
زندہ شد ہر نبی بآمدنم — ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

ترجمہ: ''اگرچہ بہت سارے نبی ہوئے ہیں۔ لیکن میں عرفان (الٰہی) میں کسی (نبی) سے کم نہیں ہوں۔ ہر نبی کو جو جام (شریعت) دیا گیا۔ مجھے وہ مکمل بھر کر دیا گیا۔ میرے آنے سے تمام رسول زندہ ہوگئے۔ ہر رسول میرے کرتہ میں پوشیدہ ہے۔'' معاذ اللہ!

۴...... اسی طرح مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو یاوہ گوئی ودریدہ ذہنی کی۔ اس کی صرف ایک مثال ملاحظہ ہو۔ انجام آتھم کے ضمیمہ میں (ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) پر لکھا ہے کہ:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔''

۵...... مرزا قادیانی کا ارشاد (تذکرہ ص ۶۰۷) پر درج ہے:

''خدا تعالیٰ نے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔''

''جو میرا مخالف ہے وہ جہنمی ہے۔'' (تذکرہ ص ۱۶۳)

''میرے دشمن جنگل کے خنزیر اوران کی عورتیں کتیا ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص ۵۳، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

''جو مرزا کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

''کل مسلمان جو مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے مسیح موعود (مرزا) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص ۳۵، از بشیر الدین محمود)

۶...... مرزا جھوٹ بولتا تھا، حرام کھاتا تھا، وعدہ خلافی کرتا تھا۔ اس پر ایک ہی واقعہ عرض کردیتا ہوں۔ مرزا نے براہین احمدیہ کتاب لکھنے کا اعلان کیا کہ اس کی پچاس جلدیں ہوں گی۔ پیشگی قیمت لوگوں سے وصول کرلی۔ بجائے پچاس کے صرف چار جلدیں لکھیں۔ لوگوں نے مطالبہ کیا، سخت سست کے خطوط لکھے، تو بہت تاخیر سے پانچویں جلد کے (ص ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۹) پر لکھا کہ پچاس لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس اور پانچ کے عدد میں نقطہ کا فرق ہوتا ہے۔ لہٰذا پانچ لکھنے سے پچاس کا وعدہ پورا ہوگیا۔ اب اس ایک واقعہ کو دیکھئے۔ اس سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱)...... پچاس کتابوں کے پیسے لئے، پانچ کتابیں دیں، باقی پینتالیس کے پیسے کھا گیا تو حرام خور ہوا۔

(۲)...... پچاس لکھنے کا وعدہ تھا پانچ لکھیں وعدہ خلافی کی۔

(۳)...... کہا کہ پچاس اور پانچ میں نقطہ کا فرق ہوتا ہے۔ حالانکہ پینتالیس کا فرق ہے تو جھوٹ بولا۔ اب آپ انصاف کریں جو جھوٹ بولے، وعدہ خلافی کرے، حرام کھائے وہ نبی کیسے ہوسکتا ہے؟

۷...... مرزا نے اپنے لاہوری مرید کو خط لکھا جو (خطوط امام بنام غلام ص ۵) میں چھپ گیا ہے۔ اس میں مرزا نے اس کو لکھا کہ پلومر کی دوکان (لاہور ہائیکورٹ کے سامنے) سے میرے لئے ٹانک وائن (شراب) کی بوتل اصلی خرید کر بھجوائیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ شراب کے حصول کا رسیا تھا۔

۸...... لاہوری مرزائیوں میں سے کسی نے مرزا محمود کو خط لکھا۔ مرزا محمود نے وہ خط خطبۂ جمعہ میں پڑھ کر سنا دیا اور بعد میں الفضل قادیان نے وہ شائع کر دیا۔ قادیانی، لاہوری، مرزا محمود، الفضل سب کچھ یہ مرزا قادیانی کا ''ٹبر'' ہے۔ مرزا کا ٹبر کہتا ہے کہ:

''مسیح موعود (مرزا) ولی اللہ تھے اور ولی اللہ کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھی زنا کر لیا تو اس میں کیا حرج ہوا۔ پھر لکھا ہے ہمیں مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۲۰۰ ص ۶، مورخہ ۳۱ / اگست ۱۹۳۸ء)

لیجئے! میری بات اختتام کو پہنچی۔ آپ نے حوالہ جات نوٹ کر لئے ہیں۔ آپ فرمائیں کیا خیال ہے؟

قادیانی نمبردار: میں ان پر غور کروں گا۔ (قادیانی نمبردار سے پندرہ دن کا وعدہ کیا مگر تاحال جواب نہیں ملا)

مناظرہ ’’ایبٹ آباد‘‘

داتہ ضلع مانسہرہ، سرحد میں فاروق نامی ایک قادیانی رہتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ کوئی عالم دین میرے اشکال دور کردے۔ وہ ایبٹ آباد تشریف لائے تو وہاں کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران سے ملے اور اپنے مسلمان ہونے کے اعلان کے لئے شرط عائد کی کہ میری ملازمت اور رہائش کا انتظام کردیں۔ ویسے تو میں مسلمان ہوگیا ہوں۔ اس نے بتایا کہ میں سمندری ضلع فیصل آباد کا رہائشی ہوں۔ فیصل آباد کے بریلوی مکتب فکر کے مدرسہ میں پڑھتا رہا ہوں۔ بعد میں، میں مرزائی ہوگیا۔ میرے اشکال دور کردیں۔ رہائش بمع اہل وعیال اور ملازمت کا بھی اہتمام کریں۔ خلاصہ یہ کہ میں نے قادیانیت ترک کردی ہے۔ اسلام قبول کرنے کے اعلان سے قبل میرے اشکالات کا حل ہوجائے۔ ایبٹ آباد کے دوست چاہتے تھے کہ ہم اس کی مدد کریں۔ لیکن اس کی پوزیشن واضح ہو کہ اس نے قادیانیت کو ترک بھی کیا ہے یا کرنا چاہتا ہے؟ یا صرف ہمیں دھوکہ دینے کے درپے ہے۔ جناب وقار گل جدون، جناب سید مجاہد شاہ، دانہ کے جناب سید شجاعت علی شاہ اور ایبٹ آباد کے علمائے کرام نے مجھے (فقیر کو) حکم فرمایا۔ فقیر (اللہ وسایا)، حضرت مولانا قاضی احسان احمد مبلغ اسلام آباد (حال کراچی) کے ہمراہ ۱۸؍دسمبر ۲۰۰۳ء بروز جمعرات صبح دس بجے ایبٹ آباد حاضر ہوا۔ یہ سب حضرات اور قادیانی فاروق جمع تھے، گفتگو ہوئی۔ بعد میں کیسٹوں سے نقل کر کے جناب سید شجاعت علی شاہ صاحب نے مجھے (فقیر کو) بھجوادی۔ قارئین کرام تین باتیں ملحوظ رکھ کر اس کا مطالعہ فرمائیں۔

۱...... فاروق صاحب نے قادیانیت ترک کردی ہے یا نہیں؟

۲...... یہ واقعتاً مسلمان ہونا چاہتے ہیں یا نہیں؟

۳...... محض چکر دے کر دنیوی مفاد حاصل کرنے کے درپے ہیں؟

بیٹھتے ہی ہم نے ان کے وساوس دور کرنے سے بات کا آغاز کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! جناب فاروق صاحب! وسوسے کو دور کرنا یا کسی کے وہم کو دور کرنا دنیا میں سب سے مشکل ترین کام ہے۔ وسوسہ سوائے توفیق الٰہی کے دور نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک آپ اپنی طبیعت کے اندر خود طلب پیدا نہیں کریں گے۔ ہماری معروضات کا فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ ایک آدمی کمزور ہے۔ کمزور جسم کے اندر بیماری کے جراثیم اثر کرتے ہیں۔ اگر اس کے جسم کے اندر قوت مدافعت نہیں ہے تو جتنا چاہے اس کا علاج کرتے رہیں، اس کی بیماری کی جڑ کبھی دور نہیں ہوگی۔ بیماری کی جڑ اس دن دور ہوگی جس وقت جسم کے اندر قوت مدافعت پیدا ہوگی۔ آپ کسی عالم دین کے ہاں جائیں، وہ مجھ سے کروڑ گنا زیادہ آپ کو وعظ کرتا رہے۔ لیکن باہر نکل کر آپ نے کہہ دینا ہے کہ میں مطمئن نہیں ہوا۔ اس لئے کہ بیماری کی جڑ موجود ہے۔ جراثیم موجود ہیں۔ اس کی وجہ سے کوئی دوائی اثر نہیں کر رہی۔

وساوس کو دور کرنے کا علاج

وساوس اور وہم کو دور کرنے کے لئے صرف اور صرف ایک طریقہ ہے کہ آپ اپنے طور پر سٹڈی کرنی شروع کر دیں۔ زنگ اترتا جائے، سٹڈی ہوتی جائے، زنگ اترتا جائے، تیاری ہوتی جائے۔ ایک ایسا وقت آئے گا کہ آپ بہترین جواب دینے والے بن جائیں گے۔ میں درخواست کرتا ہوں آپ سے کہ آپ نے ان (مقامی رفقاء) کے کہنے پر اسلام قبول کر لیا۔ لیکن حیات عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ پر ابھی آپ کی طبیعت صاف نہیں ہوئی۔ ہمارا فرض بنتا ہے۔ ہم بیٹھیں گے اور یہ آج کی مجلس کوئی فیصلہ کن نہیں ہوگی۔ ہم بیٹھیں گے، کوئی چار چیزیں آپ کی خدمت میں عرض کریں گے۔ آپ جو ارشاد فرمائیں گے ہم سنیں گے۔ کسی نتیجہ پر پہنچ گئے تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو اور کتابوں کے مطالعہ کی آپ کو سفارش کریں گے۔ اس کے بعد اور کتابوں کا آپ مطالعہ کریں گے۔ تب جا کر آپ کے اشکالات دور ہوں گے۔ لیکن ذہناً آپ آمادہ ہوں کہ میں نے مسئلہ سمجھنا ہے۔ دوستوں کے کہنے پر نہیں، بلکہ اپنی طلب سے۔

دوسری درخواست

میری دوسری درخواست یہ ہے کہ حیات مسیح علیہ السلام پر آپ کو اشکال ہے؟

مرزا قادیانی پر بھی کوئی اشکال ہے؟ اسے آپ ابھی بھی سچا مانتے ہیں؟ یا جھوٹا سمجھتے ہیں؟

فاروق: ”جب چھوڑ دیا تو بس اب ٹھیک ہے۔ جھوٹا سمجھتا ہوں۔“

مولانا: یہ نہیں۔ یہ کہ: ”جب چھوڑ دیا تو بس اب ٹھیک ہے۔ جھوٹا سمجھتا ہوں۔“ اس طرح نہیں۔ ڈنکے کی چوٹ پر کہیں کہ: ”میں مرزا قادیانی کو کافر سمجھتا ہوں۔“

فاروق: ٹھیک ہے جی!

مولانا: دیکھیں! جتنی مجلس بیٹھی ہے ان سب کا مرزا قادیانی کے متعلق یہی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے۔

فاروق: ”ٹھیک ہے جی!“ اس میں کوئی اشکال نہیں۔

مولانا: یہ علیحدہ علیحدہ باتیں ہیں۔ میں آپ پر جبراً اور ظلماً کوئی بات مسلط نہیں کروں گا۔ میں آپ کے اندر کی بات باہر لانا چاہتا ہوں۔

تیسری درخواست

اب میں تیسری یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر حیات عیسیٰ علیہ السلام یا وفات عیسیٰ علیہ السلام کی بنیاد پر کسی کو سچا ماننا ہے تو سب سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار یہودیوں نے کیا ہے۔ اس مسئلہ کی بنیاد پر اگر اسلام کو چھوڑ کر کسی گروپ میں جانا ہے تو پھر یہودیت میں جانا چاہئے۔ اس مسئلہ کے انکار سے اگر کسی کو فائدہ پہنچ رہا ہے تو وہ یہودی ہیں۔ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ”انا قتلنا المسیح “ کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے مسیح علیہ السلام کو قتل کیا۔ اس کو تو قرآن نے خود نقل کیا ہے۔ اگر حیات عیسیٰ علیہ السلام کے آپ انکاری ہیں اور اس کی وجہ سے کسی گروپ کے اندر جانا ہے تو سب سے پہلے یہودیت میں جانا چاہئے۔ پھر بعض ایسے بھی تھے مسیحیوں میں سے جو یہ کہتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب پر موت واقع ہوگئی تھی۔ ان کو قبر میں رکھا گیا۔ تین دن بعد زندہ ہوئے اور آسمانوں پر چلے گئے۔ تین دن تک وہ بھی ان کو مردہ مانتے ہیں۔ ان کی وفات کے تین دن تک کے وہ بھی قائل ہیں۔ اگر مسیح علیہ السلام کی وفات کی بنیاد پر ہی کسی کے ہاں جانا ہے تو پھر مسیحی (عیسائی) بننا چاہئے۔ علاوہ ازیں سرسید احمد خاں بھی اس ملک میں ایسے تھے اور مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے انہوں نے حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کیا۔ سب سے پہلے مرزا قادیانی نے ان کے

اگلے ہوئے نوالے، ان کی چبائی ہوئی اور چھچھوڑی ہوئی ہڈیوں کا رس چوسا اور پھر اس بنیاد پر اس کو جرأت ہوئی۔ حیات مسیح علیہ السلام کے انکار کی۔ اگر وفات مسیح علیہ السلام کی بنیاد پر آپ نے عقیدہ تبدیل کرنا تھا تو پھر اس کو پرویزی ہونا چاہئے تھا یا نیچری ہونا چاہئے تھا۔ حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر ہماری گفتگو ایک دفعہ نہیں، بیسیوں دفعہ ہوگی اور میں بڑے کھلے دل کے ساتھ اس پر گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اخلاص کے ساتھ ہم آپ کو قریب کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپ ہمارے قریب بیٹھنے کی کوشش کریں۔ جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے، وہی ہوگا میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے انکار کی وجہ سے کہیں جانا تھا تو یہودیت مستحق تھی، عیسائیت مستحق تھی، پرویزی تھے، سرسید خاں تھے۔ آپ وہاں کیوں نہیں گئے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس کیوں آئے؟ پہلے اس وسوسے کو دور کریں کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے یا مسئلہ کے سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے آپ مرزا قادیانی کے پاس گئے ہیں؟ قادیانیت قبول کرنے کا یہ مسئلہ باعث نہیں۔ اگر آپ اپنے طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ باعث ہے تو پھر آپ اپنے نفس کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ ضمیر کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ اپنے آپ کے ساتھ بھی زیادتی کر رہے ہیں۔ یہ مسئلہ قطعاً اس کا باعث نہیں۔ اس کے عوامل اور ہوں گے۔ عوامل کیا ہیں؟ مثلاً سگریٹ والوں کے پاس جا کر بیٹھتا ہوں تو مجھے بدبو آئے گی۔ بعد میں میں یہ کہوں کہ مجھے بدبو بہت آتی تھی۔ بھائی میں جس ماحول کے اندر گیا تھا۔ اس ماحول کے تو میرے اوپر اثرات پڑتے تھے۔ جس وقت آپ کی طبیعت نے قادیانیوں کے ساتھ بیٹھ کر یہ سوچنا شروع کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا فلاں مسئلہ بھی سچا ہو سکتا ہے۔ بس اس دن سے آپ کو جراثیم لگنا شروع ہو گئے۔ پھر چل سو چل۔ میری درخواست سمجھتے ہیں: پہلے ان جراثیم کو دفع کرنے کا تہیہ کریں۔

مرزا قادیانی اور حیات مسیح علیہ السلام

اگر واقعتاً آپ کے اندر دین اسلام کی طلب ہے اور قادیانیوں کو چھوڑا ہے تو پہلے ان جراثیم سے اپنے آپ کو پاک کریں۔ ان جراثیم سے پاک ہونے کے بعد پھر آپ کی طبیعت بحال ہوگی۔ میں اسی کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی اور حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ کو لیجئے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ مجددیت کے بعد

بارہ سال تک کہتا رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔قرآن مجید کی آیتیں پڑھ کر کہتا تھا کہ زندہ ہیں۔ پھر خود لکھتا ہے کہ بارہ سال کے بعد اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی اور الہام نے مجھے کہا کہ تو مسیح ہے۔بارہ سال سادگی کی وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ مسیح بناتا رہا اور میں انکار کرتا رہا۔ دیکھئے! (نزول المسیح ص ۷،۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳،۱۱۴)

وہ خدا بھی کیا خدا ہوا کہ جو الہام کرتا ہے اور مرزا قادیانی انکار کرتا ہے اور یہ صاحب بھی کیا مسیح ہوئے کہ جو اللہ تعالیٰ سے متواتر الہام کو بارہ سال تک پس پشت ڈالتے رہے؟ بابو فاروق صاحب! یہ مذہب نہیں، تماشا ہے۔اللہ رب العزت کے نبی سب سے پہلے اپنی وحی کے اوپر ایمان لاتے ہیں۔لیکن مرزا قادیانی بارہ سال تک کہتا ہے کہ میں اسی عقیدے کے اوپر قائم رہا۔یعنی رسمی عقیدہ پر۔لیکن رسمی عقیدہ نہیں قرآن مجید کی آیتیں پڑھ کر کہتا تھا کہ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح جس وقت دوبارہ اس جلالت شان کے ساتھ اس دنیا میں آئیں گے تو اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ بارہ سال اللہ تعالیٰ مجھے سمجھاتا رہا اور میں اسے اپنے (اس) وہم پر محمول کرتا رہا۔یعنی رسمی عقیدہ پر قائم رہا۔بارہ سال کے بعد جس وقت بارش کی طرح اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی نے مجھے کہا کہ تو مسیح موعود ہے تو پھر مجھے یقین ہوا اور پھر یہ بھی اعلان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔اس بات کو لے کر مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود سیرت مسیح موعود کے اندر لکھتا ہے کہ: ''الہاماً مرزا غلام احمد قادیانی کو یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔'' (سیرۃ مسیح موعود ص ۱۳۰ از مرزا محمود قادیانی)

میں (فقیر) آپ سے بڑے درد کے ساتھ استدعا کرتا ہوں کہ اس پر توجہ فرمائیں کہ ایک آدمی قرآن کی بنیاد پر بارہ سال کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔پھر الہام کی بنیاد پر کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔پھر اپنے الہام پر قرآن کو ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔آپ میری درخواست سمجھ رہے ہیں؟ دنیا میں اس سے بڑھ کر بڑا کافر کون ہو سکتا ہے جو اپنے الہام کی بنیاد پر قرآن مجید کی تغلیط کرے؟ پہلے یہ کہے کہ یہ مسئلہ یوں ہے۔پھر الہام کی بنیاد پر کہے کہ یہ مسئلہ یوں نہیں یوں ہے۔میرے عزیز! دنیا میں سب سے بڑا کافر وہ ہے جو اپنے الہام کی بنیاد پر قرآن کو منسوخ کرے۔چلیں اس کو بھی چھوڑتے

ہیں۔مرزا قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی میرے اندر خو بو ہے۔ میں ان کی طرز پر آیا ہوں۔اس وقت مرزا قادیانی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام فتح اسلام ہے۔اس کے اندر کہتا ہے کہ: ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا تو قرآن میں تین جگہ ذکر ہے۔‘‘

(فتح اسلام ص ۸،خزائن ج ۳ص ۵۴)

یاد رکھئے ! تین جگہ! جس وقت آگے چل کر اگلی کتاب لکھی۔اس کتاب کا نام ہے ازالہ اوہام۔اس کے اندر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔جس وقت کہا کہ میں مسیح موعود ہوں تو کہتا ہے کہ: ’’قرآن مجید کی تیس آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۵۹۸،خزائن ج ۳ص ۴۲۳)

ایک ساتھ جوں جوں اس کے دعاوی بڑھتے جارہے ہیں۔توں توں قرآن مجید کی آیات کو وہ غلط مطلب پر لانے کی کوشش کرتا ہے اور پھر ان کے اندر تحریف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔اس سے آپ یہ سمجھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دل ودماغ شیطان کے ہاتھوں کس طرح شیطانی کھیل ،کھیل رہا تھا؟ جب تک مسیح کی خو بو یا نقش قدم یا صفات کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو حیات مسیح علیہ السلام کا قائل تھا۔جب خو بو کا دعویٰ کیا تو کہتا ہے کہ تین آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔جس وقت کہا کہ میں وہی مسیح ہوں تو اب کہہ دیا کہ تیس آیتوں سے ثابت ہوتا ہے۔تین کو تیس کر دیا۔اس سے آپ خود سمجھ سکتے ہیں اور اس پر آپ سٹڈی کریں۔میں آپ کے لئے لائنیں متعین کر دیتا ہوں۔آپ اس پر سٹڈی کریں کہ یہ خودغرض آدمی ہے۔جو قرآن مجید میں اپنی خودغرضی کی بنیاد پر تحریف کرتا چلا جارہا ہے۔

ایک اصولی بات

آپ کے میں اعتراض سنوں گا۔ان کا دور کرنے کی کوشش بھی کروں گا۔آپ کے استدلال سنوں گا۔اس کے جواب عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔لیکن اعتراض اور جواب سے پہلے کسی بھی مسئلہ سے متعلق قرآن مجید کی آیت کریمہ پر ایک اس کا ترجمہ آپ کریں گے۔ایک میں اس کا ترجمہ کروں گا۔میرے ترجمہ سے ممکن ہے آپ اتفاق نہ کریں۔آپ کے ترجمہ سے ممکن ہے میں اتفاق نہ کروں۔اسلام کا،مسلمانوں کا اور خود مرزا غلام احمد

قادیانی کا یہ طے شدہ اصول ہے کہ: ’’جس طرح چودہ سو سال سے یہ قرآن امت مسلمہ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اسی طرح اس کا فہم بھی امت کے ہاتھوں میں موجود ہے۔‘‘

(ایام الصلح ص ۵۵، خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۸)

کبھی چودہ سو سال میں ایک سیکنڈ بھی امت پر ایسا نہیں آیا کہ کائنات کے اندر قرآن مجید کو سمجھنے والا کوئی آدمی موجود نہ ہو۔ ہر دور کے اندر تفسیریں لکھی گئیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے پر حیات مسیح کے مسئلہ پر امت مسلمہ کا اور مرزا قادیانی کا اختلاف ہوا۔ اس سے پہلے کے جو بزرگ تھے جن کی مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش سے پہلے کی تفسیریں ہیں۔ وہ تو متنازعہ نہیں؟ ٹھیک ہے؟ اس کے لئے سب سے پہلے بہتر ہوگا کہ جو آیت آپ پیش کریں اس کو ہم پہلے لے کر چلیں گے۔ حضرت علامہ فخرالدین رازیؒ کے دروازے پر۔ ان سے پوچھیں گے کہ آپ بتا دیں ترجمہ کیا ہے۔ جو وہ ترجمہ کر دیں گے آپ بھی مان لیں میں بھی مان لوں گا۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے کے آدمی ہیں۔ حضرت علامہ طبریؒ اور میں ان کا نام اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ یہ سب وہ لوگ ہیں جن کے متعلق مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ فلاں صدی کا مجدد تھا۔ یہ فلاں صدی کا مجدد تھا۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ سے پوچھ لیں گے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ کو بھی مرزا غلام احمد قادیانی مجدد مانتا ہے۔ صاحب روح المعانیؒ سے پوچھ لیں گے۔ مرزا قادیانی ان کی بھی تائید کرتا ہے۔ تو یہ میں نے پانچ تفسیروں کے نام لئے ہیں۔ (۱) روح المعانی، (۲) طبری، (۳) تفسیر رازی، (۴) جلالین، (۵) درمنثور۔ یہ تفاسیر عام موجود ہیں اور ہر ایک آدمی کو مل جاتی ہیں۔ یہ پانچ سات تفسیریں ہیں اور ان کے مصنّفین کو مرزا قادیانی مجدد مانتا ہے اور یہ سارے مرزا قادیانی سے پہلے کے لوگ ہیں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ جس آیت کو آپ پیش کریں یا میں پیش کروں اس کی توضیح وتشریح ان متذکرہ حضرات سے پوچھیں گے۔ وہ آپ کے اور میرے فیصل ہوں گے جو وہ فرما دیں۔ آپ بھی مان لیں گے اور میں بھی مان لوں گا۔ اس سے آگے گفتگو میں آسانی ہوگی کہ آخر کوئی تو فیصل ہو۔ لیکن اگر ان لوگوں نے بھی قرآن نہیں سمجھا، اور فاروق بھائی کہیں کہ میں نے سمجھنا ہے اور ان لوگوں سے ہٹ کر سمجھنا ہے تو فاروق بھائی ساری زندگی کوشش کرتا رہے۔ ’’یتخبطہ الشیطان من المس‘‘ والی

کیفیت ہو جائے گی۔ قرآن مجید کو کبھی بھی نہیں سمجھ سکے گا۔ نہ میں اور نہ آپ۔ آخر کسی نہ کسی آدمی کے اوپر تو ہمیں اعتماد کرنا ہوگا۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ میں نے بہت ہی آپ کی خیر خواہی اور اخلاص کے ساتھ ایسی دو تین چیزیں پیش کی ہیں۔ مثلاً میں نے اتنا کہہ دیا کہ قرآن کو سمجھنے کے لئے ان چار پانچ تفسیروں کو سامنے رکھ لیں۔ میں تو فارغ ہو گیا۔ جس آیت کو سمجھنا ہے ان تفسیروں کو اٹھائیں۔ یہ وہ تفسیریں ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے کی ہیں۔ یہ وہ تفسیریں ہیں جن کو مرزا قادیانی بھی مانتا ہے۔ جو وہ کہتے جائیں آپ ان کو مانتے جائیں۔ مجھ سے نہ پوچھیں۔ کسی سے بھی نہ پوچھیں۔ میں بھی فارغ اور آپ بھی فارغ۔

چوتھا آسان راستہ

اس کے بعد چوتھا اور آسان راستہ سٹڈی کرنے کا ہے کہ کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ایک مجدد ہونے کا بھی ہے؟ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں مجدد ہوں۔ ہمارے نزدیک مجدد کوئی ایسی حیثیت نہیں کہ جس پر ایمان لانا ضروری ہو۔ رحمت دو عالم ﷺ کی ایک حدیث شریف ہے۔ اس کے مطابق کوئی شخصیت بھی ہوسکتی ہے۔ کوئی ادارہ بھی ہوسکتا ہے۔ کسے کے لئے دعویٰ مجددیت کرنا ضروری نہیں۔ مرزا قادیانی سے بھی پوچھا گیا کہ: ''گزشتہ بارہ صدیوں کے مجدد کون ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۹۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۰، ۲۰۱)

جب معلوم نہیں اور خود مجدد ہونے کا مدعی ہے تو معلوم ہوا کہ مجدد پر ایمان لانا مؤمن ہونے کے لئے ضروری نہیں۔ لیکن یہ اصولی طور پر مانتے ہیں کہ مجدد ہوسکتا ہے۔ اب ہر صدی میں مجدد تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی آیا ہے چودھویں صدی میں۔ اس سے پہلے تیرہ صدیوں میں مجدد تھے یا نہیں؟ اگر تھے تو کون تھے؟ مرزا قادیانی کا ایک مرید جس کا نام مرزا خدا بخش ہے۔ اس نے مجددین کی ایک فہرست مرتب کی۔ مرزا قادیانی نے مکمل کتاب پڑھوا کر سنی اور تصدیق کی۔ (عسل مصفیٰ ج ا ص ۷)

عسل مصفیٰ شاید آپ نے پڑھی ہو یا سنی ہو۔ پہلے اس پر آپ توجہ کریں کہ مرزا قادیانی نے کہا کہ تیس آیات سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوئی ہے۔ یہ خدا بخش

اتنا دجال نکلا۔ یہ کہتا ہے کہ ساٹھ آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ (عسل مصفیٰ ج۱ص۲۸۰ تا ۳۰۰)

یہ جملہ معترضہ تھا۔توجہ فرمائیں کہ اس کتاب کے اندر اس نے گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست دے دی۔ (عسل مصفیٰ ج۱ص۱۶۲تا ۱۶۵)

بھائی! سب سے آسان راستہ یہ ہے کہ اس پورے تیرہ صدیوں کے مجددین کی (فاروق بھائی! جاگ رہے ہیں؟) تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست کو رکھ لیتے ہیں۔اس میں انہوں نے کسی صدی کے پانچ مجدد لکھے ہیں۔کسی کے تین لکھے ہیں۔کسی کے دو، کسی کے چار، کسی کے گیارہ اور کسی کے نو مجددین کی فہرست دے دی۔یہ فہرست منگوا لیتے ہیں۔اس کو سامنے رکھ لیتے ہیں۔اس فہرست کو دیکھ کر آپ ٹک مارک کرتے رہیں کہ اس صدی سے یہ مجدد اور اس صدی سے یہ مجدد۔تیرہ آدمیوں کے ناموں پر ٹک مارک کر دیں اور کہہ دیں کہ جو ان مجددین کا عقیدہ تھا وہی میرا عقیدہ۔ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں؟ ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ آپ سے استدعاء کرتا ہوں کہ اگر تیرہ صدیوں کے مجدد کہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اور چودھویں صدی کا مجدد کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے تو یا تیرہ صدیوں کے مجددین کو جھوٹا کہو یا اس ایک صدی کے مجدد کو جھوٹا کہو۔اب یہ میرا سوال آپ کے ضمیر سے ہے کہ آپ اس پر کیا فیصلہ کرتے ہیں۔چلیں یہاں اس کو بھی چھوڑتے ہیں۔آگے چلتے ہیں......!

میں درخواست کروں گا آپ سے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق آپ وضاحت کر دیں کہ آپ اس کو کیا مانتے ہیں؟ پھر حیات عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ پر آجائیں گے۔میں مرزا قادیانی کی دلدل میں پھنسوں گا ہی نہیں۔اگر آپ کو غلام احمد قادیانی کے مسئلہ کے متعلق بھی اشکال ہے تو پھر اسے صاف کرنا ہوگا۔

مجاہد شاہ: حضرت! ان کو ایک کورس یا ڈوز مرزا قادیانی کے متعلق ضرور دے دیں۔

مولانا: نہیں، میں کھلے دل سے کہتا ہوں کہ یہ ہمارے ساتھی ہیں۔یہ خود بتائیں۔

فاروق: پہلے تو میں آپ کا مشکور ہوں آپ دور سے آئے ہیں۔ہمیں ٹائم دیا۔آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ہم نے آپ کو تکلیف دی اور آپ صرف میرے لئے آئے۔

ہم نے آپ کو بلایا ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ آئے۔ میں جس طرح قادیانیوں میں شامل ہوگیا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ دوبارہ میں واپس لوٹوں۔ اچھا اس کے متعلق میں عرض کرتا ہوں۔ عقل اللہ تعالیٰ نے ہر کسی کو دی ہے۔ عقل سلیم صرف انسانوں کو دی ہے۔ حیوانوں کو کیوں نہیں دی اور عقل کے ذریعہ بڑے فسادات ہوجاتے ہیں۔ اسی ضلع ایبٹ آباد میں بھی فساد ہوا۔

مولانا: آپ کی بات بڑی واضح ہے۔ اس پر مثالیں دینے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ پر کوئی قدغن نہیں لگانا چاہتا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس مجلس سے ہم زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ نتیجہ کی بات کہیں۔ میاں! عقل سلیم کا تو میں بھی قائل ہوں۔

فاروق: جی ہاں! اگر ایک آدمی آجائے دکانوں سے چندہ وصول کرنے کے لئے یا نوٹس جاری کردے۔ ہو وہ جھوٹا تو وہ عوام کیا کرتی ہے۔ اس کو پکڑ کے مارتی وارتی نہیں۔ اس کو ڈی بی یا اے بی کے حوالے کردیتی ہے کہ یہ بندہ ہے اور کہہ رہا ہے کہ مجھے ڈی سی یا اے سی نے بھیجا ہے۔

مولانا: فاروق بھائی! یہ پہلے زمانے کی باتیں ہیں۔ اب تو لوگ قبروں کے نام پر، بہشتی مقبرہ کے نام پر چندے کا دھندہ کررہے ہیں۔ چندہ وصول کرتے ہیں۔ اسے ڈی سی یا اے سی کے پاس نہیں لے جاتے۔ بلکہ لوگ اسے مسیح موعود مان لیتے ہیں۔

فاروق: اچھا اب دیکھنا ہے کہ ایک اتنا جھوٹ بول کر چلا جارہا ہے۔ دنیا کو گمراہ کرتا چلا جارہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں نبی ہوں۔ مسیح موعود ہوں۔ مجدد ہوں۔ یہ کیا بات ہے؟ اور کہہ رہا ہے کہ خدا مجھے متواتر وحی کررہا ہے۔ دیکھیں خدا کا نام لے کر دنیا کو گمراہ کررہا ہے۔ خدا کی مخلوق کو گمراہ کررہا ہے اور خدا اس سے بے خبر ہے؟ وہ لگاتار ۶۸، ۶۹ سال کی زندگی پاتا ہے اور اس میں اپنے دعویٰ سے پھرتا نہیں۔ دنیا مخالفت کرتی ہے۔ اس پر اس کو قتل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس پر حملے کرنے کے دعوے کرتی ہے۔ اس کو کہتے ہیں کہ تمہارے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ لیکن وہ کامیاب نہیں ہوسکتی۔ ایک وہ جو خدا کے نام پر جھوٹ بولتا چلا جارہا ہے۔ وہ ترقی کرتا جارہا ہے۔ وہ اس اپنے دعوے پر قائم ہے۔ ذرا پھرتا نہیں۔ اس کو خدا کیوں نہیں پکڑ رہا۔ کیا خدا کا اس کے متعلق کوئی حق نہیں کہ خدا اس کو پکڑے

اور تباہ کرے۔

مولانا: جزاک اللہ! آپ کی اس بات سے میں یہ سمجھا کہ آپ کو غلام احمد کے متعلق بھی ابھی شرح صدر نہیں تو ٹھیک ہے۔کوئی حرج نہیں بھائی۔

فاروق: میں کہتا ہوں کہ میں سیٹس فائی (*Satisfy*) ہوں۔میرا دل صاف ہے۔

مولانا: بابو!......میاں! مرزا قادیانی کو بعد میں لیتے ہیں۔اس سے پہلے شیطان کو لے لیتے ہیں۔مرزا قادیانی سے کہیں زیادہ اس کا جھوٹ وفریب چل رہا ہے۔

فاروق: اصل بات یہ ہے کہ آپ مرزا قادیانی کی خبر لیں۔

مولانا: اچھا ایک سیکنڈ! میرے خیال میں میری بات پوری ہونے دیں۔چلو شیطان کے ساتھ آپ اتفاق نہیں کرتے۔اس کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے جو مدعیٔ نبوت آئے ہیں، ان کو لے لیتے ہیں۔فرعون کو لے لیتے ہیں۔یہ مرزا قادیانی تو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔فرعون خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔جھوٹا مدعیٔ نبوت صالح بن طریف ایک آدمی گزرا ہے۔تین سو سال تک وہ خود اور اس کی پشت در پشت اولاد نے ایران کے اندر حکومت کی ہے۔اس نے بھی مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور پھر خدائی کا دعویٰ کیا۔باقی آپ کہتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی کو اللہ رب العزت نے نہیں پکڑا تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کیس کو لے لیں۔یہ ایسا پکڑا گیا کہ ابھی آپ کے سامنے اس کا کیس آجائے گا۔پہلے آپ ایک بنیادی بات سمجھیں۔دیکھئے! اللہ میاں اگر چاہتے تو دنیا میں کفر پیدا ہی نہ ہوتا۔آپ اور میں ایک معیار مقرر کریں اور پھر کہیں کہ اس معیار کے مطابق خدا نے نہیں کیا۔پھر خدا آپ کا اور میرا پابند ہوا۔اپنی مرضی کا مالک ومختار نہ ہوا کہ اللہ میاں یوں کردے۔یا اللہ! یہ سو سال ہو گیا ہے۔ہم قادیانیوں کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ابھی تک قادیانی مسلمان نہیں ہو رہے تو پھر خدا پر شک کرنا شروع کردیں۔اس کا آپ کو اور مجھے حق حاصل نہیں۔سمجھے بھائی! چلو اور آگے۔اس کو لیتے ہیں......!

بہاء اللہ مرزا قادیانی سے پہلے کا تھا۔اس نے بھی مسیح موعود ہونے کا اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔بہاء اللہ کے ماننے والے اب بھی ایران اور پاکستان کے علاقہ مکران کے اندر موجود ہیں۔وہ ترقی کرتے چلے جارہے ہیں۔ترقی کی بنیاد پر اگر کسی جماعت میں شامل

ہونا ہے تو پھر شیطانی جماعت مستحق ہے۔ فرعونی جماعت مستحق ہے۔ صالح بن طریف کی جماعت مستحق ہے۔ بہاء اللہ یا ان کی جماعت جو اس سے پہلے تھے۔ چلو اب میں عرض کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر آ جائیں۔ اللہ میاں دنیا میں کسی کو پکڑ کر اور اسے کان سے اٹھا کر کہے کہ لوگو! یہ جھوٹا ہے۔ یوں نہیں کرتا بلکہ کسی کے سچا اور جھوٹا ہونے کے لئے اللہ رب العزت فیصلہ فرما دیتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے نظر چاہئے مثلاً:

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ: ''اگر عبداللہ آتھم فلاں تاریخ کو نہ مرے تو میرا منہ کالا کیا جائے اور دنیا میں سب بدتروں سے بدتر ٹھہروں۔''

(جنگ مقدس ص۲۱۰،۲۱۱، خزائن ج۶ ص۲۹۲،۲۹۳)

اللہ میاں نے اس تاریخ تک عبداللہ آتھم کو نہیں مارا۔ مرزا قادیانی بدتر سے بدتر اپنی زبان سے ٹھہرا۔

۲...... مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ: ''اگر محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح نہ ہوا تو میں جھوٹا۔ یہ میرے سچے اور جھوٹا ہونے کا معیار ہے۔'' (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ ص۲۲۳)

محمدی بیگم کے ساتھ نکاح نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی جھوٹا ہے۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مرزا قادیانی خود معیار مقرر کرتا چلا گیا اور میرا رب اس کو جھوٹا کرتا گیا۔ اس سے آگے یعنی کان سے پکڑ کر تو اللہ تعالیٰ نے لٹکانا نہیں تھا کہ دیکھ لو یہ جھوٹا ہے۔ چلیں ایک اور معیار ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ اگر تثلیث کے بت کو نہ توڑ دوں۔ یعنی میں جس امر کے لئے مبعوث ہوا ہوں جب تک اس کام کو مکمل نہ کرلوں اور میں اس دنیا سے مر جاؤں تو ساری دنیا گواہ رہے اس بات کی کہ میں جھوٹا ہوں۔

(اخبار بدر قادیان ج۲ نمبر۲۹ ص۴، مورخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۰۶ء)

مرزا قادیانی مر گیا۔ تثلیث اسی طرح قائم ہے۔ یہ تو آپ کے اور میرے سمجھنے کی بات ہے۔ ٹھیک ہے ناں جی؟ آگے چلتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی مثال اس شاطر کی طرح تھی کہ میرے خیال میں دنیا کے اندر گرگٹ بھی اتنی تیزی کے ساتھ اپنے رنگ نہیں بدلتا جتنا مرزا قادیانی بدلتا تھا۔

فاروق: معاف کرنا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو آپ سوال کا جواب دیتے ہیں تو اس پر مجھے

کچھ کہنا ہے، تاکہ دوستوں کو پتہ چلے۔ جی ہاں!

مولانا: ضرور۔ بات ضرور کریں۔ لیکن آپ کا کہنا کہ دوستوں کو پتہ چلے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ مناظرہ کے موڈ میں ہیں، نہ کہ سمجھنے کے موڈ میں۔

فاروق: نہیں، نہیں۔ تاکہ مجھے سمجھ آئے سوال کی۔

مولانا: آپ کے ان دوستوں پر بھی یہ حقیقت واضح ہو جانی چاہئے کہ اس وقت آپ کس پوزیشن میں ہیں؟ چلیں دوستوں نے آپ کی پوزیشن کلیئر کرنے کے لئے مجھے بلایا تو اس بات سے مسئلہ حل ہوا۔

فاروق: میرے ذہن میں جو سوالات ہیں کلیئر ہو جائیں۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ عبداللہ آتھم عیسائی تھا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ اس نے میرے نبی کی شان میں گستاخیاں کیں اور میں نے اسے کہا کہ تو باز آ جا۔ اگر تو باز نہ آیا تو مجھے خدا نے چھ سال کا وقت دیا ہے۔ تقریباً چھ سال کا کہ چھ سال کے اندر اندر تیری ہلاکت واقع ہو جائے گی۔ اگر اس سے تائب نہیں ہوتا۔ عبداللہ آتھم جو تھا، اس سے خاموش ہو گیا۔ گالیاں دینے سے رک گیا۔ مرزا قادیانی نے جو میعاد مقرر کی تھی اس میعاد تک وہ خاموش رہا تو خدا تعالیٰ نے اس کو موت سے بچا لیا۔

مولانا: شاباش! یہ سمجھنے کی کوشش کریں تو تب فادہ ہوگا آپ کو۔

فاروق: جی ہاں!

مولانا: مرزا غلام احمد قادیانی نے ۵/ستمبر ۱۸۹۴ء اس کے لئے تاریخ موت مقرر کی۔ تقریباً پندرہ مہینے کی۔ پندرہ مہینوں میں وہ نہیں مرا تو مرزا قادیانی نے کہا کہ آتھم ڈر گیا ہے۔

فاروق: جی ہاں!

مولانا: اس نے کہا کہ یہ ڈر گیا ہے۔ میرے عزیز! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ یہ ڈر گیا ہے والی بات مرزا غلام احمد قادیانی کو پہلے سے کہہ دینی چاہئے تھی کہ اب یہ نہیں مرے گا۔ آخری دن کے گزرنے کے بعد، تاریخ ختم ہو جانے کے بعد یوں کہا۔ اسی نقطہ کو اگر آپ لیں گے تو شاید آپ کا عقدہ حل ہو جائے گا۔ پانچ ستمبر کی جو تاریخ مقرر ہوگئی کہ ستمبر کی فلاں تاریخ کو مرے گا۔ اس دن قادیان کے اندر چنے پڑھے گئے۔ آیات کے وظیفے کئے گئے کہ

یہ آدمی مرجائے اور وہ چنے اور وظیفے پڑھ کر قادیان کے کنویں کے اندر ڈالنے کے لئے مرزا قادیانی نے مرید کو بھیجا۔ مرزا محمود کہہ رہا ہے کہ اس دن قادیان میں ماتم ہو رہا تھا کہ یا اللہ آتھم مرجائے۔ یا اللہ آتھم مرجائے۔ دس محرم الحرام شیعہ اتنا ماتم نہیں کرتے جتنا ہم نے قادیان میں اس دن کیا۔

(خطبہ مرزا محمود الفضل قادیان مورخہ ۲۰؍جولائی ۱۹۳۰ء، سیرت المہدی ج۱ص ۱۷۸ طبع دوم)

میری درخواست سمجھے ہیں۔ عبداللہ آتھم نہ مرا۔ اب اس نے کہا کہ عبداللہ آتھم نہیں مرا تو اس نے رجوع بحق کرلیا ہوگا۔ وہ خدا بھی کیا خدا ہے جس نے مرزا قادیانی کو اس دن نہیں بتایا کہ وہ ڈر گیا ہے۔ بلکہ اس تاریخ کو عیسائیوں نے جلوس نکالے۔ مرزا قادیانی کا پتلا تیار کیا۔ اس کا منہ کالا کیا۔ اس کے پتلے بنا کر جوتیوں کے ہار ڈالے جو مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ میرا منہ کالا کیا جائے۔ انہوں نے وہ کیا۔ مرزا قادیانی کو اب بچنے کا راستہ کوئی نہ تھا۔ کہتا ہے یہ اندر سے ڈر گیا ہے۔ میں اب آپ سے استدعاء کرتا ہوں۔ اگر واقعتاً مرزا غلام احمد قادیانی سچا تھا تو اس تاریخ سے پہلے اسے اعلان کر دینا چاہئے تھا کہ یہ نہیں مرے گا۔ یا مرنے کے بعد یہ تاویل کرنی چاہئے تھی؟ آپ فیصلہ کریں۔

فاروق: آپ دیکھیں! جب پیش گوئی کر دی اور وہ اتنی دیر تک جب اس نے رجوع اللہ کی طرف کیا اور حضور ﷺ کو گالیاں نہیں دیں۔ خاموش رہا تو وہ بچایا گیا۔ اس کے بعد پھر اس نے کہا کہ میں نے یہ بات نہیں کی۔ اسی طرح گالیاں نکالتا ہوں۔ محمد ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ اب تم صرف لکھ کر دے دو۔ تم صرف اپنی زبان سے منہ کھولو گے۔ میں گالیاں اسی طرح دیتا ہوں۔ توبہ نہیں کی۔ صرف اتنا لکھ کے دے دو۔ تو اب تمہارا جو حشر ہوگا وہ خدا جانے۔ اب وہ اس بات سے ڈر گیا۔ اس نے جواب نہیں دیا اور مرزا قادیانی نے کہا کہ اب یہ موت واقع ہوگی اور مرگیا پھر وہ مرا۔ پھر......!

مولانا: ایک سیکنڈ! آپ نے بہت اچھی وہ (وضاحت) دی۔ لیکن آپ یا میری گفتگو کو نہیں سمجھ رہے یا سمجھنے کے موڈ میں نہیں۔ اگر آپ بحث کرنے کے موڈ میں سارا دن بیٹھے رہیں۔ زندگی میں کبھی آپ مسئلہ نہیں سمجھ پائیں گے۔ سمجھنے کی کوشش کریں۔ جو میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ مرزا قادیانی آخری وقت تک انتظار میں بیٹھا رہا۔ مرے گا۔ مرے گا۔

مرے گا۔ جب تاریخ گزر گئی اس دن مغرب کی نماز تک اطلاع آتی رہی۔ پیغام آتے رہے کہ بھئی اس کا کیا ہوا ہے۔ آخر وقت تک اسے یقین تھا کہ یہ مرے گا۔ اس کے بعد جب نہیں مرا تو یہ جواب تیار کیا گیا کہ یہ ڈر گیا ہے۔ آتھم نے کہا میں کیسے ڈر گیا ہوں۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ اگر نہیں ڈر گیا تو قسم اٹھا۔ آتھم نے کہا کہ عیسائیوں کے مذہب میں قسم اٹھانا ممنوع ہے۔ مرزا قادیانی کو کہا بہت اچھا۔ تمہارے مذہب کے اندر خنزیر کھانا ممنوع ہے اور ہمارے مذہب کے اندر قسم کھانا ممنوع ہے۔ میں (آتھم) کہتا ہوں کہ تو (مرزا) اندر سے ڈر گیا ہے۔ ورنہ تو خنزیر کھا۔ آتھم نے مرزا قادیانی کو کہا کہ اگر تو نہیں ڈرا۔ اگر خنزیر نہیں کھاتا تو اس کا معنی ہے تو ڈر گیا۔ یہ اس زمانے کی بخ بخ اور چخ چخ ہے۔ غلام احمد قادیانی کی اور عبداللہ آتھم کی۔ میں درخواست کرتا ہوں۔ آپ دیکھیں، رب کریم اور اس کے نبی ﷺ کے حالات کیسے ہوتے ہیں؟ نبی کا معجزہ تو یہ ہے کہ جنگ بدر سے پہلے رحمت عالم ﷺ نے کہا کہ فلاں فلاں یہاں یہاں مرے گا۔ شام مرے گا۔ صبح مرے گا۔ یہاں پر عتبہ مرے گا۔ یہاں پر امیہ مرے گا۔ اگلے دن جنگ ہوئی۔ جہاں جس کے متعلق نبوت نے کہا تھا، وہ وہیں مرا ہوا تھا۔ یہ بھی نہیں کہ چلو اس جنگ میں نہیں مرا۔ مر تو گیا۔ مر تو مرزا غلام احمد قادیانی بھی گیا۔ مرنا تو آپ نے بھی ہے۔ مرنا تو میں نے بھی ہے۔ چھ سال کے بعد پیشین گوئی پندرہ مہینے کے بعد یوں جا کر پوری ہوئی، پندرہ ماہ کی چھ سال میں اور آپ بھی سوچیں کہ اس کی بات سچی ثابت ہو گئی؟ سچی ثابت ہو گئی؟ پھر آپ سمجھ نہیں پائیں گے۔ آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا نبی کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ کہہ دے تو اللہ تعالیٰ پوری کر دیتے ہیں۔ جیسے کسی کی موت کی۔ لیکن نبوت کی یہ شان نہیں کہ کسی کے مرنے جینے کے اوپر اپنی صداقت کے دلائل رکھے۔ سب سے پہلے نبی اپنی ذات کو پیش کرتا ہے کہ ”ھل وجدتمونی صادقاً او کاذباً“ نبوت کسی کے مزاج کا بھی استہزاء نہیں کرتی۔ فلاں مر گیا۔ فلاں مر گیا۔ یہ نبوت کی شان کے خلاف ہے۔ غلام احمد قادیانی کا اس طرح کی بڑکیں لگانا دراصل شیطان اس کو سبق پڑھاتا تھا۔ وہ اسے الہام سمجھتا تھا۔ یہی اس عبداللہ آتھم کو دیکھ لیں۔ یہ ساری باتیں کہ رجوع کرے۔ گالیاں نکالے۔ فلاں کرے۔ پھر رجوع بحق اس کو کہتے ہیں کہ وہ عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لے۔ تثلیث کا بھی وہ قائل ہے۔ الوہیت مسیح کا بھی قائل ہے۔ اب اس کو اکسا کر میں یہ

کہوں کہ اگر تو ڈرا نہیں تو حضور ﷺ کو گالیاں نکال۔نعوذ باللہ! میرے خیال میں کسی کے ایمان کو پرکھنے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ مرزا قادیانی ایک عیسائی کو برانگیخت کرتا ہے کہ یا تو جھوٹا ہے۔اگر جھوٹا نہیں تو حضور ﷺ کو گالیاں نکال کر دکھا۔میں آپ سے یہ بات کہوں کہ آپ اپنے والد صاحب کو گالی نکال کر دکھائیں۔اس وقت آپ کے دل ودماغ کی کیفیت کیا ہوگی؟ ساری کائنات کے رشتے رحمت عالم ﷺ کے نعلین مبارک پر قربان۔آپ اسی نکتہ نظر سے دیکھیں کہ گویا ایک عیسائی کا بازو پکڑ کر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ اگر تم سچے ہو۔تم نے توبہ نہیں کی تو حضور ﷺ کو گالی نکال کر دکھاؤ۔یہ آدمی جو عیسائیوں کو اکساتا ہے کہ حضور ﷺ کو گالی نکال کر دیکھو۔اس کی اپنی ذہنیت کیا تھی؟ کہا تھا پانچ ستمبر کو مرے گا۔نہیں مرا۔وجہ کچھ ہو۔مرزا قادیانی کی بات تو پوری نہ ہوئی۔اس نے کہا تھا کہ اگر نہیں مرے گا تو میں ذلیل ہو جاؤں گا۔پھر اس کے بعد دو سال کی شرط۔پھر چار سال کی پھر چھ سال کی۔میرے عزیز! یہ اس طرح کے کام اٹکل پچو کے مداری کیا کرتے ہیں۔اللہ کے نبی نہیں کیا کرتے۔اس کو اور آگے لے کر چلتے ہیں۔مرزا غلام احمد قادیانی نے مثال کے طور پر کہا کہ اگر خدا نے قرآن میں میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا۔''

(تحفہ الندوہ ص ۵،خزائن ج۱۹ص ۹۸)

پورے قرآن میں کہیں آج تک تیرہ سو سال میں امت نے کہا کہ:''غلام احمد قادیانی کا نام قرآن میں ہے؟ مرزا قادیانی نے کہا کہ کشفاً مجھے بتایا گیا کہ قرآن میں قادیان کا نام ہے۔'' (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۷۷،خزائن ج۳ص ۱۴۰)

اب یا تو قرآن میں قادیان کا نام ہونا چاہئے یا غلام احمد قادیانی کا کشف جھوٹا ہونا چاہئے۔دونوں باتیں سچی ثابت نہیں ہوسکتیں۔ان عنوانات پر ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ غور کریں۔میں یہ نہیں کہتا کہ آپ گفتگو نہ کریں۔میں آپ کے اوپر گفتگو کا قدغن نہیں لگا رہا۔میرے بس میں نہیں۔آپ مجھ سے ویسے بھی دور بیٹھے ہیں۔میں آپ کے پاؤں پر ہاتھ رکھ کر آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ ان چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔اگر آپ کے دل کے اندر مرزا قادیانی کے متعلق نرم گوشہ ہے یا یہ چیزیں موجود ہیں کہ اس نے یہ کہا یہ کہا۔پھر آپ اپنے دوستوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔آپ نے پھر اسلام قبول نہیں کیا۔

فاروق: قادیانیوں کے ساتھ جو میری گفتگو ہو تو یہ سوال جو میرے ذہن میں ہیں، ان سے بیان کروں۔ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مولانا: آپ قادیانیوں سے سوال تو تب کریں کہ پہلے قادیانیت سے جان چھڑالیں۔ آپ تو ان کے وکیل صفائی ہیں۔

فاروق: اسی لئے میں کہتا ہوں کہ مجھے صفائی دی گئی ہے۔ جو صفائی مجھے دی، وہ میں آپ کے سامنے رکھوں۔ تاکہ میری وہ دور ہو جائے۔ یہی تو عرض ہے۔

مولانا: میں یہی آپ سے استدعاء کرتا ہوں کہ آپ کا پھر یہ کہنا کہ میں نے قادیانیت کو چھوڑ دیا ہے، قرین قیاس نہیں۔

فاروق: مطلب یہ ہے کہ اس طرح مجھے کسی نے سیٹس فائی (*Satisfy*) کیا ہی نہیں۔

مولانا: کیا نہیں! مرزا غلام احمد قادیانی آپ کے دل و دماغ میں موجود ہے اور پھر آپ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ میں مسلمان ہوں۔ میں نے اسلام کا اعلان کیا۔ آپ کی ان دونوں باتوں کے اندر تضاد ہے۔ میں تو اتنی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

فاروق: آپ دیکھیں نا! میں عرض کروں کہ اطمینان چاہتا ہوں۔

مولانا: جب تک غلام احمد قادیانی......! جب تک کتا کنویں کے اندر پڑا ہے۔ اس کو آپ باہر نہیں نکالیں گے ساری زندگی پانی کو نکالتے رہیں۔ کنواں کبھی پاک نہیں ہوگا۔ مثلاً آپ نے کہا کہ مرزا قادیانی کو خدا نے نہیں پکڑا۔ مگر میں عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کو قدرت نے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ شیطان کی بھی مرزا قادیانی کے ساتھ چیخیں نکل گئیں۔ کیسے؟ مرزا قادیانی ہمیشہ نبوت کا دعویٰ کرتا اور پھر انکار کر دیتا۔ میں نبی ہوں۔ نہیں امتی نبی ہوں۔ نہیں تشریعی نبوت کی شرائط مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ نہیں میں مدعیٔ نبوت کو لعنتی اور کافر سمجھتا ہوں۔ یہ ہاں! ناں! اقرار و انکار کا شیطانی کھیل مرزا قادیانی ساری زندگی کھیلتا رہا۔ زندگی میں ایک بار اور صرف ایک بار اس نے کہا کہ میرا نبوت کا دعویٰ ہے اور میں اس پر قائم ہوں۔ موت تک اس سے انکار نہیں کروں گا۔ یہ آخری خط جو اخبار عام کو لکھا۔ جس دن اخبار عام میں یہ خط چھپا کہ: ''میں دعویٰ نبوت پر قائم ہوں اور کبھی انکار نہ کروں گا۔''

(خط مطبوعہ اخبار عام ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء، ضمیمہ نمبر ۲، حقیقت النبوۃ ص ۲۷۰)

اسی دن ہیضہ کی موت سے بیت الخلاء کے اندر غلاظت سے لت پت قے کرتے ہوئے مر گیا تو قدرت نے اسے پکڑا۔ فرمائیں تو حوالے آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔

فاروق: اس کا پھر ایک ہی جواب ہے کہ میں ایسے ماحول میں رہوں۔ آپ لوگوں کے ماحول میں۔ چوبیس گھنٹے جن کے پاس تعلیم حاصل کروں۔ وہاں پر آپ لوگوں کے ساتھ صحبت میں رہوں تاکہ جہاں سے قادیانیت کی ہوا بھی نہ لگے اور میں اس کا مطالعہ کروں۔ ایک مبلغ بنوں۔ اپنے آپ کو وقف کروں۔

مولانا: ایک سیکنڈ بھائی...... ٹھہر جائیں...... ٹھہر جائیں! میں مسلمان تب ہوتا ہوں کہ میرے کھانے کا انتظام کریں۔ میری رہائش کا انتظام کریں۔ میرے مکان کا انتظام کریں۔ میری ملازمت کا انتظام کریں اور میں یہ کام کروں اس پر بھی آپ سوچ لیں کہ اسلام قبول کرنے کے لئے یہ شرائط عائد کی جاتی ہیں۔ مہربانی فرمائیں! جس راستے سے گئے ہیں اسی راستہ سے واپس آئیں۔ سمجھے! اب انہوں نے دروازے بند کر دیئے ہیں تو اس مقام کو جرأت کے ساتھ پھلانگنا ہوگا اور اگر کسی اور مقام کے اندر داخل ہونا ہے تو اس کے دروازے سے اندر داخل ہونا ہوگا۔ میری درخواست سمجھ رہے ہیں؟ (مجاہد شاہ صاحب! آپ پر اب کچھ معاملہ الم نشرح ہو رہا ہے؟) بہت سارا فرق ہے اس کو نکالنے کی کشش کریں اور یہ میرے خیال میں آپ دوستوں کو خود نکال لینا چاہئے۔ اگر ایک ایک کام کے لئے مجھے ہی آنا پڑے تو میرے لئے مشکل ہوگا۔ فاروق بھائی! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کوئی حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ آپ کے دل و دماغ میں نہیں۔ یہ وہاں جا کر بیماری لگی ہے۔ یہ وہاں سے آپ کو جراثیم ملے ہیں۔

فاروق: میں مانتا ہوں۔

مولانا: جزاک اللہ! اور وہ جراثیم آپ میں بعینہ اسی طرح پورے موجود ہیں۔ جب کوئی آدمی کہتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ آپ کہتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا۔ جب جاتے ہیں اور جراثیم کا حملہ ہوتا ہے تو کہتے ہیں انہوں نے یہ بھی کہا۔ انہوں نے یہ بھی کہا۔ فلاں مر گیا۔ فلاں زندہ ہے۔ آپ اس دلدل میں ہیں۔ آپ نے نہ قادیانیت کو چھوڑا ہے۔ میرے عزیز! نہ آپ نے اسلام کو قبول کیا ہے۔ جس طرح قرآن کی آیت ہے (میں معافی چاہتا ہوں)

قرآن کہتا ہے کہ: ’’بعض لوگ اس طرح ہوتے ہیں کہ ان کے دل و دماغ کے اندر شیطانی وساوس اس طرح قبضہ کر لیتے ہیں۔‘‘

’’یتخبطه الشیطٰن من المس (البقرہ:۲۷۵)‘‘ پاگلوں کی طرح دنیا کے اندر، کیا ہوگیا؟ کیا ہوگیا؟ بس وہ کیفیت ہو جاتی ہے اور اس سٹیج پر ہو ہی جایا کرتی ہے۔ میں اس موقع پر آپ سے نفرت نہیں کر رہا۔ یہی تو وہ موقع ہے کہ میں سب سے زیادہ آپ سے محبت کروں۔ پھر کبھی آپ اس عنوان پر بھی سوچیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی آپ کی کھوپڑی میں ابھی تک موجود ہے۔ اس کے وساوس بھی آپ کی کھوپڑی میں موجود ہیں۔ ایک آدمی نے کہا کہ کہو غلام احمد قادیانی کافر۔ آپ نے کہہ دیا کافر۔ لکھ کر دے دیا اور کہہ بھی دیا کافر۔ میں آپ سے استدعاء کرتا ہوں کہ کائنات کے کسی حصہ میں چلے جائیں۔ کسی مسلمان کو جا کر کہہ دیں کہ تم اپنے نبی علیہ السلام کے متعلق (معاذ اللہ) یہ بات کہو، وہ ذبح تو ہو جائے گا مگر رحمت دو عالم ﷺ کے متعلق یہ لفظ نہیں کہے گا۔ آپ کا خود اتنی بات کہہ دینا مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا سمجھنے کے باوجود ایک مجلس میں کہہ دینا کہ کافر ہے۔ بعد میں اٹھ کر کہنا نہیں وہ ایسا سچا ہوگا۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر اور جھوٹا ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے۔ اگر اس پر سمجھنا چاہیں گے تو میں حاضر ہوں۔ اب آپ کی تشخیص ہوگئی۔ بے شک سوال کریں۔ مجلس ہے۔ علمی مجلس چلتی رہتی ہے۔ سوالات چلتے رہتے ہیں۔

مولانا: آپ اپنا تعارف کرائیں اور بتائیں کہ آپ قادیانی کیوں ہوئے؟

فاروق: اصل میں سمندری کے قریب ایک گاؤں ہے۔ میں وہاں کا رہنے والا تھا۔ جامعہ رضویہ میں دین کی کتابیں پڑھیں۔ پھر مل میں ملازم ہوا۔ ایک قادیانی سے دوستی ہوگئی۔ ماں باپ مسلمان ہیں۔ خاندان مسلمان ہے۔ صرف میں قادیانی ہوا۔ پھر مرزائیوں میں شادی ہوئی۔ اعوان برادری سے میرا تعلق ہے۔ اب داتہ میں تبلیغ کے لئے قادیانی جماعت نے مقرر کیا تھا۔

مولانا: کتابیں کہاں تک پڑھیں؟

فاروق: کئی سال جامعہ رضویہ فیصل آباد میں بہت ساری کتابیں پڑھیں۔

مولانا: کہاں تک، کچھ کتابوں کے نام؟

فاروق: خاموش!

مولانا: مجھے اس پر بھی شبہ ہو رہا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا طالب علم جو معمولی پڑھا ہوا ہو، اگر ہمارا طالب علم قدوری پڑھتا ہو تو اس کو ہدایہ تک کی اور ہدایہ تک کی شروحات کے نام یاد ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کون سی کتابیں۔ کتابوں کے نام ایک بھی آپ نہیں بتا سکے۔ یہ محل نظر ہے کہ آپ نے جامعہ رضویہ میں دینی کتابیں پڑھیں۔ آپ اوروں کو تو غلطی میں ڈالیں۔ لیکن مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں۔ آپ نے کسی دینی ادارہ سے نہیں پڑھا۔ قادیانیوں سے کچھ پڑھا ہو تو مجھے انکار نہیں۔ آپ سے استدعاء کرتا ہوں کہ قرآن مجید کی کسی بھی تفسیر کو سمجھنے کے لئے جو ہماری امہات التفاسیر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک تفسیر کا انتخاب کر لیں۔ اس کو دیکھنا شروع کر دیں۔ اگر اپنے طور پر سٹڈی کرنی ہے تو آپ کا تشریف لانا ہمارے لئے خوشی کا باعث ضرور ہے کہ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ جب آ جائیں گے، تو آپ کی مدد کرنا بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ لیکن آپ اسلام پر کوئی احسان نہیں کر رہے کہ پہلے اہل اسلام میرا یوں انتظام کریں تو پھر میں یوں ہو جاؤں گا۔ ایک مفاد کی خاطر وہاں گئے تھے۔ وہ مفاد وہاں پورا نہیں ہوا، انہوں نے ٹھڈا مارا اور ادھر آ گئے۔ یہ اسلام لانا نہیں پھر یہ تماشا ہے۔ میں گفتگو تلخی کی کر رہا ہوں۔ مجھے احساس ہے۔ اس موقع پر مجھے آپ کے دل کو نہیں توڑنا چاہئے۔ لیکن جب تک لوہے کو گرم کر کے اس پر ہتھوڑا نہ مارا جائے۔ اس سے کوئی اوزار نہیں بنا کرتا۔ جب تک میں یہ گفتگو نہ کروں آپ تب تک کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ پائیں گے۔ آپ کا یہ کہنا کہ پہلے میرے لئے یہ انتظام کرو۔ پہلے میرے لئے چھ مرلے کا مکان بناؤ۔ پہلے مجھے پلاٹ لے کر دو۔ پھر میری ملازمت کا انتظام کرو۔ کیوں بھائی! کیا اسلام نے ٹھیکہ لے رکھا ہے آپ کا؟ میرے لئے یہ چندہ کرو۔ میرے لئے یہ انتظام کرو۔ نوکر ہے اسلام آپ کا؟ یا میرا؟ مجھے تو اسلام کی ضرورت ہے۔ اسلام کو میری کیا ضرورت؟ کیا آپ اور میں مسلمان نہیں ہوں گے تو اسلام جھوٹا ہو جائے گا؟ اگر اسلام کو ان بنیادوں پر کام کرنا ہوتا تو یہ رفاہی ادارہ ہو سکتا ہے۔ اسلام نہیں۔ پھر یہ قادیانیت ہو سکتی ہے جو چندہ کے نام پر، نکاح کے نام پر، فلاں کے نام پر، فلاں چیز کے نام پر قادیانیت کو پھیلاتی ہے۔ یہ لمیٹڈ کمپنی اور فرم ہو سکتی ہے اسلام نہیں۔ اسلام تو کہتا ہے اس راستے آؤ گے تو میرے ہو۔ اگر راستے سے ذرا بھٹکو گے تو جاؤ جہنم میں ''بای وادی یهیمون'' جہاں چاہو پھرتے رہو۔ کوئی پرواہ نہیں

تمہاری، اور جتنے آسمانی مذاہب ہیں وہ معاف کرنا لالچ کی بنیاد پر، چندوں کی بنیاد پر اور یوں کرنا، یوں کرنا۔ ایک ہے مسلمان ہونے کے ناطے کہ آپ میرے بھائی ہیں۔ ڈوب رہے ہیں۔ آپ کو اٹھا کر کھڑا کرنا اور ڈوبنے سے نکالنا میرا ایک مسلمان ہونے کے ناطے فرض بنتا ہے۔ لیکن آپ یہ شرط نہیں لگا سکتے اور نہ ہی اسلام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ آپ کو مکان اور رہائش مہیا کرے۔ اگر اسلام کی ذمہ داری ہوتی تو جتنے بھی مسلمان ہیں، وہ سب سے پہلے سارے ملک کے اندر ہتھوڑی چھینی لے کر سارے ملک میں پہلے مکان بناتے۔ پھر لوگوں کو دعوت دیتے۔ حضور ﷺ بھی یہی کام کرتے کہ پہلے مکان بناتے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کو کہتے کہ یہ مکان موجود ہے اور شادی کا انتظام کرتے۔ آپ مہربانی کریں ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ ان چیزوں کو سوچیں۔ آپ کا چکر مفادات کی بنیاد پر ہے۔ کوئی مسائل وسائل نہیں ہیں۔ مفادات کی بنیاد پر آپ نے اسلام کو چھوڑا تھا۔ اب آپ اگر اسی پر قیاس کر کے مفادات کی بنیاد پر اسلام کی طرف آنا چاہتے ہیں تو آپ اپنے ساتھ بھی زیادتی کر رہے ہیں اور ہمارے ساتھ بھی زیادتی کر رہے ہیں۔ ڈنکے کی چوٹ پر کہہ دیجیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا ہے۔ اپنے رب سے استغفار کیجیے۔ معافی مانگیں۔ میں آپ کو اور آپ مجھے۔ انسان انسان کو کروڑ دفعہ دھوکا دے سکتا ہے۔ لیکن انسان کبھی اپنے رب کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ آپ اپنے رب کے ساتھ معاملہ کو درست کریں۔ دعا کریں کہ یا اللہ! ایک شخص نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور مجدد وہ کہ ۱۳ صدیوں کے مجدد کچھ کہتے ہیں۔ یہ کچھ کہتا ہے۔ ۱۳ صدیوں کے مجدد کچھ لکھتے ہیں یہ کچھ لکھتا ہے۔ وہ سچے تھے حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر تو یہ جھوٹا ہے۔ یہ سچا ہے تو نعوذ باللہ! تیرہ صدیوں کے مجددین جھوٹے ہیں۔ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ڈنکے کی چوٹ پر کافر کہتا ہوں۔ یہاں پر کھڑے ہو کر نعرہ لگائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے جھوٹے ہیں۔ کذاب ہیں، بے ایمان ہیں۔ ان کو چھوڑیں۔ پھر مسلمان کے علماء کے پاس آئیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو میں نے چھوڑ دیا ہے۔ اب میں نے سٹڈی کرنی ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ میرا راستہ کیا ہے؟ اگر آپ اپنی شرائط پر آئیں گے کہ مجھے اپنے ماحول میں رکھیں۔ مجھے اپنے ساتھ رکھیں۔ پھر مجھے فلاں جگہ پر بٹھائیں۔ اگر اس طرح کریں گے تو برادر عزیز! آپ کی یہ دنیاوی ڈیمانڈیں

بڑھتی جائیں گی۔کوئی آدمی پوری نہیں کر سکے گا۔اب فرمائیں، اب حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ تو نکل گیا درمیان سے جس کے لئے ہم بیٹھے تھے۔ یہ تو چکر ہی اور نکل آیا۔چلیں! میں آپ کے ساتھ ہوں۔جی!

فاروق: مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ مسلمان کون ہوتا ہے؟

مولانا: **تصدیق الرسول بما جاء به!** محمد عربی ﷺ جو کچھ لائے اس سب کو ماننے کا نام مسلمان ہے۔ان میں کسی ایک چیز کا انکار کفر ہے۔مثلاً میں یہ کہتا ہوں اور آپ بھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے۔مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کو سچا سمجھے۔کافر ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ پورے قرآن کا انکار کرے۔اگر ایک آیت کا بھی انکار کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔وہ قرآن کو ماننے والا نہیں کہلا سکے گا۔قرآن کو ماننے والا وہ ہے جو پورے قرآن کو مانے۔ایک آیت کے انکار سے بھی کفر لازم آتا ہے۔پورے دین کو سچا سمجھ کر قبول کرنا اس کا نام اسلام ہے۔کسی ایک دینی مسئلہ کا جسے ضروریات دین کہتے ہیں۔ کسی ایک کا انکار کرنا کفر ہے۔اب فرمائیں۔

فاروق: قادیانی جو ہیں سارا کچھ سچ سمجھتے ہیں۔قرآن مجید اور سارا کچھ۔اس پر ایمان رکھتے ہیں تو وہ کیوں کافر؟

مولانا: آپ نے سو فیصد صحیح کہا۔ہم قادیانیوں کو قرآن پر ایمان لانے کی وجہ سے کافر نہیں کہتے کہ تم قرآن کو کیوں مانتے ہو؟ ہم قادیانیوں کو یہ نہیں کہتے کہ نماز پڑھتے ہو اس لئے کافر۔ہم ان کو یہ نہیں کہتے کہ تم کلمہ پڑھتے ہو اس لئے کافر۔بلکہ ہم ان کو اس لئے کافر کہتے ہیں کہ تم مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا سمجھتے ہو اس لئے کافر۔قرآن پڑھنے کی بنیاد پر تو ہم نے کسی کو کافر نہیں کہا۔قادیانی ہمیں کہتے ہیں کافر۔وہ یہ نہیں کہتے کہ تم قرآن کو مانتے ہو۔اس لئے کافر۔ہم کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو تم مانتے ہو اس لئے تم کافر۔قرآن کے ماننے کی وجہ سے ہم کسی کو کافر نہیں کہہ رہے۔میرے خیال میں یہ ایسا جواب ہے یہاں پر آپ کا نکتہ حل ہو جانا چاہئے اور کوئی ہو نہ ہو۔یہاں اس کو حل ہو جانا چاہئے۔یہ آپ کو کس نے کہہ دیا؟ کہ قادیانی فلاں چیز کو مانتے ہیں۔لہٰذا ثابت ہوا کہ مسلمان ہیں۔ان بنیادوں پر تو ہم کافر کہہ ہی نہیں رہے۔بلکہ مرزا قادیانی کو ماننے کی وجہ سے قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں۔

وقار: فاروق بھائی اپنے لئے رستہ نکال رہے ہیں۔

فاروق: نہیں، نہیں!

مولانا: اگر یہ راستہ نکالے کہ وہ ساری چیزوں کو مانتے ہیں۔ لیکن ساتھ مرزا قادیانی کو بھی مانتے ہیں تو بھی ان کے ساتھ گزارا کر لیا جائے۔ یہ تو پھر بہت مشکل بات ہو جائے گی۔ بات سمجھ رہے ہیں؟

فاروق: ہاں!

مولانا: میں نماز پڑھتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، داڑھی ہے، مسلمان ہوں، یہ چار میرے دوست ہیں، میرے ایمان و اسلام کے گواہ ہیں۔ قادیانی مجھے بھی کافر کہتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نہیں مانتے۔ ہم قادیانیوں کو قرآن پڑھنے کی وجہ سے کافر نہیں کہہ رہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ تم مرزا قادیانی کو مانتے ہو۔ لہٰذا تم کافر۔

فاروق: قادیانیوں کو اگر مسلمان بنانا ہو تو آپ کیا کہلائیں گے؟

مولانا: خدا کے بندے قادیانیوں کی کیوں شرط لگاتے ہو؟

فاروق: مسئلہ ہی قادیانیوں کا ہے۔

مولانا: ارے میاں! سیدھے راستے سے آؤ۔ اللہ آپ کو ہدایت دے۔ عیسائی کو مسلمان کرنا ہو۔ یہودی کو مسلمان کرنا ہو۔ ہندو کو مسلمان کرنا ہو یا قادیانی کو۔ توبہ کراتے ہیں توبہ کس چیز کا نام ہے؟ گناہ کو چھوڑنا۔ گناہ کو چھوڑنا اور آئندہ نہ کرنے کا نام توبہ ہے۔ یا اللہ میں چوری سے توبہ کرتا ہوں اور ارادہ یہ ہو کہ جاتے ہوئے جس کی اچھی جوتی ملے گی، لے جاؤں گا۔ یہ توبہ نہیں پھر مذاق ہے۔ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ بعینہ اسی طرح اگر کوئی عیسائی ہے تو جن کفریات پر وہ ہے ان کفریات کو ترک کرے۔ اسلام قبول کرے جو کچھ پہلے تھا وہ غلط۔ آئندہ یہ نہیں ہوگا۔ اس کا نام ہے اسلام۔ اب اگر ایک عیسائی توبہ کرے گا تو جہاں وہ وحدانیت کا اقرار کرے گا۔ وہاں تثلیث کا انکار کرے گا۔ جہاں وہ رب کریم کے محمد عربی ﷺ کے رسول برحق ہونے کا اقرار کرے گا وہاں سیدنا مسیح علیہ السلام کے الٰہ ہونے کا اسے انکار کرنا ہوگا۔ اب مسیح علیہ السلام کو بھی صرف اللہ کا رسول مانے گا۔ اگر ایک عیسائی کہے کہ میں مسلمان ہوں، نمازیں پڑھتا ہوں، روزے رکھتا ہوں۔ لیکن مسیح اللہ تھے۔ استغفر اللہ!

تثلیث سچی تھی۔ کفارہ سچا تھا۔ یہ آدمی پھر مذاق کررہا ہے۔ اسلام قبول نہیں کررہا۔ آپ ایک ہندو کو مسلمان کرنا چاہیں گے تو اس کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہوگی کہ وہ کہے کہ خدا ایک ہے۔ یہ جتنے میں نے بت بنا رکھے ہیں یہ سارے جھوٹے۔ جب تک وہ جتنی زیادہ شدت کے ساتھ اپنی ان مانی ہوئی چیزوں پر کلہاڑا نہیں چلائے گا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی توحید کا کلہاڑا چلا کے ان اپنے معبودان باطلہ کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کرے گا۔ تب تک وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ ایک آدمی اب اگر قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام میں آنا چاہتا ہے تو قادیانیت اور اسلام میں واضح نزاع مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو دنیا کی غلیظ ترین شئے سمجھ کر اسلام کی طرف آئے گا تو اس کے دل و دماغ میں دنیا کی محبوب ترین شخصیت محمد عربی ﷺ کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ بھائی! یہ ہے کہ کنویں سے پہلے پانی کی گندگی نکالو جس سے یہ کنوں پلید ہوا۔ خدا کے بندے میں نے تو پہلے کہہ دیا کہ وہ (مرزا قادیانی) پڑا ہے۔ پہلے اسے نکالو۔ پھر پاک ہی پاک۔ اسی کا نام اسلام رکھ لیں۔ اسی کا نام توبہ رکھ لیں۔

فاروق: کیا وحی جاری ہے؟ یا بند؟

مولانا: ۱۳سو سال سے جاری تھی؟ یا بند تھی؟

فاروق: جاری۔

مولانا: کس کس پر؟

فاروق: قرآن حکیم سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وحی جاری ہے۔

مولانا: بھائی میاں! میں قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے تو اصول طے کررہا ہوں۔ آپ سے درخواست کررہا ہوں کہ جس آیت سے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جاری ہے۔ اس کے لئے غلام احمد قادیانی سے پہلے کسی مجدد کی کتاب پڑھ لیں۔ وہ کہہ دے جاری ہے تو جاری ہے نہیں تو نہیں۔ میں تو یہ پوچھ ہی نہیں رہا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سے وحی بند ہے یا کون سی آیت سے وحی جاری ہے۔ میں تو یہ سوال ہی نہیں کررہا۔ بلکہ ان کے نام بتادیں۔ کون کون سی وحی تھی۔ کس کس پر تیرہ سو سال میں جاری رہی۔ اگر وحی تیرہ سو سال سے جاری ہے تو کس کس پر وحی ہوئی؟ نام بتلائیں؟ اور اگر تیرہ سو سال میں بند تھی اور ایک آدمی کہتا ہے کہ مجھے ہوئی اور میرے بعد کسی کو نہیں ہوگی۔ یہ آدمی پھر جھوٹا ہے۔ مکار اور عیار ہے۔ یہ صرف اپنی دکان

چمکانے کے لئے ایسی ایک بات کہہ رہا ہے۔ تیرہ سو سال سے امت اس کو کبھی جاری نہیں مانتی۔ اگر نبوت جاری تو پھر تیرہ سو سال میں کون بنا؟ کوئی نہیں صرف مرزا غلام احمد قادیانی اس کے بعد کوئی نبی؟ نہیں! اب کہتے ہیں کہ خلیفے ہیں، نبی نہیں تیرہ سو سال میں مرزا قادیانی کی خاطر نبوت کو جاری رکھنا تھا؟ حضور ﷺ کی ختم نبوت کا بھی انکار کیا۔ تیرہ سو سالہ امت کے تعامل کو بھی چھوڑا۔ امت کے فہم قرآن کو اور امت کے نظریہ کو بھی رد کیا۔ ایک آدمی کی خاطر؟ اور جب وہ گزر گیا تو کہتے ہیں، اب پھر بند۔ نہیں تو اس کے بعد جتنے نبی ہوئے! چلو میاں! میں تیرہ سو سال کا نہیں پوچھتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو گئے ہوئے سو سال ہو گئے ہیں۔ آپ بتائیں سو سال کے بعد کتنی وحی آئی؟ یا کتنے نبی بنے؟ نبوت جاری ہے یا وحی جاری ہے۔ فرمائیں کتنے نبی بنے ہیں؟ اے کاش! آپ ٹھنڈے دل و دماغ سے اس پر غور فرمائیں۔ میں کہتا ہوں قوت مدافعت پیدا کرو۔ آپ کے ان سوالوں کا جواب آپ کا ضمیر دیتا چلا جائے گا۔

فاروق: وحی جو ہے وہ غیر نبی کو بھی ہو سکتی ہے یا نہیں ہو سکتی یا نبی ہونا ضروری ہے۔

مولانا: آپ بتائیں۔

فاروق: آپ سے سوال ہے۔

مولانا: بھائی میاں! بتادیں جو آپ کے دل و دماغ کے اندر ہے۔

فاروق: قرآن حکیم میں کیا ہے؟

مولانا: وحی شرعی! وحی شرعی جس کا انکار کفر ہو۔ وہ سوائے نبی کے کسی کو نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ تیرہ سو سال میں کسی کو ہوئی نہ قیامت تک ہو گی۔ جس کے انکار کی وجہ سے کفر لازم آئے۔ باقی خواب ہے، الہام ہے، ان کا ماننا ہمارے لئے ویسے بھی ضروری نہیں۔ مجھے الہام ہو کہ مولوی صاحب! آپ کے پاس روٹی رکھی ہوئی ہے اس کے اندر زہر ملا ہوا ہے۔ آپ اس کو نہ کھائیں۔ اس کے باوجود میں کھالوں اور واقعتاً زہر ملا تھا۔ میں مر جاؤں تو مجھے خودکشی کا مرتکب نہیں کہا جائے گا۔ اس لئے کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ میرا الہام صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے خواب دیکھا ہے۔ میرا خواب سچا بھی ہو سکتا ہے اور جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔ جناب محترم فاروق صاحب! دین اسلام، امتی کے یا امت کے خوابوں

پر نہیں چلا کرتے۔ اگر خوابوں کی بنیاد پر دین اسلام چلا کرے تو پھر اسلام نہ ہوا، مذاق ہوا۔ ان کی حیثیت مبشرات کی ضرور ہو سکتی ہے۔ آپ اور میں کبھی خواب دیکھتے ہیں تو صبح کو نہانے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ پھر کبھی خواب دیکھتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔ وہ بھی خواب تھا اور یہ بھی خواب ہے۔ یہ انسانی دل ودماغ ہیں۔ اچھے خواب بھی آ سکتے ہیں اور برے بھی۔ خوابیں کبھی بنیاد نہیں ہوا کرتیں اور کسی بڑے سے بڑے آدمی ماسوائے اللہ رب العزت کے نبی کے کسی اور کا خواب قطعاً شرعی حجت یا دلیل نہیں۔ ہاں! نبی کا خواب حجت ہوتا ہے اور اسی لئے ''رؤیا الانبیاء وحی'' بخاری شریف کے اندر ہے۔ صرف نبی کا خواب شریعت کے اندر حجت ہوا کرتا ہے۔ باقی بڑے سے بڑے آدمی کا، میرے استاد کا، کسی مجدد کا خواب وہ بیان کرے اور میں کہوں نہیں مانتا میں اس کو۔ اسلام مجھے یہ نہیں کہے گا کہ تم اس کے خواب کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہو گئے ہو۔ صرف نبوت کی ذات کو ماننے یا نہ ماننے کی بنیاد پر کفر اور اسلام کے فیصلے ہوتے ہیں۔ باقی دنیا کے کسی آدمی کی یہ اتھارٹی نہیں کہ اس کو ماننے یا نہ ماننے کی وجہ سے کفر لازم آئے۔ حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ ہمارے بزرگ ہیں۔ ہمارے امیر ہیں۔ ساری دنیا کے ولیوں میں میری نظر کے مطابق وہ سب سے اچھے ہیں۔ کل میں کہہ دوں کہ جس میں حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ کو نہیں مانتا۔ ان کو نہ ماننے کی وجہ سے مجھ پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ میں کہتا ہوں کہ میں مجدد الف ثانیؒ کو نہیں مانتا۔ ان کو نہ ماننے کی وجہ سے میرے اوپر کفر لازم نہیں آئے گا۔ ارے میاں! میری بات سمجھ رہے ہو؟ بھائی! اسلام میں صرف نبوت کی ذات ہوا کرتی ہے۔ جس کے اقرار یا انکار سے اسلام وکفر کے احکام مرتب ہوتے ہیں اور جس وقت مرزا غلام احمد قادیانی کہے کہ جو مجھے نہ مانے وہ کافر۔ چاہے حضور ﷺ کو ہزار دفعہ مانے، مرزا قادیانی کو نہ مانے وہ کافر۔ اس کا پھر معنی یہ ہوا کہ یہ حضور ﷺ کی مسند پر بیٹھ گیا ہے۔ جو اعزاز حضور ﷺ کا تھا، وہ اس نے لے لیا۔ اس لئے تو میں کہتا ہوں کہ پہلے اس کو نکالو۔ گاڑی تب چلے گی۔

فاروق: وہ کہتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے مقابلہ پر نہیں ہوں۔ میں امتی ہوں۔ ان کی غلامی کی وجہ سے نبوت ملی ہے۔

مولانا: یہ کیا فرما رہے ہیں آپ؟

فاروق: ان کا غلام ہوں۔ خادم ہوں۔ حضور کا خادم۔ وہ کہتا ہے۔

مولانا: لیکن وہ کہتا ہے کہ مجھے اعزاز وہ دو جو مخدوم اور آقا کو ملتا ہے۔ ہم نے کہا کہ اس آقا کے انکار سے کفر لازم آئے گا۔ اس نے کہا کہ: ”میرے انکار سے بھی کفر لازم آئے گا۔“ (تذکرہ ص ۶۰۷، طبع سوم)

قرآن مجید نے کہا کہ ”وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین“ وہ کہتا ہے کہ میں ہوں غلام لیکن مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی ”وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین“ ہے۔ (تذکرہ ص ۸۱)

اس کی وحی پڑھی ہے؟ کہ نہیں؟ قرآن مجید کہتا ہے کہ ”وما رمیت اذ رمیت“ غلام کہتا ہے کہ مجھے بھی کہا گیا ہے کہ ”وما رمیت اذ رمیت“ (تذکرہ ص ۴۳، ۱۳۱)

یہ بدنصیب غلام ہے یا آقا بننے کی کوشش کر رہا ہے؟ غلام کہتا ہے اور کہ ظلی طور پر مجھے بھی محمد کہا گیا ہے؟ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

منصب بھی ان کا، ٹائٹل بھی ان کا، اختیارات بھی ان کے استعمال کرے مرزا قادیانی اور کہے کہ میں غلام ہوں۔ جناب! یہ پھر دھوکے باز ہی ہو سکتا ہے۔ غلامی والی بات غلط ہے۔ سمجھے؟

فاروق: عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو وہ نبی اللہ ہوں گے یا غیر نبی اللہ!

مولانا: مرزا غلام احمد قادیانی کا قصہ حل ہوا کہ نہیں؟

فاروق: جی ہاں! بس ہو گیا۔

مولانا: ہاں! بس ہو گیا! یہ نہیں۔ شاہ صاحب فرمائیں۔

فاروق: حدیث میں۔

مولانا: بھائی! مرزا غلام احمد قادیانی کا مسئلہ حل ہوا؟

فاروق: جی۔

مولانا: ٹھیک ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو محمد رسول اللہ بھی کہے اور یہ بھی کہے کہ میرے ماننے یا نہ ماننے کی وجہ سے کفر و اسلام کے فیصلے ہوں گے۔ یہ بھی لکھے کہ: ”جو مجھے نہیں مانتا وہ جہنمی۔“ (تذکرہ ص ۱۶۳)

فلاں مجھ کو نہیں مانتا۔ تیرا کلمہ باطل، تیرا اسلام باطل، حج باطل، مرزا غلام احمد قادیانی کو پہلے مان۔ تو یہ اختیار تو حضور سرور کائنات ﷺ کے استعمال کر رہا ہے۔ دھوکہ میں رکھا گیا ہے آپ کو میرے عزیز! ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ۔ دعویٰ ان کا کچھ ہے۔ کر یہ کچھ رہے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی کہا کہ: ''جس اسلام میں میرا تذکرہ نہیں، وہ مردہ اسلام ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۳۲ ص ۱۱، مورخہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

تیرہ سو سال میں مرزا قادیانی کا کوئی تذکرہ نہیں تھا تو تیرہ سو سال میں اسلام مردہ تھا۔ زندہ اسلام وہ جس میں مرزا قادیانی ہو۔ میرے عزیز! نبوت، قوموں کو دھوکے نہیں دیا کرتی۔ نبوت دھوکوں سے نکالنے کے لئے آیا کرتی ہے۔ نبی حق اور باطل کی تمیز قائم کرتا ہے۔ دھوکہ میں قوموں کو نہیں رکھتا۔ ایک قادیانی کے ساتھ جس طرح آپ کے ساتھ گفتگو ہو رہی ہے، گفتگو ہو رہی تھی۔ انہوں نے کہا جی میں قادیانی ہوں۔ پکا ٹھکا سکہ بند قادیانی ہوں۔ مجھے حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ سمجھا دیجئے۔ میں نے کہا کہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں؟ کہنے لگا فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا مانتے ہو؟ کہنے لگا کہ مسیح۔ میں نے کہا کہ وہ کیوں؟ کہتے ہیں کہ اس کی جگہ آیا ہے۔ میں نے کہا کہ جو فوت ہو گیا، اس کی جگہ اس کا بیٹا، پوتا، پڑپوتا، اگر آنا تھا، اس کو آنا تھا۔ یہ کیسے آ گیا؟ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کیسے آ گیا؟ قادیانی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک آئے گا۔ میں نے کہا جو آدمی فوت ہو گیا وہ حضور علیہ السلام سے پہلے کا تھا یا حضور ﷺ کے بعد؟ کہتا ہے کہ حضور ﷺ سے تو پہلے تھا، تو حضور ﷺ سے پہلے مرا ہو گا۔ میں نے کہا کہ حضور ﷺ کا یہی کام رہ گیا تھا کہ جو آدمی مر گیا ہے حضور ﷺ اس کے متعلق کہیں کہ وہ آئے گا۔ پھر نبی علیہ السلام معاذ اللہ! معاذ اللہ! دنیا کو دلدل سے نکال رہے ہیں یا دلدل میں ڈال رہے ہیں کہ جو شخص فوت ہو گیا ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ آئے گا۔ وہ قادیانی چپ ہو گیا۔ میں نے کہا کہ پھر اس کا کوئی نام بھی حضور ﷺ نے بتایا تھا؟ اس نے کہا جی ہاں! حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ آئے گا اور اس کا نام یہ ہو گا۔ میں نے کہا پھر اسی نام والا آئے گا۔ اسی نام والا آیا؟ نہیں؟ نہیں آتا کروڑوں سال نہ آئے۔ ہماری ذمہ داری نہیں۔ ہم تو جب مانیں گے کہ اسی نام والا انہی شرائط کے ساتھ آئے۔

مانیں گے اسی کو جو حضور ﷺ کی شرائط پر آئے گا اور ایسا چمکتا دمکتا ہوا آئے گا کہ آسمان والے بھی دیکھ کر رشک کریں گے اور زمین والے بھی دیکھ کر اس پر رشک کریں گے۔ اب رہا عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا تو میرے خیال میں یہ مسئلہ مجھ سے نہ پوچھیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے جو پہلے کے لوگ ہیں، ان سے پوچھتے ہیں اور وہ ہیں مثلاً علامہ محمود آلوسیؒ۔ وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا حضور ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ کسی ایک شخص کو جب اللہ نبی بنا دیں۔ پھر ''ابدالآباد'' تک وہ اللہ کا نبی ہوگا۔ اس اعزاز سے اسے محروم نہیں کیا جائے گا کہ کل نبی تھا آج نبی نہ ہو۔ یہ تحصیل داروں کے یا ڈی سی کے عہدے تو ہو سکتے ہیں، نبوت کا یہ عہدہ نہیں۔ جو نبی ہے وہ ''ابدالآباد'' کے لئے نبی۔ اب عیسیٰ علیہ السلام جو تشریف لائیں گے تو وہ نبی ہوں گے یا نہیں؟ اگر نبی ہوں گے تو حضور ﷺ کی ختم نبوت کے بعد ایک نبی آ گیا۔ یہ سوال آج کا نہیں چودہ سو سال کا ہے۔ امت سے پوچھیں کہ انہوں نے اس کے متعلق کیا کہا؟ تو علامہ آلوسیؒ جس کا میں تذکرہ کر رہا ہوں بالکل ابتدائی صدیوں کے یہ آدمی ہیں۔ آج سے سینکڑوں سال پہلے کے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے آباؤ اجداد بھی اس وقت تک پیدا نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے اس مسئلہ کو اٹھایا۔ کہتے ہیں کہ ''وعیسیٰ ممن نبئ قبله'' عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ یہ اللہ رب العزت کے وہ نبی ہیں جو حضور ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔ مثلاً کل قیامت کے دن ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام موجود ہوں گے۔ سب کی موجودگی میں خاتم النّبیین پھر بھی حضور ﷺ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی موجود ہیں۔ پھر بھی محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں۔ آپ ﷺ کی ختم نبوت پہ حرف تو تب آئے گا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی بنایا جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ میں اپنے ماں باپ کے ہاں خاتم الاولاد ہوں۔

(تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

حالانکہ اس کا بھائی غلام قادر اس وقت زندہ تھا۔ غلام قادر کے زندہ ہونے کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کی خاتمیت پر کوئی فرق نہیں آیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری یا ان کے موجود ہونے پر محمد عربی ﷺ کی خاتمیت پہ کوئی فرق نہیں۔

خاتمیت پہ فرق یہ ہے کہ ایران یا قادیان کا یہ کہے کہ حضور ﷺ کے بعد میں نبی ہوں۔ یہ رحمت دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کا منکر ہے۔

فاروق: خاتم جو ہے اس کے معنی کیا ہیں؟ ختم کرنے والا؟

مولانا: مجھ سے کیوں پوچھتے ہو؟ وہ تو اصول طے ہو گیا۔

فاروق: قرآن کہتا ہے کہ ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (احزاب: ۴۰)''

مولانا: دیکھیں! آپ کے ذہن میں کوئی چیز متعین نہیں ہے۔ جو چیزیں آتی ہیں آپ اس پر بول پڑتے ہیں۔ میں نے آپ کے بہت سارے اشکالات کا جواب دیا۔ اس کا جواب دیتا ہوں۔ لیکن جو چیزیں جس پر سٹڈی کرنی ہو، آپ کھلے دل کے ساتھ کہیں کہ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو کھلے دل کے ساتھ جھوٹا سمجھتا ہوں۔ ہم آپ کو راستہ بتاتے ہیں کہ بھائی! یوں چل پڑیں منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے۔ اسی میں سے ایک سٹڈی کا راستہ بھی بتا دیا۔ چلو آپ نے لفظ خاتم کہہ دیا ہے۔ میں اس پر درخواست کر دیتا ہوں۔ سب سے پہلے قرآن سے پوچھیں گے کہ اس کا ترجمہ کیا ہے۔ قرآن اگر نہیں بتائے گا تو حدیث کے دروازے پر جائیں گے۔ پھر صحابہؓ کے دروازے پر اور پھر امت کے دروازے پر۔ یہ قرآن مجید کے ترجمہ کے راستے ہیں۔ ختم کا لفظ قرآن مجید میں سات مقام پر استعمال ہوا ہے۔ یہ ختم کا لفظ ''ختامہ مسک'' یہ ختم کا لفظ ''الیوم نختم علی افواھھم'' یہ ختم کا لفظ ''ختم اللہ علیٰ قلوبھم'' یہ ختم کا لفظ ''رحیق مختوم'' وغیرہ! ان سب میں قدر مشترک ترجمہ یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا کہ نئی چیز اس میں ڈالی نہ جا سکے اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے باہر نہ نکالا جا سکے۔ اس موقعہ پر عربی میں ختم کا لفظ آتا ہے۔ اصل اس کا معنی یہ ہے۔ ہاں! انگشتری کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مہر کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ زیب و زینت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن سب سے اس کا قدر مشترک قواعد کی رو سے جن مقامات پر ختم کا لفظ قرآن مجید میں آیا، وہ یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا۔ مثلاً اب مہر لگائیں گے تب بھی بند ہو گا۔ سیل کریں گے تب بھی بند ہو گا۔ ٹھیک ہے نا جی؟ آپ نے کسی کو اپنی انگشتری دی۔ وہ بھی کسی زمانے میں مہر کا کام دیتی تھی۔ اس لئے یہ

ان معنوں میں بھی استعمال ہورہا ہے۔ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا کہ نئی چیز ڈالی نہ جاسکے اور جو کچھ اس میں ہے باہر نہ نکالا جاسکے۔ عربی زبان میں اس پر ختم کا لفظ بولتے ہیں۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ: ''ختم اللہ علیٰ قلوبھم! اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی یا بندش کر دی۔'' میں اب لغوی معنی لے رہا ہوں۔ قرآن مجید کی رو سے کررہا ہوں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی۔ فلاں، فلاں! یہ متعین افراد تھے۔ ان کے دلوں سے کفر نکل نہیں سکتا۔ وہاں ختم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ خاتم النّبیین کا اگر اس اعتبار سے ترجمہ دیکھا جائے تو پھر یہ ہوگا کہ رحمت دوعالم ﷺ کی تشریف آوری پر حق تعالیٰ نے سلسلۂ نبوت کی ایسے طور پر بندش کر دی کہ حضور ﷺ کے آنے کے بعد کسی نئے شخص کو سلسلۂ نبوت میں داخل نہیں کیا جاسکتا اور آپ ﷺ سے پہلے جتنے اس سلسلہ میں داخل تھے کسی کو خارج نہیں کیا جاسکتا۔ جایئے کائنات کی تمام لغت کی کتابیں اٹھا کر اس معنی کے خلاف نکالیں۔ نہیں نکال سکیں گے۔ میں نے آپ کو چیک دیا ہے۔ وہ بلینک چیک ہے۔ ساری کائنات کی کتابیں اٹھا کر لغت کو کھنگال ماریں۔ جس وقت یہاں پر آئیں گے کوئی آپ کو اشکال باقی نہیں رہے گا۔ جہاں کہیں خاتم کا لفظ جمع کی طرف مضاف ہوگا وہاں اس کا معنی سوائے آخری کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ جایئے اس اصول کو کبھی نہ بھولئے۔ اس طرح توفی کے لفظ کو لے لیتے ہیں کہ توفی کہتے کس کو ہیں۔ اس توفی کے لفظ کو سمجھنے کے لئے علامہ رازیؒ کے دروازے پر جاتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ حضرت آپ فرمائیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ: ''التوفی جنس تحتہ انواع'' یہ اب آپ کی بغیر ڈیمانڈ کے میں اس مسئلہ کو شروع کررہا ہوں۔ تاکہ آپ کو یقین ہو کہ میں اس مسئلہ سے بھاگ نہیں رہا۔ کروڑ دفعہ میں اس پر گفتگو کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن آپ کا یہ علاج نہیں۔ علامہ فخرالدین رازیؒ یہ کہتے ہیں کہ ''التوفی جنس تحتہ انواع'' یہ توفی ایک جنس ہے۔ اس کے تحت کئی انواع ہیں۔ نیند کے معنی میں بھی توفی استعمال ہوا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی کہتا ہے کہ اماتت یعنی موت نیند کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔

(ازالہ اوہام ص۹۴۳، خزائن ج۳ ص۶۲۱)

توفی موت کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ توفی استیفاء کے معنوں میں ''اخذ الشئ وافیا'' (کسی چیز کو پورا پورا لینا کے معنوں میں) بھی استعمال ہوا ہے۔ وہ

آدمی دنیا کا سب سے بڑا دجال اور مکار ہے کہ جو قرآن کی دس آیتوں کو اکٹھا کر کے کہے کہ یہاں جونکہ توفی کا معنی موت ہے۔ لہٰذا اس آیت میں بھی معنی موت ہے۔ وہ دنیا کا دجال تو ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید کو سمجھانے والا نہیں۔ قرآن مجید کو سمجھانے والا وہ ہوگا جو ہر آیت کو سمجھنے سے پہلے موضوع کو محل کو اور مقام کو دیکھے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے کس موضوع، کس ماحول میں اپنے نبی کو یہ بات کہہ کر؟ کس بات کی نشاندہی کی تھی؟ ترجمہ پھر سمجھ میں آئے گا۔ مثلاً یہ میرے استاد ہیں۔ یار تم بڑے استاذ ہو۔ لفظ ایک ہے۔ لیکن اس کے ترجمے دو ہوگئے۔ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ میرے عزیز! اب استاذ کے معنی ہمیشہ فراڈ کرتے چلے جانا ہے یا استاد کا معنی ہمیشہ یہ کریں جس نے اس کو پڑھایا۔ یہ کرتے چلے جانا ہے۔ استاد کا لفظ کبھی برے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کبھی شیخ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس کے پاس پڑھا جائے اس کے معنوں میں بھی استعمال ہوا۔ کبھی کبھی اس کو کسی اور معنی میں بھی لے لیتے ہیں۔ جس موقع پر توفی کا لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آیا اس کو دیکھیں۔ اس ماحول کو دیکھیں کہ یہودی پکڑنا چاہتے ہیں اور میرا رب بچانا چاہتا ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''یاعیسیٰ انی متوفیک'' یہ آپ کا کچھ نہیں کرسکیں گے۔ آپ میرے قبضے میں ہیں۔ کامل، مکمل، بالکل آپ میرے قبضے کے اندر ہیں۔ اگر اس کا معنی یہ ہو کہ ''انی متوفیک'' اور وہ یہودی بھی آپ کو مارنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہیں کہ میں بھی آپ کو مارنا چاہتا ہوں تو پھر رب کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نمائندگی نہیں فرمارہے پھر تو یہودیت کی ترجمانی ہورہی ہے؟ معاذ اللہ!

یہودی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان کو تکلیف نہیں دیتا۔ میں آپ کو ماردیتا ہوں اور مارنے کے بعد پھر جو چاہیں آپ کے جسم کے ساتھ کریں۔ یہ تو پھر یہودیت کی تمنا پوری ہورہی ہے۔ میں نے یہ دو مثالیں صرف خاتم النّبیین کا لفظ سمجھانے کے لئے اور صرف آپ کے دل ودماغ کو کھولنے کے لئے دی ہیں۔ ختم کے لفظ کو بھی آپ لے کر چلیں گے۔ جتنا لے چلیں یا اسی توفی کے ایک لفظ کو لے لیں۔ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی سات عبارتیں ایسی رکھ دوں گا جس میں توفی ہے۔ لیکن موت کا معنی نہیں۔ انہوں نے اس کے دوسرے ترجمے کئے۔ ایک لفظ مثلاً: ''اسد'' لغت میں ۲۸ معنوں

کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ''عقرب'' کا لفظ ۳۵ سے زیادہ معنوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے یا میں کہتا ہوں کہ فاروق صاحب نہیں آئے یا شاہ صاحب مجھے کہتے ہیں شیر آرہا ہے۔ میں کہتا ہوں یار وہ دیکھو بکری کو کیا ہوا ہے۔ کہتے ہیں شیر آیا تھا۔ یہاں بھی شیر کا لفظ استعمال ہوا، وہاں بھی شیر کا لفظ استعمال ہوا۔ وہاں کا ماحول بتا رہا ہے کہ درندے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہاں شیر کا لفظ بتا رہا ہے کہ بہادر کے معنوں میں استعمال ہوا۔ اب ایک آدمی مثلاً ایک شاعر کہتا ہے۔

صبح دم چوں رخ نمودی شد نماز من قضا
سجدہ کے باشد روا چوں آفتاب آمد بروں

کہتا ہے صبح صبح میں نے اپنے دوست کو دیکھ لیا۔ میری تو نماز قضا ہوگئی۔ جب سورج نکل آتا ہے نماز تو جائز نہیں ہوا کرتی۔ شاعر اس شعر میں دوست کے رخ کو سورج کے معنوں میں لے رہا ہے۔ رخ محبوب کو یہ آفتاب کے معنوں میں لے رہا ہے۔ اب کوئی دنیا کا لال بجھکڑ کھڑا ہو جائے اور وہ کہے کہ آفتاب کا معنی ہی رخ محبوب ہوتا ہے۔ اس آدمی کو فالو نہیں کریں گے۔ مجدد اور مسیح نہیں بنائیں گے۔ بلکہ اس احمق کو کہیں گے کہ پہلے تو اپنے دماغ کا علاج کرا۔ سوچنا یہ ہے کہ کن معنوں میں اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے۔ جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مفہوم کو قرآن کے سیاق وسباق میں پالیا۔ ''فقد فاز فوزاً عظیما'' لغت کو اٹھایا اور اپنی مرضی کے ساتھ اس کے ترجمے کرنے شروع کر دیئے۔ نہ کبھی وہ قرآن کو سمجھ سکتا ہے نہ حدیث کو سمجھ سکتا ہے اور نہ اس بات کی روح کو پا سکتا ہے۔ آپ ان بنیادوں پر جب سٹڈی کریں گے تو پھر انشاء اللہ! میرے بھی استاد بن جائیں گے۔ یہ ہوسکتا ہے۔ وہ ہوسکتا ہے۔ جو ایمان کی حلاوت ہے۔ وہ ابھی تک دل میں اتری نہیں۔ وہ کڑواہٹ ابھی کفر کی باقی ہے۔ وہ زنگ ابھی باقی ہے اور زنگ آلود میں فولاد کا شربت ڈالتے ہیں۔ اسے بھی زنگ بنا دیتا ہے۔ پہلے وہ نکلے گا تو دل دماغ صاف ہوا۔ میں اللہ رب العزت کی ذات کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میرے دل میں آپ کے لئے بے پناہ احترام ہے۔ حتیٰ کہ اگر مجھے اپنے جسم اور جان سے چمڑا جدا کر کے جوتی بنا کر دینے کی ضرورت پیش آجائے، میں اس وقت کم از کم اس جذبہ سے گفتگو کر رہا ہوں کہ میں اس سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔ جب

یہ مرحلہ آ جائے اس پر پورا اتر سکتا ہوں یا نہیں۔ میں اس کا تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اس وقت کم ازکم میرے یہ جذبات ہیں کہ اگر آپ کو اس طرح بھی منت معذرت کر کے سمجھانا پڑے، اس وقت میرے جذبات یہ ہیں کہ میں اس کام کے لئے بھی تیار ہوں۔ لیکن آپ سمجھنے کی کوشش تو کریں۔ میرے عزیز! یہ دین ہے یا تماشا کہ ساری زندگی اس مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر کہتے رہے۔ چار قادیانیوں نے چکر دیا تو ان کے ساتھ چلے گئے۔ ایک آدمی نے مانسہرہ کے اندر کھڑے ہو کر کہا کہ کہو کافر۔ کہتا ہے غلام احمد قادیانی کافر۔ اس کے بعد کہتا ہے جی وہ ذرا ابھی تک میرے شک باقی ہیں۔ اب تک میرے شکوک باقی ہیں۔ وہ جی لیکھرام کو اس نے یہ کہہ دیا۔ فلاں کو اس نے یہ کہہ دیا تھا۔ نکلیں اس دلدل سے۔ میں اپنی داڑھی کے سفید بالوں کا واسطے دے کر کہتا ہوں کہ نکلیں اس دلدل سے اور سب کچھ برے خیالات کو نکالیں۔ نئی طلب کے ساتھ، نئے جذبے کے ساتھ اور نئے ولولے کے ساتھ جس وقت آپ نکلیں گے تو پھر پورے ماحول میں آپ ہی آپ ہوں گے اور کوئی نہیں ہوگا۔ کر سکتے ہیں؟ نہیں کر سکتے تو نہ اسلام آپ کا محتاج ہے نہ میرا محتاج ہے۔ یہ جملہ سخت کہا ہے۔ ناراض نہ ہوں۔ لائیے مسکراہٹ لبوں پہ۔ میں آگے بھی چلوں۔ ہاں! کیا فرماتے ہیں آپ۔ اب وہ رخ محبوب تو آپ ہو گئے نا۔ فاروق بھائی! اب میں آپ سے کہتا ہوں کہ پہلے جس وقت آپ آئے تھے، وہاں پر بیٹھے تھے۔ اس وقت کی کیفیت کو اور اس وقت جو آپ کے چہرے کے حالات ہیں، اس وقت بھی آئینہ دیکھا ہوتا۔ اس وقت بھی دیکھا ہوتا تو زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں آپ یہ دیکھیں رزق میرے سامنے ہے۔ میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جتنی کتابیں چھتیس سال میں قادیانیت اور رد قادیانیت پر میں نے پڑھیں میں دیانتداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ شیطان نے بھی شاید دین سلام کی بربادی کے لئے اتنے اقدام نہیں کئے ہوں گے جتنے یہ مرزا غلام احمد قادیانی کرتا تھا۔ دین اسلام اور دیانت رہی اپنی جگہ، میں کہتا ہوں کہ پرلے درجے کا کمینہ، دنیادار، ہندو بنیا بھی دنیا کمانے کے لئے وہ خباثتیں نہیں کرتا جو مرزا غلام احمد قادیانی کرتا تھا۔ مجھے کچھ دن پہلے ایک حوالہ ملا ہے۔ چھتیس سال ہو گئے میں نے کبھی یہ حوالہ نہیں پڑھا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی رہتا تھا قادیان میں اور حکیم نورالدین رہتا تھا کشمیر میں۔ اس نے کشمیر سے پیسے

بھجوانے تھے قادیان میں۔ اب پیسے بھجوانے کے دو ذریعے ہیں ایک پرائیویٹ اور ایک گورنمنٹ کا۔ پرائیویٹ یہ ہے کہ کوئی آپ کا بااعتماد دوست آ رہا ہے۔ آپ اس کو دے دیں۔ وہ ان تک پہنچا دے گا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو گورنمنٹ کے دو ذریعے ہیں۔ ایک بینک کے ذریعہ آپ بھیجیں گے یا منی آرڈر کے ذریعہ۔ بینک کے ذریعہ بھیجیں تو ڈرافٹ بنوائیں۔ ڈرافٹ کو پھر ڈاک میں ڈالیں۔ خرچہ آئے گا۔ اس زمانے کا پانچ سو روپیہ جس زمانے میں مرزا قادیانی کا بیٹا یہ کہتا ہے کہ ایک آنے کا کلو گوشت ملتا تھا۔ سولہ آنے کا روپیہ ہوتا تھا۔ روپے کا سولہ کلو گوشت ملتا تھا۔ پانچ سو کا معنی یہ ہے کہ پانچ سو کا آٹھ ہزار کلو گوشت ملتا تھا۔ آٹھ ہزار کلو گوشت آج کے دور میں ڈیڑھ سو روپے کے حساب سے لگایا جائے تو وہ بارہ لاکھ روپے کا بنتا ہے۔ اتنی رقم بھجوانی تھی اس زمانے میں۔ اب ڈاک سے بھیجیں تب پیسے خرچ ہوتے ہیں۔ بینک سے بھیجیں تب خرچ ہوتے ہیں۔ لفافے میں ڈال کر بھیج دیں۔ لفافہ چیک ہو جائے تب بھی آدمی پکڑا جائے گا اور اگر اسے کوئی نکال لے تو پانچ سو روپے ضائع گئے۔ نورالدین نے پانچ سو کا نوٹ پھاڑا اور اس کا ایک ٹکڑا لفافے میں ڈال کے بھیج دیا۔ آدھا نوٹ جب قادیان میں پہنچا تو مرزا غلام احمد قادیانی نے خط لکھا کہ پانچ سو روپے کے نوٹ کا ایک حصہ پہنچ گیا ہے۔ اب دوسرا بھی محفوظ طریقے سے بھیج دیں۔ اس لئے کہ بارشیں ہو رہی ہیں کہیں خراب نہ ہو جائے۔ اس نے لفافے کے اندر پانچ سو کے نوٹ کا ٹکڑا ڈال کے بھیج دیا۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۲ ص ۳۵، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۵۲)

یہ آدمی جو گورنمنٹ کا ٹیکس بچانے کے لئے، بینک کے پیسے بچانے کے لئے اتنی خبیث سے خبیث حرکتیں کر رہا ہے یہ نبی ہے؟ نبوت اسکو کہتے ہیں کہ ایک ہاتھ میں چاند لا کے رکھ دو اور دوسرے پہ سورج لا کے رکھ دو۔ پھر بھی اپنے منصب کو نہیں چھوڑوں گا۔ نبوت اس کو کہتے ہیں کہ پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے اسے سونے کا بنا دے۔ اس کی طرف اشارہ کر کے اسے چاندی کا بنا دے۔ نبی کہتا ہے مجھے سونا چاندی نہیں چاہیئے۔ رب چاہیئے۔ مرزا قادیانی تو اس غلیظ بنئے کی طرح ہے جس کے چار آنے گٹر کے اندر گر گئے تھے تو چار آنوں کو تلاش کرنے کی خاطر اپنے ہاتھوں کو آلودہ کر رہا تھا۔ یہ نبی ہے؟ محض اپنی اولاد کو جو پہلی بیوی سے تھی، محروم کرنے کے لئے اپنی ساری جائیداد نصرت بیگم کے نام پر لگوا دی۔ اس

کے نام رہن رکھ رہا ہے۔ (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۵۲، روایت نمبر ۳۶۶)

پہلی اولاد میں سے بیٹا مرتا ہے تو بیوی کو جا کر کہہ دیتا ہے کہ یہ ایک رہ گیا تھا جو تیری اولاد کے ساتھ وارث ہوتا وہ بھی مر گیا ہے۔ (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۲، روایت نمبر ۲۵)

اب تیری اولاد اکیلی میری وارث ہوگی۔ یہ نبی ہے؟ ایک بے دین، پتھر دل آدمی اپنی اولاد کے متعلق بھی یہ سوچا کرتا ہے؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو غیروں کے درد کے اندر تڑپا کرتے تھے۔ اسے اپنی اولاد کا بھی درد نہیں۔ سوچیں گے تو بہت سارے آپ کے لئے راستے نکلیں گے۔ میں دیانتداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ نبوت اور یہ منصب تو اپنی جگہ، کائنات میں شرافت نام کی کوئی چیز ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو تو اس شرافت کا پرلہ حصہ بھی نہیں ملا۔ اپنے مرید حکیم نور الدین کو کہتا ہے کہ: ''رات میں نے فلاں دوائی کھائی ہے۔ اس دوائی کے کھانے کے بعد اتنی دیر اپنی بیوی کے ساتھ...... قوت باہ کو مفید ہے۔ تم بھی استعمال کرو فائدہ بہت دے گی۔'' (مکتوبات احمدیہ ص ۱۴ ج ۵ نمبر ۲)

یہ نبی ہے؟ یہ اپنے خلیفہ کو یہ کہہ رہا ہے کہ میں......! تم بھی......! یہ نبی ہے؟ کیا نبوت کی یہی گفتگو ہوا کرتی ہے؟ ہاں! نبی اس کو کہتے ہیں کہ سامنے کوئی بچی آ رہی ہے۔ نبوت اپنی چادر دیتی ہے کہ جاؤ جا کر اس بچی کے سر پر ڈال دو۔ یا رسول اللہ ﷺ کافر کی بیٹی ہے۔ فرمایا بیٹی کافر کی ہے دربار تو محمد عربی ﷺ کا ہے۔ یہاں جو آئے گا عزت پائے گا۔ سوچو! ماننے پر آئے تو کس کو مانا؟ تمہیں رحمت دو عالم ﷺ کے گھر میں کون سی کمی نظر آئی تھی جسے چھوڑ کر قادیانیت قبول کی؟ فاروق بھائی! دین دیانت نام کی اگر کوئی چیز ہے......! سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قضیہ تو اس وقت ہوگا جس وقت وہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اس وقت تو ان کا قضیہ ہی نہیں جس وقت وہ تشریف لائیں گے اور جن مسلمانوں کو ان کے ساتھ پالا پڑے گا......! میں کہوں فاروق صاحب آئیں گے، اور آ جائیں مولانا شفیق الرحمٰن صاحب، تو مجھ سے کوئی پوچھے کہ مولوی صاحب آپ نے تو فاروق صاحب کا کہا تھا۔ میں کہوں فاروق سے مراد میری مولانا شفیق الرحمٰن تھا، تو دنیا کا کوئی آدمی مجھے سچا کہے گا یا مکار کہے گا؟ میں پوچھتا ہوں آپ سے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ میں کہتا ہوں عیسیٰ علیہ السلام سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ پھر معاذ اللہ مکر کس نے کیا؟

فاروق: وہ اس سے استدلال لیتے ہیں کہ قرآن کریم میں جو پیش گوئی حضرت محمد ﷺ کے لئے آئی ہے کہ ’’**یأتی من بعدی اسمه احمد** (صف:۶)‘‘ آپ کا نام تو قرآن مجید میں احمد رکھا ہے۔ آئے محمد، پیش گوئی احمد کی ہے۔ آئے محمد۔ پھر کلمہ پڑھنا چاہئے ’’**لا اله الا الله احمد رسول الله**‘‘ یہ محمد کا کلمہ کیوں پڑھتے ہو؟

مولانا: اگر ہمیشہ سے یہ ہو رہا ہے کہ نام محمد کا کہا گیا۔ آئے احمد۔ تو اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ چلی آ رہی ہے کہ نام فاروق کا لیتے ہیں، مراد شفیق کی ہوتی ہے؟ یعنی لفظ کوئی بولا جاتا ہے مراد کچھ ہوتی ہے۔ یہی ہے مفہوم آپ کے نزدیک قرآن مجید کا؟

فاروق: نہیں میرے نزدیک تو یہ نہیں۔

مولانا: میری بات کو سمجھیں جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ ایک ہے ’’**مبشرا برسول یأتی**‘‘ کا لفظ۔ میں اس کو چھوڑتا ہوں۔ میں آپ سے استدعاء کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام فرمائیں کہ میرے بعد ابوبکرؓ آئیں گے اور کوئی ایک آدمی کھڑے ہو کر کہہ دے کہ ابوبکرؓ سے مراد اسماعیل صاحب تھے۔ کوئی آدمی مانے گا اس بات کو؟ بھائی عربی لغت کے پاس جائیں، علم کلام کے پاس جائیں، علم بلاغت کے پاس جائیں۔ انہوں نے تو سب سے پہلے اصول ہی یہ مقرر کیا ہے کہ: ’’**لا استعارة فی الاعلام**‘‘ کہ ناموں میں استعارہ نہیں چلا کرتا۔ نام کسی کا ہو اور مراد کوئی ہو؟ اگر اسی طرح ہو تو ساری دنیا کا نظام ہی چوپٹ ہو جائے۔ اسلام، دین، مذہب، شریعت یہ چیزیں دنیا کے نظام کو سیٹ کرنے کے لئے آتی ہیں۔ بگاڑنے کے لئے نہیں آتیں۔ اگر پرویز مشرف سے مراد ضیاء الحق ہو، ضیاء الحق سے مراد ذوالفقار علی بھٹو ہو، ذوالفقار علی بھٹو سے مراد نواز شریف ہو۔ نواز شریف سے مراد مولانا فضل الرحمٰن، مولانا فضل الرحمٰن سے مراد مولانا سمیع الحق۔ مریں مولانا سمیع الحق اور کہیں کہ جائیداد مولانا فضل الرحمٰن کی ہے، تو کیا کائنات کا نظام چل سکتا ہے؟ اگر احمد نے آنا تھا، احمد نہیں آئے، محمد آئے۔ احمد کوئی اور تھا محمد کوئی اور ہے؟ پھر اس کا معنی یہ ہوا کہ دین اسلام نہیں پھر یہ تماشا ہے۔ معاذ اللہ!

اب اگر آیت کے مفہوم کو سمجھنا چاہتے ہو تو پھر محمد عربی ﷺ کے دروازے پر چلیں۔ پھر تفسیر آپ بھی نہ کریں میں بھی نہ کروں۔ یہ دنیا کا دجال ہے جو اس طرح کی مثالیں دے کے آپ کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ محمد اور ہیں احمد اور ہیں۔ یہاں سے خرابی پیدا کر کے آپ کو وہ آگے لے جا رہا ہے۔ جس وقت آپ نے یہ بات مان لی کہ محمد اور ہے احمد اور ہے۔

اسی وقت آپ مان لیں گے کہ نام دمشق کا لیا تھا مراد قادیان ہے۔ نام اترنے کا لیا تھا مراد پیدا ہونا ہے۔ نام مینار کا لیا تھا مراد اس سے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ جس وقت ایک بات انہوں نے منوالی تو پھر چل سو چل۔ گمراہی ہی گمراہی۔ اگر اسی لفظ احمد کے مراد کو آپ سمجھنا چاہتے ہیں تو حضور ﷺ کے دروازے پر چلے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ پہ قرآن مجید اترا ہے۔ آپ بتائیں۔ اس سے مراد کیا ہے؟ تو محمد عربی ﷺ سے ایک نہیں بیسیوں تواتر کی احادیث کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ ''انا محمد وانا احمد '' محمد بھی میں ہوں، احمد بھی میں ہوں۔ آپ کہیں کہ آنا احمد تھا مراد محمد ہے۔ حضور ﷺ خود فرماتے ہیں کہ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ قصہ ہی ختم ہو گیا۔ اس دجل سے انہوں نے راستہ نکالا اور آپ چل پڑے کہ محمد و احمد کے متعلق کہا کچھ گیا تھا۔ آیا کسی نام کا۔ پھر وہ آپ کو اور آگے لے کر چلیں گے۔ جب آپ نے بنیاد ہی غلط اختیار کر لی تھی۔ رخ امرتسر کا کر لیا تھا۔ سوچا یہ تھا کہ میں مکہ جا رہا ہوں۔ مکہ نہیں پہنچیں گے۔ کبھی نہیں پہنچیں گے۔ امرتسر ہی پہنچیں گے۔ اسی سے انہوں نے آپ سے یہ منوالیا۔ دمشق کا معنی قادیان۔ نازل ہونے کا معنی پیدا ہونا مسیح کا معنی غلام احمد۔ بس پھر چل سو چل۔

فاروق: وہ حوالہ پیش کرتے ہیں کہ محمد (ﷺ) نبی آئے گا۔ اس کے معنی آپ کی شریعت ہوگی اور وہ فاران کی چوٹیوں سے نازل ہوگا۔ اس سے وہ حضرت محمد ﷺ مراد لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کب فاران کی چوٹیوں سے نازل ہوئے۔ جیسے نازل ہونے سے مراد آسمان سے نازل ہونا ہے؟ قرآن حکیم میں جہاں تک نزول کا لفظ آیا ہے۔ کہیں بھی یہ نہیں کہ وہ آسمان سے نازل ہوا ہو۔ جیسے اللہ نے فرمایا کہ لوہا ہم نے نازل کیا۔ کبھی لوہا نازل ہوا؟

مولانا: خدا کے بندے! اب لفظ نازل کیا ہے؟ اس کے اصل معنی کیا ہیں؟ ایک جگہ سے منتقل ہو کر دوسری جگہ جانے کو نازل کہتے ہیں۔ آسمانوں سے آئے تب بھی نازل ثابت۔ وہ اسلام آباد سے چل کر آئے تب بھی نازل۔ قرآن کسی پر اترے تب بھی نازل۔ یہ ایک لفظ جس کو کہتے ہیں قدر مشترک۔ جب وہ معلوم ہو گیا اب آپ بڑھتے جائیں گے۔ ساری قرآن مجید کی آیتیں کھلتی جائیں گی۔ اگر کسی کے لئے قرینہ موجود ہے کہ یہ آسمانوں سے آنے کا ہے۔ اس کے لئے آسمانوں سے وہ آئے گا۔ کسی کے لئے نزیل کا لفظ ہے۔ وہ پہاڑوں سے آئے گا۔ کسی کے لئے فاران کا لفظ ہے۔ تو ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ تو آ رہا ہے۔ اسی

کو نازل ہونا کہتے ہیں۔ جس کے متعلق ہے وہ پہاڑوں سے آئے گا۔ وہ پہاڑوں سے آئے گا۔ جس کے متلق ہے اسلام آباد سے آئے گا۔ وہ اسلام آباد سے آئے گا۔ جس کے متعلق آسمانوں سے ہے۔ وہ آسمانوں سے آئے گا۔ جس کے متعلق پیدا ہونے کا ہے۔ وہ پیدا ہوگا میں یہی کہتا ہوں کہ آپ سمجھنے کے لئے میری ایک درخواست یاد رکھیں۔ قرآن مجید کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس کا صحیح ترجمہ کرتے چلے جائیں۔ آیات منکشف ہوتی جاتی ہیں۔ ایک آیت کا ترجمہ غلط کرلو تو قرآن مجید آگے اڑنگا لگا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ چلنے ہی نہیں دیتا۔ جب ایک غلط معنی کریں گے تو قرآن مجید کا ترجمہ ایسی رکاوٹ ڈالے گا کہ آپ کو چلنے ہی نہیں دے گا۔ سوائے اس کے کہ پھر جو آدمی تحریف کا قائل ہو جائے۔ جو چاہے، جب چاہے جو بکواس کر دے۔ پھر وہ قرآن فہمی نہیں ہوگی۔ قرآن مجید کی ایک آیت کا صحیح ترجمہ کرلو تو پھول پھول، کلیاں کلیاں کھلتی جائیں گی۔ گلدستہ بنتا چلا جائے گا اور آپ اس کی خوشبو سے دل و دماغ کو اور ایمان کو معطر کرتے چلے جائیں گے۔ یہ قرآن مجید کی خوبی ہے۔ مرضی سے کبھی سمجھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ اگر فقط لغت کو لے کر بیٹھ جائیں اور اس کا ترجمہ کرنے لگ جائیں تو کبھی ہماری کشتی کنارے صحیح سالم نہیں اترے گی۔ ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

فاروق: آیتوں کے جو معنی اور مفہوم دیتے ہیں، وہ ساتھ تفسیروں کا ذکر کرتے ہیں اور ساتھ علماء کے جو اقوال ہیں، پرانے علماء کے نقل کرتے ہیں۔

مولانا: میں ان کے علماء کے ساتھ، وہ میرے ساتھ ہیں۔ یہی میرا آپ سے رونا ہے۔

فاروق: اور مولانا قاسم نانوتویؒ نے جو یہاں کہا۔

مولانا: بھائی میاں! حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے نہیں ملا علی قاریؒ کو لے لیں۔ فلاں کو لے لیں۔ ان کی بات نہیں کر رہا۔ میں آپ سے استدعاء کرتا ہوں کہ آپ ان کی بات کیوں کرتے ہیں کہ یہ علماء کے نام لیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی بات کرتا ہوں کہ محمد عربی ﷺ کا نام لیتا ہے۔ حضور ﷺ کی حدیث نقل کرتا ہے۔ اس حدیث شریف میں آسمان کا لفظ تھا۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حمامتہ البشریٰ ص۱۴۶، ۱۴۸، خزائن ج۷ ص۳۱۲، ۳۱۴) پر حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کی۔ جب (کنزالعمال ج۱۴ ص۶۱۹، حدیث نمبر ۳۹۷۲۶) پر اس کو دیکھا جائے تو مرزا قادیانی کی بددیانتی سامنے آتی ہے کہ لفظ ’’من السماء‘‘ کو کھا گیا۔ جن کا سربراہ اتنا بڑا غدار اور اتنا بڑا خائن تھا ان چھوٹے قادیانیوں کی بات کو میں کس طرح مان لوں؟

اصل کتاب بھی آپ کے سامنے نہیں۔ مفہوم اور اس کا قول بھی آپ کے سامنے نہیں۔ فلاں نے یہ کہا، فلاں نے یہ کہا۔ ایک ٹکڑا نقل کرتے گئے۔ آپ کے سامنے رکھتے گئے۔ آپ نے کہا اگر اتنے قائل تھے تو میں بھی قائل ہوں۔ آپ کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ جائیں میں آپ سے استدعاء کرتا ہوں۔ ملا علی قاریؒ کو لیتے ہیں۔ مولانا قاسم نانوتویؒ کو لیتے ہیں۔ اگر ملا علی قاریؒ ختم نبوت کا قائل نہیں میں بھی آج چھوڑ دوں گا۔ لایئے ملا علی قاریؒ کی کسی عبارت پر ٹک لگایئے، کسی پر تو نشان لگایئے کہ یہ ہے۔ میں کہتا ہوں ملا علی قاریؒ کو مان لیتے ہیں۔ ان کے پاس چلتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں؟ وہ کہہ دیں کہ زندہ ہیں تو مان لیں۔ وہ کہہ دیں کہ فوت ہو گئے تو چھوڑ دیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کافر ہے۔ مولانا نانوتویؒ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کرنے والا کافر ہے۔ یہ حوالے میں دکھاتا ہوں۔ قادیانی نامکمل، ادھوری، اگر، مگر، چونکہ محال فرض محال کی بات کرتے ہیں۔ اس سے دھوکہ دیتے ہیں۔ میں فیصلہ کی بات دیکھتا ہوں کہ مسیح زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی کافر ہے۔ اس فیصلہ پر ملا علی قاریؒ، مولانا نانوتویؒ کے دستخط دکھاتا ہوں۔ قادیانیوں کی طرح فرض محال کی بحث نہیں۔ فیصلہ کی بات سمجھئے۔ اس کو سمجھ لیں۔ مدار بنالیں۔ تب بھی آپ پر حق واضح ہو جائے گا۔

فاروق: چہ جائیکہ وہ امتی نبی کی حیثیت سے۔ وہ جب آئیں گے تو امتی نبی ہوں گے۔ یہ آیت نہیں ہے۔

مولانا: بھائی! یہی میں سمجھا تا ہوں۔ آپ دماغ سے کام نہیں لے رہے۔ دماغ کو استعمال کریں۔ میں کہتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں، سارے نبی کل قیامت کے دن موجود ہوں گے۔ پھر بھی حضور ﷺ خاتم ہیں۔ پہلے کے کسی نبی کی آمد سے رحمت دو عالم ﷺ کی خاتمیت پر فرق نہیں آتا۔ آپ میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ مجھے اجازت دیں میں آپ کو سمجھا دوں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبوت کا دعوی کرے ایران کا یا قادیان کا تو یہ آنحضرت ﷺ کی خاتمیت کے خلاف ہے۔

فاروق: بالکل صحیح۔

مولانا: اسی ملا علی قاریؒ کو لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ''**دعویٰ النبوۃ بعد نبیّنا** (ﷺ) **کفر بالاجماع**'' حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ اجماعی طور پر

کافر ہے۔ یہ ملا علی قاریؒ کہتے ہیں۔ اسی لئے وہ کہہ رہے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری حضور ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہوگی۔ وہ پہلے کے نبی ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو محمد عربی ﷺ کی شریعت کو فالو کریں گے۔ حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے تو کہتے ہیں ''دعویٰ النبوة بعد نبینا (ﷺ) کفر بالاجماع'' انہیں حضرت ملا علی قاریؒ سے پوچھا گیا۔ ان کی کتاب شرح فقہ اکبر ہے۔ اس کے اندر کہتے ہیں ''انہ نازل من السماء فھو حق کائن'' عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے اتریں گے۔ یہ پکی بات ہے۔ ہو کر رہے گی۔ وہ حیات مسیح کے بھی قائل ہیں۔ یہی ملا علی قاریؒ جن کو قادیانی اپنا گواہ بنا کے پھر رہے ہیں۔

فاروق: آسمان کا ذکر ہے؟

مولانا: ''جزاکم اللہ'' اگر مل جائے تو؟

فاروق: آسمان کا لفظ......!

مولانا: میں کہتا ہوں آسمان اتنا بڑا آسمان کہ ساتوں آسمان آپ کو ساتھ نظر آجائیں اور ایک کتاب نہیں پانچ سات امہات الکتب میں۔ بیہقیؒ کی کتاب الاسماء والصفات کے اندر موجود ہے۔ کنز العمال کے اندر موجود ہے اور میں ایک دو کتابوں کا نہیں کہہ رہا۔ حضرت امام بخاریؒ کی تاریخ البخاری کے اندر موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے روضہ اقدس میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ دفن ہوں گے اور حضرت ابن عباسؓ جن کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''ان اخی عیسیٰ ابن مریم ینزل من السماء'' حضرت ابن عباسؓ نقل کرنے والے ہیں اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا بھائی عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) آسمانوں سے نازل ہوگا۔ اتنا بڑا آسمان کا لفظ کہ ساری دنیا کی زمین اس کے نیچے آجائے۔ اتنا بڑا آسمان کا لفظ موجود ہے۔

فاروق: تو پھر وہ کہتے ہیں کہ آسمان سے عیسیٰ نازل ہوگا اور سب نے دیکھ لیا پھر تو ایمان لانے میں شک ہی کوئی نہ ہوگا۔ ایمان بالغیب کا تو فائدہ ہی کوئی نہ ہوا۔ پھر تو ظاہر ہے کہ لوگ مان لیں گے۔ سب کو مان لیں گے۔

مولانا: بھائی! اس وقت یہی تو ہے کہ وہ جس وقت آئیں گے ان کے آنے کے بعد تمام

دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ اس کے بعد فوت ہوں گے۔ ان کے بعد وہ ساری قیامت کی نشانیاں پوری ہو رہی ہیں۔ توبہ کے دروازے بھی بند ہوں گے۔ وہ تو پیریڈ ہی قیامت کا شروع ہوگا۔

فاروق: پھر ان کے آنے کا فائدہ کوئی نہیں۔

مولانا: خوب بھائی! بالکل اسی طرح ہے کہ ان کے آنے کا فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔ وہ نہیں آئیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو مان لو۔ اس کے آنے کا بڑا فائدہ ہے؟

فاروق: میں عرض کرتا ہوں کہ وہ آئیں گے تو مخلوق کی ہدایت کے لئے آئیں گے۔

مولانا: محض مخلوق کی ہدایت کے لئے نہیں آئیں گے۔ قرآن اور سنت مخلوق کی ہدایت کے لئے کافی ہے۔ وہ آئیں گے رحمت دوعالم ﷺ کی امت کو ساتھ لے کر دجال کے قتل کے لئے۔

فاروق: تو دجال!

مولانا: دجال جو ہے اتنا بڑا فتنہ ہوگا اس کو قتل کرنے کے لئے آئیں گے۔ جس کی پشت پر ستر ہزار یہودی ساتھ ہوں گے۔

فاروق: دجال کے ساتھ؟

مولانا: ہاں، ہاں۔

فاروق: دجال کیا چیز ہے؟

مولانا: آپ بتائیں کیا چیز ہے؟

فاروق: میں نے تو جو پڑھا ہے، سنا ہے۔

مولانا: مرزا غلام احمد قادیانی کیا کہتا ہے؟ کیا چیز ہے؟

فاروق: وہ کہتا ہے کہ دجال کے معنی ہیں فریبی، جھوٹا، کذاب، ڈھانپ لینے والا، سیر و سیاحت کرنے والا، اندھا، کذاب، ایک آنکھ اس کی اندھی ہوگی۔ اس سے وہ مراد لیتا ہے کہ اسلام کی جو آنکھ ہوگی وہ اندھی ہوگی؟

مولانا: اسلام کی آنکھ اندھی ہوگی۔

فاروق: اندھی ہوگی۔ اسلام کو پڑھتا نہیں ہوگا۔ دیکھتا نہیں ہوگا اور دنیا کی آنکھ اس کی بہت تیز ہوگی۔ دنیا میں اتنی ترقی کرے گا کہ بہت بے شمار ترقی کر جائے گا اور اسلام کی طرف

سے بے بہرہ ہوگا۔

مولانا: تو اس کو قتل کرنے کا معنی پھر یہ ہوگا کہ اس کی اندھی آنکھ کو ٹھیک کر دیا جائے گا۔ مسیح آ کر اس کو ٹھیک کر دے گا۔ یعنی قتل کر دے گا۔ قتل کا معنی ٹھیک کر دے گا۔ معنی یہ ہے کہ اس کی آنکھ کو وہ تیز کرے گا کہ اسے مسلمان کرے گا۔

فاروق: اس کے عقائد سے لوگوں کو آگاہ کر دے گا۔ اس سے مراد ہے اس کے باطل عقائد لوگوں کو معلوم ہو جائیں گے۔

مولانا: اس کے باطل عقائد اگر محمد عربی ﷺ آگاہ کیئے بغیر اس دنیا سے چلے گئے پھر تو دین پورا ہی نہ ہوا۔

فاروق: آپ اس کی تفصیل بتائیں۔

مولانا: میں وضاحت سے پہلے یہی کہتا ہوں کہ جرح سے فارغ ہوں تو پھر صفائی دوں گا۔

فاروق: دوسرا حدیث میں ہے۔ ''یقتل الخنزیر'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے۔

مولانا: پہلے دجال سے فارغ ہو لینے دیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نہ جائیں۔ پہلے دجال سے فارغ ہو لیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس دجل سے تو نکلیں۔

فاروق: ہاں جی! عام آدمی جو کہتے ہیں کہ دجال گدھے پہ سوار ہوگا اور وہ بہت بڑا گدھا ہوگا۔

مولانا: گدھے پہ، سوار ہوگا۔ اس کو بعد میں لیں گے۔ پہلے اس لفظ کو لیں کہ بھائی آپ یہ بتائیں کہ یہ دجال کیا چیز ہے؟

فاروق: دجال ایک گروہ ہے۔ جن کا عقیدہ اسلام کے مخالف ہے۔

مولانا: عیسائی دجال ہیں؟ ایک گروہ ہے؟

فاروق: ہاں۔

مولانا: ٹھیک ہے۔ مرزا قادیانی انہی عیسائیوں کو کہتا تھا کہ میں آپ کی رعایا ہوں۔ ملکہ وکٹوریہ کو کہتا تھا کہ تو زمین کا نور ہے۔ میں آسمان کا نور ہوں۔ دجال نور ہوگا؟

فاروق: پھر کیوں کہا؟

مولانا: چلیں، چلیں۔ شاباش! آپ میری انگلی پکڑیں گے۔ جہاں اب میں سوال کروں گا۔ چلیں!

فاروق: وہ کہتے ہیں ملکہ وکٹوریہ جھوٹی تھی۔ وہ انگریزنی تھی جو حکمران تھی۔ وہ مسلمانوں

کے ساتھ زیادتی کرتے، سکھ آزادی نہیں دیتے تھے اور بہت زیادتی کرتے تھے۔ ظلم کرتے تھے۔ ٹھیک ہے نا اور اسی کے ساتھ ملکہ جو تھی اس نے مسلمانوں کے لئے اذان کھلوادی۔ اذان سرعام دینے لگ گئے۔ نمازیں پڑھنا شروع کردیں اور انہوں نے سکھوں کو منع کیا ملکہ وکٹوریہ نے۔

مولانا: یہ بات واقعات کے خلاف ہے۔ واقعات یہ ہیں کہ یہاں ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی حکومت تھی۔ دو چار علاقوں میں سکھوں کی مسلمانوں سے ضرور لڑائی ہوئی تھی۔ دہلی وغیرہ سارے علاقہ میں مسلمانوں کی حکومت تھی۔ اذانیں ہوتی تھیں۔ انگریز آیا۔ پھر بھی اذانیں ہوتی رہیں۔ اس نے کون سی کھلوائی تھی۔ آپ تاریخ پر بھی نظر رکھیں۔ یہ تو ہندوستان کی تاریخ ہے۔ آپ کشمیر کو لے کر بیٹھ گئے۔ میں آپ سے استدعاء کرتا ہوں کہ دجال کے بارے میں چلتے ہیں۔ رحمت دو عالم ﷺ کی خدمت میں ان سے پوچھتے ہیں۔

فاروق: جی ہاں!

مولانا: یہ روایت بخاری شریف سے لے کر مسلم شریف تک اور مشکوٰۃ شریف سے لے کر بخاری شریف تک موجود ہے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک ابن صیاد تھا۔ اس کے متعلق مشہور ہو گیا کہ وہ دجال ہے۔ حضور ﷺ اس کی تفتیش کے لئے گئے۔ اس کی والدہ اسے آواز دے دیتی تھی۔ حضور ﷺ ابوالقاسم تشریف لائے۔ وہ گول مٹول سا ایک بچہ ہے۔ اس کے اوپر چادر ڈالی ہوئی ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ نے کوئی بات پوچھی۔ اس نے آگے سے غوں غوں کر دی۔ درخ کا لفظ کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا ہے۔ ابھی آپ ﷺ کی ذات اقدس پر پوری تفصیلات جو آگے احادیث میں آتی ہیں۔ یہ اس پیریڈ کی بات نہیں اس سے پہلے کی بات ہے۔ ابن صیاد پر معاملہ خلط کر دیا ہے۔ مدینہ کے اندر نہیں آئے گا۔ یہ نہیں ہوگا۔ یہ تفصیلات آپ ﷺ کو بعد میں بتائی گئیں اور یہ مکہ میں نہیں بتائیں، مدینہ طیبہ میں آخری عمر میں آپ ﷺ نے بتائی تھیں۔ اس وقت ان تفصیلات کا اعلان نہیں تھا۔ اتنا معلوم تھا دجال ہوگا۔ لیکن کون؟ کہاں؟ اتنا مشہور ہو گیا کہ ایک عجیب وغریب ہے۔ کسی نے کہا دجال ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ دیکھنے کے لئے چلے گئے۔ عام روٹین کی بات ہے۔ وہاں گئے تو فرمایا کہ اس کے اوپر معاملہ خلط ہو گیا۔ جب پوچھا تو اس نے کوئی ایسی الٹی پلٹی بات کہہ دی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کے اوپر معاملہ خلط کر دیا گیا ہے۔ چھوڑیں اس کو،

اسی موقع پر حضرت سیدنا رحمت عالم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے تلوار نکال لی اور درخواست کی کہ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ ایک یہ چیز موجود ہے۔ جس کے متعلق یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص دجال ہے۔ پروپیگنڈہ ہوا۔ اس کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ تلوار لئے کھڑے ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا عمرؓ اگر یہ وہ ہے تم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔ ''لست صاحبه'' تم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔ اس کو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام قتل کرے گا۔ اگر یہ وہ نہیں، تو اپنے ہاتھ خون ناحق سے تم کیوں رنگین کرتے ہو؟ اس حدیث شریف نے یہ بتا دیا کہ اس کو قتل آلے کے ساتھ کیا جائے گا۔ قلم کی لڑائی اس کے ساتھ نہیں ہوگی۔ اس حدیث شریف نے بتا دیا کہ دجال وہ شخص معین کا نام ہے۔ کسی گروہ کا نام نہیں۔ حضور ﷺ کی موجودگی کے اندر ایک کیس پیش ہوا ہے۔ دنیا میں وہ بڑا ظالم ہے جو رحمت دو عالم ﷺ کے فیصلے کو نہ مانے۔ کیس حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔ علی رؤس الاشہاد پیش ہوا ہے۔ صحابہؓ اس کی گواہی دینے والے ہیں اور کتاب بھی ایسی کہ مشکوٰۃ سے لے کر بخاری شریف تک وہ روایت موجود ہے۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا یہ بتاتا ہے کہ یہ شخص معین کا نام ہے۔ اس کے بعد آگے چل کر اس کی اتنی نشانیاں اور علامتیں بتا دیں کہ وہ شام اور عراق کے درمیانی راستہ سے خروج کرے گا۔ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اس کی دونوں آنکھوں میں نقص ہوگا۔ ''ممسوح العین'' ایک آنکھ بے نور ہوگی اور انگور کے دانے کی طرح باہر کو ابھری ہوئی ہوگی۔ ایک اسلام والی نہیں ہوگی، ایک فلاں والی نہیں ہوگی۔ پھر تو دنیا میں جس شخص کو جتنے کافر ہیں سارے پھر دجال ہو گئے اور اگر یہ دجال تھے تو یہ دجال تو حضور ﷺ کے زمانے میں بھی موجود تھے۔ حضور ﷺ نے کیوں فرمایا کہ وہ آئے گا۔ اگر عیسائی دجال تھے تو حضور ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے۔

فاروق میاں! جاگ رہے ہو؟ اس سے مراد نصرانیوں کا گروہ ہے تو نجران کے اندر تو عیسائی حضور ﷺ کی موجودگی میں موجود تھے۔ پھر یہ کیوں حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اگر دجال میرے زمانے میں آیا تو میں اس سے نپٹ لوں گا اور اگر میرے زمانے میں نہ آئے تو تم یہ پڑھا کرو۔ پھر رحمت دو عالم ﷺ نے کیوں ان کو فرمایا تھا۔ عیسائی اگر ہوتے یہ تو حضور ﷺ کے زمانے میں موجود تھے۔ میں نے یہی درخواست کی ہے کہ آپ

اسے سمجھنے کی کوشش کریں گے تو قرآن وحدیث کھلتا چلا جائے گا۔قرآن مجید تو ہے سدا بہار پھول۔ یہ تو ایک ایسا باغ ہے کہ آدمی جائے تو اس میں معطر ہو جائے۔ الاّ! یہ کہ وہ شخص جو مزکوم ہو جائے۔ پھوں پھوں کرتا ہو۔سارے جہاں کی گندگی سر پہ اٹھائے پھر رہا ہو اور کہے پھولوں سے خوشبو نہیں آتی۔سر میں تو تیرے رکھی ہے گندگی۔ناک تیرا بند ہے۔ پھلاں وچوں خوشبو کتھوں آئے۔ سمجھیں! یہ سب دجل ہے۔مکر ہے۔ دجال قادیان...... مرزا غلام احمد قادیانی کا۔اسی سیدنا مسیح علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کبھی کہتا ہے اس کی قبر شام کے اندر ہے۔کبھی کہتا ہے یروشلم میں ہے۔کبھی کہتا ہے کشمیر کے اندر ہے۔کبھی کہتا ہے فلاں گرجا ہے۔اس گرجا کے ساتھ والدہ کی قبر کے ساتھ بنی ہوئی ہے۔''**یتخبطه الشیطان من المس**''ساری کائنات یہ کہے کوئی نبی آ سکتا ہے۔حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد کوئی نبی بن سکتا ہے۔ساری کائنات غلط کہتی ہے۔ یہ سب قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ باقی یہ بات کہ مولانا قاسم نانوتویؒ نے کہی یا نہیں کہی۔ آپ ایک عبارت پیش کریں گے میں دس پیش کروں گا۔ نہ آپ کی بات کا اعتبار نہ میری بات کا اعتبار۔خود مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پوچھ لیتے ہیں۔انہوں نے یہ کتاب لکھی۔ ان کی زندگی میں اس پر ایک اعتراض ہوا۔مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اس کا جواب دیا۔ وہ جواب چھپا ہوا موجود ہے۔ وہ ان کی زندگی کے اندر ہوا ہے۔انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے میں اسے کافر سمجھتا ہوں۔اس عبارت سے میرا یہ معنی ہی نہیں یہی عبارت جب خواجہ قمرالدین سیالویؒ کے سامنے پیش ہوئی تو خواجہ سیالویؒ نے کہا کہ مولانا قاسم نانوتویؒ کی جوتیوں کے اندر جو علم ہے یہ اعتراض کرنے والے کی کھوپڑی ان کی جوتیوں تک بھی نہیں پہنچی۔مولانا قاسم نانوتویؒ نہیں ساری کائنات اگر کہے قرآن وسنت کے خلاف ہے۔نہیں مانتے۔ بھائی! میرے عزیز! نبوت تماشا نہیں۔

مجاہد شاہ: ہمارے یہاں بھی ایک مولوی صاحب نے کہا تھا کہ نبوت کا دروازہ تو قاسم نانوتویؒ نے کھولا ہے۔

مولانا: بھائی! یہی مولانا صاحب کا جواب ہی تو آ گیا۔ہاں بھائی! چلیں۔

فاروق: کیا مسیح اور عیسیٰ ایک ہی وجود ہیں یا دو الگ الگ۔

مولانا: حضور ﷺ سے پوچھ لیتے ہیں۔ وہ فرمادیں ایک ہے۔آپ بھی مان لیں۔ وہ

فرمادیں دو ہیں ٹھیک ہے۔آپ فرمادیں انہوں نے کیا فرمایا تھا ایک ہے کہ دو ہیں؟

فاروق: یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔’’لا مھدی الا عیسیٰ‘‘اس حدیث شریف کو لے لیں۔

مولانا: ایک ہی حدیث پیش کی نا آپ نے۔ میں اس کے مقابلہ میں چالیس حدیثیں پیش کروں گا۔ایک کا اعتبار یا چالیس کا؟

فاروق: چالیس کا۔

مولانا: وہی حدیث جس کو پیش کرتے ہیں پہلے اس کو لے لیتے ہیں۔کون سی کتاب میں جس کتاب کے اندر وہ روایت ہے۔اگر اسی کتاب میں آگے لکھا ہوا ہو کہ اس کے اندر فلاں فلاں راوی ہیں۔’’فھما کذابان لا یحتج بھما‘‘اس کے اندر فلاں راوی ہیں۔وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ان کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں۔ایسی جھوٹی روایتوں کے اوپر ایمان چلا کرتا ہے؟ چالیس صحیح روایتوں کو چھوڑ کر اس روایت پر ایمان کی بنیاد رکھی جارہی ہے جو سرے سے ضعیف ہے۔ چالیس روایتیں مجھ سے پوچھیں وہ کیا ہیں۔حضور ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق۔ بخاری شریف کو لینا ہو۔فرمایا’’ینزل عیسیٰ ابن مریم فیکم وامامکم منکم‘‘عیسیٰ بیٹا مریم علیہا السلام کا تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ یہ روایتیں بتارہی ہیں۔ ایک ہم میں آرہا ہے۔ایک ہم میں سے ہوگا۔آدمی دو ہیں ایک نہیں۔ جو وہاں سے آئے گا اس کا نام عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام بتایا۔جو ہم میں سے ہوگا اس کا نام محمد بتایا۔نام بھی دو۔ایک کا نام اللہ وسایا، ایک کا نام فاروق۔ نام دو ہیں۔ایک آدمی کہتا ہے یہ دو ایک تھے۔ یہ فراڈ ہوگا۔ چوہدری صاحب! یہ مرزا قادیانی کھڑے ہوگئے۔ کہتے ہیں یہ دو ایک ہیں اور وہ ایک میں ہوں۔ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ حضور ﷺ فرماتے ہیں ابوداؤد کے اندر روایت ہے۔ ’’قال قال رسول اللہ ﷺ یواطئ اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی او کما قال‘‘ کہ حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان آئیں گے ان کا نام میرے نام پر ہوگا۔ان کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا۔’’من ولد فاطمہ‘‘وہ سیدہ فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس روایت کو لیا ہے۔مرزا قادیانی براہین احمدیہ کے اندر کہتا ہے کہ:’’میرا یہ دعویٰ نہیں ۃے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمۃ ومن عترتی وغیرہ ہے۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۵،خزائن ج ۲۱ص ۳۵۶)

اگر تو حدیثوں والا مہدی نہیں تو پھر ہمیں حدیثوں والا مہدی چاہئے تو پھر انگریز کا

مہدی ہوسکتا ہے۔ حدیثوں والا نہیں اور یہ مرزا غلام احمد قادیانی خود مان رہا ہے کہ میں حدیثوں والا نہیں ہوں۔ انگریز کے کارندے اگر تو حدیثوں والا نہیں تو پھر تجھے مانیں کیسے؟ ہم تو حدیثوں والے کو مانیں گے۔ پھر مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتا ہے کہ: ''ممکن ہے ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے ظاہری الفاظ فٹ آجائیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

''ممکن ہے کہ وہ دمشق کے اندر بھی نازل ہو۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۹۵، خزائن ج ۳ ص ۲۵۱)

جس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ میں وہ مسیح ہوں جس پر حدیثیں فٹ نہیں آرہیں۔ فٹ نہیں آرہیں تو تمہاری ڈگری بھی غلط، تمہاری سندیں بھی جعلی، تم تشریف لے جاؤ۔ تم پھر دجال کے نمائندے ہو، ہمارے نمائندے نہیں۔ آپ کا دماغ بغض وعناد سے خالی ہو تو ان کی کتابوں سے ایسی شاہراہیں کھلیں گی کہ موٹروے سے بھی زیادہ وہاں تو بریک بھی نہیں لگانی پڑے گی۔

فاروق: حضرت امام باقرؒ کی روایت ہے سورج اور چاند کے گرہن کی۔

مولانا: ہاں۔

فاروق: امام مہدی علیہ الرضوان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

مولانا: کیا۔

فاروق: جب وہ نازل ہوگا تو اس کی نشانی یہ ہوگی۔

مولانا: نازل ہوگا یا پیدا ہوگا؟

فاروق: پیدا ہوگا۔

مولانا: اچھا چلو۔

فاروق: اس کے لئے خدا نے یہ مقرر کیا ہے کہ جب سے کائنات پیدا کی گئی ہے، تب سے لے کر اس کے زمانے تک وہ نشانی کسی کے لئے ظاہر نہیں کی گئی۔

مولانا: ہاں!

فاروق: اور اس کے بعد بھی ظاہر نہیں کی جائے گی۔ وہ صرف اور صرف میرے امام مہدی کے لئے ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے۔

مولانا: ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ امام باقرؒ۔

فاروق: وہی نا کہ امام باقرؒ روایت کررہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

مولانا: روایت کے اندر اگر یہ لفظ ہو کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ حضرت امام باقرؒ یہ کہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، تو حضرت امام باقرؒ سے بڑھ کر اور کوئی سچا راوی نہیں ہوسکتا۔ پھر ہم آپ کو مان لیں گے۔ اگر اس میں آنحضرت ﷺ کا لفظ نہ ہو تو پھر آپ یہ نہ کہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں اس میں تو یہ لفظ ہی نہیں ہے۔

فاروق: روایت یہ کرتے ہیں کہ امام باقر سے روایت ہے۔

مولانا: چلئے......! یہی تو میں عرض کرتا ہوں میرے عزیز! آپ نے روایتوں کو پڑھا نہیں ان کو لے لیا۔ یہ دار قطنی کی روایت ہے اور الحمدللہ! دار قطنی کے تین نسخے میرے پاس ہیں۔ بیروت کا چھپا ہوا بھی ہے۔ پاکستان کا چھپا ہوا بھی ہے اور جس کے حواشی لکھے گئے ہیں، وہ بھی موجود ہے۔ یہ حضرت امام باقرؒ کا قول ہے اور اس کے اندر فلاں راوی ہے وہ جھوٹ بولتا تھا۔ پھر روایت میں ’’اوّل لیلة من رمضان‘‘ ہے روایت صحیح بھی ہوتی۔ امام باقرؒ کا قول بھی ہوتا تو پھر قول یہ ہے کہ رمضان المبارک کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا اور آگے الفاظ موجود ہیں۔ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے۔ کبھی رمضان المبارک کی پہلی رات کو گرہن نہیں لگا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک نہیں لگا۔ پہلی رات کو چاند گرہن کبھی نہیں لگا۔ لگتا ہی نہیں ہے۔ مہدی کے زمانے میں اگر روایت صحیح ہو تو لگے گا۔

فاروق: وہاں جو پہلی رات کا چاند ہوتا ہے اس کو ہلال کہا جاتا ہے۔ ہلال کہتے ہیں نا جی اس کو۔

مولانا: اب قرآن کے دروازے پر چلتے ہیں۔ دیکھئے! ’’والقمر قدرناہ منازل‘‘ چاند کے لئے ہم نے منازل مقرر کئے ہیں۔ پہلی رات کو چاند کہتے ہیں۔ ہلال بھی کہتے ہیں۔ لیکن چاند کا لفظ پہلی رات پر بھی بولا جاتا ہے۔ دوسری پر، چوتھی پر۔ اوّل سے تیس تک چاند بولا جاتا ہے۔ قرآن کہہ رہا ہے’’والقمر قدرناہ منازل‘‘ ہم نے چاند کی منازل مقرر کی ہیں۔ پہلی رات کا دوسری کا تیسری کا۔ قرآن مجید کہہ رہا ہے کہ پہلی رات کے چاند کو بھی چاند ہی کہا جاتا ہے۔ (قمر کہا جاتا ہے) یہ قرآن مجید کہہ رہا ہے۔

فاروق: ٹھیک ہے۔ ’’جزاکم اللہ‘‘ آپ اچھی طرح سمجھا رہے ہیں مجھے۔

مولانا: سمجھانہیں رہا۔دل چیر کے آپ کے قدموں پر نچھاور کر رہا ہوں۔ میں نے یہی کہا کہ دجل نہ کریں۔ روایت صحیح ہو۔ پچھلے رمضان کے اندر بھی گرہن لگا ہے۔ تیرہ تاریخ کو لگا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک ساٹھ دفعہ لگ چکا ہے۔ اس دفعہ بھی لگا ہے۔ اس کے شیڈول اس کے نقشے دنیا کے اندر موجود ہیں۔ تیرہ رمضان المبارک کو اور اٹھائیس رمضان المبارک کو روایت کے الفاظ پڑھیں۔اس کے الفاظ کے مطابق ہے تو میں مان لیتا ہوں۔ چلیں! امام باقرؒ نہ ہو، یا جھوٹا راوی سہی۔ میں جھوٹے راوی کو بھی چھوڑتا ہوں۔ حضور ﷺ کا فرمان نہیں۔ چلو میں اس قید کو بھی اڑاتا ہوں۔ امام باقرؒ کے قول کو سچا مان کے کہتا ہوں۔ اس کے مطابق چاند گرہن ہوگیا ہے؟ میں ماننے کے لئے تیار ہوں۔ روایت کے الفاظ کو پڑھیں۔

فاروق: روایت بالکل ہے۔آپ کہتے ہیں۔نہیں،امام مہدی کے متعلق۔

مولانا: بھائی! میں کہتا ہوں روایت ہے۔لیکن جھوٹی ہے۔ سچی نہیں۔ حضور ﷺ کی حدیث نہیں۔ امام باقرؒ کا قول اور وہ بھی ان کی طرف جھوٹ منسوب کیا ہے۔ان کی طرف منسوب ہو بھی تو قول کے صحیح الفاظ کے مطابق گرہن نہیں ہوا۔ روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں۔''اوّل لیلة من رمضان '' کہ رمضان شریف کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا۔ میں آپ سے استدعاء کرتا ہوں کہ جائیں تشریف لے جائیں۔ دنیا جہان میں آج تک جتنی قادیانی روایتیں پیش کرتے ہیں یا ان کے معانی کے اندر تحریف کرتے ہیں یا سرے سے وہ روایتیں ہی غلط ہیں۔ ایک صحیح اور صریح روایت قادیانیوں کے پاس نہیں۔ میں نے اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے۔ رہتی دنیا تک سارے قادیانی ماں کے لال اکٹھے ہو جائیں۔ میرے اس دعوے کو نہیں توڑ سکتے۔کوئی ایک صحیح صریح روایت ان کے پاس اپنے عقیدے کے اثبات کے لئے نہیں۔ جتنی روایات پیش کرتے ہیں یا سرے سے جھوٹی ہیں یا سرے سے ان کے اندر دجل کرتے ہیں۔ کوئی صحیح صریح روایت قادیانیوں کے پاس خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں نہیں ہے۔ اللہ معاف فرمائے۔ اللہ معاف فرمائے۔ میں پھر اس دعوے کو دہراتا ہوں۔ آپ کے ایمان کی زیادتی کے لئے کہتا ہوں۔ میرا قادیانیت کی تردید کرنا کوئی میرا معاشی مسئلہ اس کے ساتھ وابستہ نہیں۔ میرا کوئی یہ پیشہ نہیں۔ پروفیشنل ملاں نہیں ہوں کہ میں قادیانیت کی تردید کرتا ہوں۔ تب مجھے رزق ملتا ہے۔ اللہ نے میرے رزق کے لئے اور دروازے کھولے

ہیں۔ میری اپنی زمین ہے۔ اللہ کا فضل ہے۔ کھانا پینا میرا زمین کی آبادی سے آجاتا ہے۔ میں جو قادیانیت کی تردید کرتا ہوں، دین و ایمان سمجھ کر کرتا ہوں۔ میں قادیانی مربی کی طرح چندے کی دھندے کی خاطر تردید نہیں کرتا۔ میری درخواست سمجھ رہے ہیں؟ میرا یہ کام آخرت کی نجات کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے لئے ہے۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایک سچی روایت، صحیح صریح روایت قادیانیوں کے مؤقف کی سچائی کے لئے ان کے پاس ہو۔ مجھے اللہ قیامت کے دن معاف نہ کرے۔ میری نجات نہ ہو اتنا بڑا آپ کے سامنے چیلنج کر رہا ہوں۔ ایک صحیح صریح روایت ان کے پاس نہیں۔ یا سرے سے روایت جھوٹی ہوگی یا اس کے اندر دجل کریں گے۔ دو چیزوں سے ان کی روایت خالی نہیں ہوگی۔ یہی امام باقرؒ کی روایت یہ حضور ﷺ کا فرمان نہیں بلکہ امام باقرؒ کا اپنا قول ہے۔ اس کے اندر جھوٹے راوی موجود ہیں۔ ان کا اعتبار نہیں اور یہ روایت چالیس روایتوں کے متضاد ہے۔ ایک قول وہ بھی کسی امام کا، نبی علیہ السلام کے معاملہ میں جھوٹا آدمی اس امام کی طرف قول کو منسوب کرے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں دنیا میں کہیں انصاف نام کی اگر کوئی چیز ہے؟ تو آپ ارشاد فرمائیں۔ حضور ﷺ کی چالیس صحیح روایتوں کو دیکھا جائے گا یا ایک امام کے قول کو جس کو جھوٹا راوی روایت کر رہا ہے اس کو دیکھا جائے گا؟

فاروق: اگر یہ واقعہ ہو جاتا ہے۔ اگر جھوٹا بھی ہے۔

مولانا: شاباش!

فاروق: اگر یہ واقعہ ہو جاتا ہے اور اس کی تصدیق کر دیتا ہے تو پھر سچا مانیں گے یا جھوٹا۔

مولانا: آپ فرما دیں واقعہ ہو گیا۔

فاروق: ہاں ان کے مطابق واقعہ ہو گیا اور تاریخ کے مطابق واقعہ ہو گیا۔

مولانا: شاباش! اب روایت کے الفاظ پڑھ لیں۔ پھر واقعہ کو دیکھتے ہیں۔

فاروق: اخباروں میں، وہ میرے پاس موجود ہیں۔

مولانا: بھائی! یہاں اخبار نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، نبوت پر ایمان تو لوگوں کے بدلتے رہے کہ پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے پھر محمد عربی ﷺ کو۔ نبوتوں پر ایمان بدلتا رہا۔ یہ قیامت کا اور توحید کا عقیدہ تو ایسا ہے یہ ایک دو عقیدے ایسے ہیں کہ کبھی یہ نہیں بدلے

اور دنیا کا کون سا آدمی ہے جو قیامت کے متعلق اتنی بات کہہ دے کہ اس دن میری نجات نہ ہو۔ یہ تو کوئی بھی نہیں کہہ سکتا۔ میں نے اتنا بڑا آپ کے ساتھ دعویٰ کیا ہے تو آخرکسی بنیاد پر کیا ہوگا۔ جائیں میری اس بنیاد کو توڑنے کی کوشش کریں۔ لیں ہتھوڑا پھر بھی نہیں ٹوٹے گی۔ انشاءاللہ! اس قول میں ''اوّل لیلۃ من رمضان'' کہ رمضان شریف کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا۔ مرزا قادیانی کے زمانہ میں پہلی رات کو چاند گرہن ہوا؟ مل کر پوری کائنات کے قادیانی اس کو ثابت کرسکتے۔ میں اب آپ سے استدعاء کرتا ہوں کہ یہ ساری چیزوں سے کسی کے رعب میں آنے کی وجہ سے نہیں۔ کسی کے دھمکانے سے نہیں، دلائل اور حقائق کی بنیاد پر کہہ دیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا تھا۔ ٹھیک ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کافر تھا، دجال تھا، تثلیث غلط ہے، فلاں غلط ہے، وہ کہہ کر عیسائی مسلمان ہوگا۔ پہلے جو اس کے کفریہ نظریات ہیں ان کو چھوڑے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے کی وجہ سے جو کفر ہے۔ وہ اس کو چھوڑ دیں۔ یہ آپ کے مسلمان بھائی ہیں۔ اب یہ راستہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کا واحد راستہ یہ ہے کہ ان کو تبلیغی جماعت کے ساتھ بھیج دیا جائے۔ جتنا عرصہ آسانی کے ساتھ گزارا کر سکتے ہیں کریں۔ اس کے بعد آپ دوست اس کی مدد کریں۔ پھر اس کو میں کتابیں نصاب کی متعین کر کے دوں گا۔ لائن میں متعین کر کے دوں گا۔ اس پر سٹڈی کریں۔ انشاءاللہ! جب ایمان آتا ہے وہ اپنے راستے خود بناتا ہے۔ جہاں دنیا کے اندر مخالفت ہو رہی ہو، وہاں قرآن مجید کی تعلیم شروع کر دیں۔ قرآن مجید اپنے راستے خود بناتا چلا جاتا ہے۔ یہ جس وقت تبلیغ سے واپس آئیں گے۔ سارے وسوسے ان کے دور ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے کہ ایمان کی حلاوت ان کے دل کے اندر اتر چکی ہوگی۔ یہ اب اس کی ہمت پر ہے۔ یہ جوان آدمی ہے۔ اس نے جتنا وقت قادیانیت پر لگایا ہے اب اتنا وقت اسلام کو سیکھنے پر بھی لگائے۔ اس راستے کو لیں۔ پھر کوئی اشکال رہ گئے ہیں۔ میں ایک دفعہ نہیں ساری دنیا جہاں کے پروگرام چھوڑ کر ان کے پاس آؤں گا۔ آج بھی میں نے اپنی کئی مصروفیتیں ترک کی ہیں۔ پھر یہاں کے لئے وقت نکالا ہے۔ حسن اتفاق تھا کہ اٹک آ رہا تھا۔ یہ تو وقار گل صاحب اور مجاہد شاہ صاحب کا حکم تھا کہ آپ نے ہر حال میں پہنچنا ہے۔ اگلا مہینہ میرا دن رات صبح شام مصروف ہے۔ میں آج بھی اتنی مصروفیات کو ترک کر کے آیا ہوں۔ لیکن ان کی خاطر جہاں پر جس وقت آواز دیں گے، ساری مصروفیات چھوڑ کے آؤں گا۔ ایک آدمی بھی اگر ہماری کوشش کی وجہ سے

ہدایت پر آ جائے تو ہماری نجات کے لئے کافی ہے۔ میں ان کے ایمان اور اسلام پر نہیں کہہ رہا، پہلے مجلس میں بیٹھے تھے ان کے دل و دماغ کی اور کیفیت تھی۔ اب بیٹھے ہیں تو ان کے دل و دماغ کی اور کیفیت ہے۔ یہ ایک مجلس کا نتیجہ ہے۔ اگر اپنا علاج کروانا چاہتے ہیں تو اپنی مرضی کے مطابق نہیں بلکہ حکیم کے نسخہ کو استعمال کریں۔ یہ کہہ دیں کہ میں فلاں جگہ رہنا چاہتا ہوں۔ میرا یہ انتظام کیا جائے۔ میرا یہ انتظام کیا جائے۔ آپ کی ڈیمانڈ اسلام نہیں مانے گا۔ اسلام والے مانیں گے۔ لیکن وہ بھی آپ سے درخواست کریں گے کہ ہمارے بھائی بنیں! ہمارے قانون میں داخل ہوں۔ پھر آپ کے راستے کو متعین کیا جائے گا۔ پہلے کیفیت اور تھی اب اور ہے۔ آئندہ کیا ہوگی۔ یہ آپ جائیں اور یہ جانیں۔ میں فارغ۔ راستہ صرف اور صرف یہی ہے۔

فاروق: مسائل جی! فقہی مسائل جو ہیں نماز کے بارے میں۔

مولانا: لو بھائی! اب ایک اور آفت کہ شافعی کچھ کہتے ہیں، حنفی کچھ کہتے ہیں۔ مالکی کچھ کہتے ہیں۔ دیوبندی کچھ کہتے ہیں، بریلوی کچھ کہتے ہیں اور اہل حدیث کچھ کہتے ہیں۔

فاروق: ہزاروں قسم کے ہیں پرابلم۔

مولانا: ہزاروں قسم کے نہیں۔

فاروق: لیکن میں ابھی کسی میں داخل نہیں ہونا چاہتا۔

مولانا: بالکل میں یہی کہتا ہوں کہ قادیانیوں میں بھی تو کئی قسمیں ہیں۔

فاروق: ہر جگہ کئی قسمیں ہیں۔

مولانا: وہاں پر تو جانے کے لئے آپ نے یہ شرط نہیں لگائی۔ اسلام میں آنے کے لئے شرط لگا رہے ہیں۔ چلو بھائی! پہلے میں آپ کے اس کانٹے کو نکالتا ہوں۔ آپ کی یہ شرط بھی دور ہو جائے گی۔

فاروق: میں کہتا ہوں کہ کتنے فرقے ہیں؟

مولانا: وہ میں فرقوں کی بات کر لیتا ہوں۔ بھائی! اگر نیت بات سمجھنے کی ہو تو ایک سیکنڈ لگتا ہے۔ میں آپ کے اسی نقطہ کو بھی حل کر دیتا ہوں۔ کوئی فرقے نہیں۔ کوئی کچھ بھی نہیں۔ سمجھے نا جی! ایک آدمی قتل ہوا۔ اس کی ایف. آئی. آر درج ہوئی۔ ایک اس کی طرف سے۔ اب دس وکیل کھڑے ہو گئے۔ واقعہ بھی ہوا ہے۔ قتل بھی موجود ہے۔ دس وکیل کھڑے ہوئے۔ ملزم کی

طرف سے وہ کہتے ہیں کہ ایف.آئی.آر بھی صحیح ہے۔ واقعہ بھی صحیح۔ لیکن اس نکتہ سے یہ نکتہ نکلتا ہے کہ اس کو رہا ہونا چاہئے۔ دس وکیل اس کے خلاف کھڑے ہوکر دلائل دے رہے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس آدمی کو پھانسی ملنا چاہئے۔ اب بیس وکیل کھڑے ہیں۔ ہر وکیل اپنی بات کر رہا ہے۔ کوئی ان کو نہیں کہتا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ کوئی ان کو یہ نہیں کہتا کہ تم غلط ہو۔ یہ صحیح ہے۔ یہ غلط ہے۔ کوئی اس کو نہیں کہتا۔ سارے یہ کہتے ہیں کہ یہ قانون کی تعبیر وتشریح کر رہے ہیں۔ یہ قانون کے شارح ہیں۔ جو جس کو فالو کرے گا نتیجہ پر پہنچ جائے گا۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ یہ جتنے ہمارے طبقات ہیں۔ یہ سارے ایک کہتا ہے قانون کو میں یہ سمجھا ہوں۔ دوسرا یہ کہتا ہے کہ میں یہ سمجھا ہوں۔ وہ کہتا ہے یہ آسان راستہ ہے۔ مدینہ طیبہ جانے کا۔ دوسرا کہتا ہے یہ آسان راستہ ہے جانے کا۔ جس نے امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق کے متعلق کہا کہ میں اس کو فالو کروں گا۔ نتیجہ اس کا بھی مدینہ طیبہ جانے کا ہے۔ اصول کو وہ بھی مانتا ہے۔ ان کی تحقیقات پر عمل کرتا ہے۔ اسی کا نام حنفیت ہے۔ جو حضرت امام شافعیؒ کے متعلق کہتا ہے کہ ان کی تحقیقات کو فالو کرتا ہوں۔ اس کا نتیجہ بھی وہی ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں دیوبندی مدرسہ میں پڑھ کر آیا ہوں۔ ان کی تحقیقات کو فالو کرتا ہوں۔ اس کا نام دیوبندیت ہے۔ جو کہتا ہے میں بریلوی حضرات کے یہاں پڑھ کر آیا ہوں۔ میں ان کو فالو کرتا ہوں۔ اسی کا نام بریلویت ہے۔ کوئی فرقہ نہیں۔ کوئی طبقے نہیں۔ کچھ نہیں۔ اصول کو مانتے ہیں کہ واقعہ ہوا ہے۔ اب واقعہ کی تشریحات ہیں۔ وہ مختلف تعبیر وتشریح قانون کے اندر ہوسکتی ہے تو قرآن وسنت کے اندر کیوں نہیں ہوسکتی؟

فاروق: یہ تو ہونی چاہئے۔

مولانا: میں آپ کو یہ نہیں کہہ رہا کہ جو بریلوی بنے گا کافر ہو جائے گا۔ جو دیوبندی بنے گا کافر ہو جائے گا۔ جو حنفی بنے گا کافر ہو جائے گا۔ سمجھے نا جی! یہ ان کو میں نہیں کہہ رہا۔ جو اصول کو مانتے ہیں وہ مسلمان ہیں۔ مدینہ طیبہ جانے کا راستہ ہے۔ اٹھارہ ہزار ملک ہیں دنیا کے اندر۔ اٹھارہ ہزار راستے ہیں مدینہ طیبہ کو جا رہے ہیں۔ سفر مرکز کی طرف ہو رہا ہے۔ راستہ جونسا چاہے اختیار کر لیں۔ میں کبھی آپ کو نہیں کہہ رہا کہ آپ فلاں مسلک کے اندر شامل ہو جائیں۔ جونسے مسلک کو چاہیں اختیار کر لیں۔ دین اسلام کی حلاوت اترنی چاہئے۔ اس وقت آپ کے لئے علاج یہی تجویز ہے کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ جائیں۔ واپس آنے کے

بعد آپ مجھے کہیں کہ نہیں میں فلاں کو فالو کروں گا۔ میں آپ کو اجازت دوں گا۔ایک دفعہ نہیں کروڑ دفعہ کریں۔اس وقت علاج یہ ہے اس دلدل سے نکلنے کا۔اس راستہ سے نکلنے کا کہ یہ کفر کی غلاظت چھٹے۔اسلام کی عظمت آئے۔ یہ پہلے اسلام کو اپنے دل کے اندر گھر کرنے دیں۔اس کے بعد کہہ دیں کہ فلاں تحقیق کو فالو کرتا ہوں۔کوئی حرج نہیں۔ وہ بھی مسلمان ہیں۔تبلیغ والے غیر مسلم نہیں ہیں۔ بریلوی حضرات کو میں غیر مسلم نہیں کہتا۔ دیوبندیوں کو غیر مسلم، شافعیؒ وامام مالکؒ کو نہیں کہہ رہا۔ میں صرف اس وقت یہ عرض کررہا ہوں کہ اس وقت بہتر علاج آپ کے لئے صرف اور صرف یہ ہے اور اگر آپ یہ کہیں کہ ان میں جانے سے فرقہ واریت کے اندر چلا جاؤں گا تو پھر میں درخواست کروں گا کہ ابھی تک پھر کانٹا آپ کے اندر موجود ہے۔جیسا کہ پہلے میں نے آپ کی تشخیص کر کے کہہ دیا تھا کہ آپ ابھی تک دلدل سے نکلے نہیں۔ یہ سب شیطان کے بہکاوے ہیں کہ پہلے یوں ہوجائے پھر یوں ہوجائے۔اس کے بعد یوں ہوگا۔مہربانی کریں کہ اسلام شرائط کا محتاج نہیں۔ اس راستہ پر چل پڑیں۔ ساری چیزوں کو چھوڑ کر اس راستہ پر چل پڑے۔قادیانیت کو قبول کرتے ہوئے آپ نے شرط کو چھوڑ کر اس راستہ پر چل پڑیں؟ قادیانیت کو قبول کرتے ہوئے آپ نے شرط نہیں لگائی تھی کہ جناب لاہوری کون ہیں۔قادیانی کون ہیں؟ فلاں کون ہیں؟ فلاں کون ہیں؟ اس وقت تو شرط نہیں لگائی تھی۔اب آتے ہوئے شرطیں لگاتے ہو۔

فاروق: شرط نہیں ہے۔

مولانا: میں یہی استدعا کرتا ہوں کہ ان کانٹوں کو بالکل سرے سے آگ لگائیں۔ان کی راکھ اڑا دیں جس طرح اڑتی ہے۔اب بالکل اگر مجھے معالج سمجھ کر بلایا ہے تو نسخہ تجویز کرنے کا اختیار تو مجھے ہوگا۔کڑوا دوں تب، کسیلا دوں تب، میٹھا ہو تب، کھٹا ہو تب، وہ اب اس کو اپنے حلق سے اتار دیں۔ اتارنے کے بعد آپ کی صحت بحال ہوجائے گی۔ جراثیم جاتے رہیں گے۔اب مقوی غذا چاہئے۔اس مقوی غذا کے متعلق آپ اور میں فیصلہ کرلیں گے بیٹھ کر کہ آپ کو کون سا خمیرہ اور کون سی معجون دینی ہے۔ضرور دیں گے۔لیکن یہ سب بہانے ہیں اور ہاں! ابھی یہاں سے نکلنے کے بعد اور میری ساری باتیں سننے کے بعد بھی شیطان نے ایسا حملہ کرنا ہے آپ پر کہ یہ کیا؟ اور وہ کیا؟

فاروق: محفل کا آدمی پر اثر ہوتا ہے ناجی۔

مولانا: اس وقت جو آپ کے قلب وجگر کی کیفیت ہے خود رحمت دوعالم ﷺ کی خدمت میں ایک صحابیؓ حاضر ہوئے اورانہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آقا ﷺ ہم جب آپ ﷺ کے پاس بیٹھتے ہیں کیفیت اور ہوتی ہے جب باہر جاتے ہیں کیفیت اور ہو جاتی ہے۔حضور ﷺ نے ارشادفرمایا ہروقت اگر یہ کیفیت رہے تو پھر فرشتے آسمانوں سے آ کرتم سے مصافحہ کریں۔پھرتو تمہاری یہ کیفیت ہو کہ ملکوتی بن جاؤ۔سمجھے ناجی! آپ نے اچھا کیا کہ آپ کے ذہن کے اندر جتنے اشکالات تھے، آپ نے ان کو بیان کیا۔میں ان کے جواب آپ کی خدمت میں عرض کرتا رہا۔ایک ماحول بن گیا ہے۔یہی وقت ہے لوہا گرم ہے۔ ہتھوڑا ماریں۔اس کوٹھنڈا نہ ہونے دیں۔سارے خیالات کو یکسر چھوڑ کرسب سے پہلے مرزاغلام احمد قادیانی کا کفر، کتے کونکالیں۔پہلے کنویں سے۔وہ نکلے گا اس کے کفرکا علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ پراعلان کریں۔نہ مانسہرہ والوں کو دیکھیں نہ داتہ والوں کو۔نہ ایبٹ آبادوالوں کو، نہ اس کے طرزعمل کو، نہ میرے طرزعمل کوساری چیزوں سے بالائے طاق ہوکر ڈنکے کی چوٹ پر کھڑے ہوکر، پہاڑ پر کھڑے ہوکر پکاریں بلند آواز کے ساتھ کہ آپ کی آواز جائے پورے کرۂ ارض پر کہ آپ مرزاغلام احمد قادیانی کوکافر سمجھتے ہیں۔اس کو چھوڑ دیا ہے۔اب اتنا عرصہ میں رہا تھا۔اس کے جانے کے بعداب جو ہے وہ میرے اندر رنگ آنا چاہئے۔رنگین ہونے کا وہ راستہ ہے۔اس کو اختیار کریں۔واپس آئیں۔پھرکبھی ادویات کی ضرورت ہوگی تو بیٹھ کر طے کرلیں گے۔چلو پھرآپ جونسی دوا کہیں گے تجویز کرلیں گے۔چلو میں بھی نسخے میں تبدیلی کرلوں گا۔میں نہیں کہوں گا کہ میرے والا ہی نسخہ استعمال کریں۔تب آپ کے گوڈے گٹے ٹھیک ہوں گے۔ممکن ہے کوئی اوردوائی مل جائے۔وہ بعد کے مسئلے ہیں کہ راستہ کون سا۔میں فلاں راستہ میں نہیں جانا چاہتا۔یہ مہربانی کرلیں بھائی! اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ آپ کو ہدایت کاملہ نصیب فرمائے۔آمین!

۞ ...... ۞ ...... ۞

مناظرہ چک ۹۸ شمالی ...... سرگودھا

فقیر گوجرانوالہ، لاہور، حافظ آباد کے تبلیغی و تنظیمی سفر سے واپس (ربوہ) چناب نگر حاضر ہوا تو جناب قاری منیر احمد خاں مدرس مدرسہ ختم نبوت (ربوہ) چناب نگر نے اطلاع دی کہ چک نمبر ۹۸ شمالی سرگودھا سے مولانا ممتاز حسن صاحب خطیب چک مذکور تشریف لائے تھے اور کہا کہ قادیانیوں سے ۱۹رفروری ۱۹۸۲ء بروز جمعہ گفتگو ہے۔ فقیر کو تشویش ہوئی کہ جمعہ کو ریلوے جامع مسجد فیصل آباد، اور (ربوہ) چناب نگر جامع مسجد محمدیہ میں عظیم اجتماع ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا خدا بخش صاحب اور فقیر اگر چک نمبر ۹۸ شمالی جائیں تو جمعہ کا کیا بنے گا...... کوفت ہوئی کہ احباب نے پوچھے بغیر ایسے وقت کا تعین کیا۔ جس سے پیچیدگی پیدا ہوسکتی ہے۔ ۱۸رفروری ۱۹۸۲ء صبح حضرت مولانا خدا بخش صاحب تشریف لائے اور پنڈی رسول سٹیشن پر مولانا ممتاز حسین سے ملاقات وتفصیلات سے آگاہ فرمایا۔ مولانا سرگودھا روانہ ہوگئے۔ طے ہوا کہ فقیر بھی ۱۹رفروری صبح سرگودھا سے سوار ہوگا اور مولانا خدا بخش صاحب، مولانا محمد اقبال بھی سرگودھا سے اسی ٹرین پر سوار ہوجائیں گے۔

۱۸رفروری ۱۹۸۲ء دوپہر کو مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ ملتان سے تشریف لائے۔ وہ (ربوہ) چناب نگر جامع مسجد ختم نبوت کی تعمیرات کے انچارج ہیں۔ وہ میری درخواست پر آمادہ ہوگئے کہ ریلوے کالونی جامع مسجد فیصل آباد کا جمعہ پڑھادیں گے۔ جب کہ جامع مسجد محمدیہ ربوہ کے جمعہ کے لئے مولانا احمد یار چاریاری کو پیغام بھجوایا۔ ۱۸رفروری ظہر کے قریب میرے معتبر ذرائع نے اطلاع دی کہ جامعہ احمدیہ (ربوہ) چناب نگر میں چک نمبر ۹۸ شمالی کی گفتگو کے لئے بڑی تیاریاں ہورہی ہیں اور ان کے مبلغین کتابیں لے کر چک نمبر ۹۸ شمالی جانے کے لئے پابرکاب ہیں۔ اسی روز مغرب کے قریب معروف مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب خطیب چک نمبر ۹۹ اور حضرت مولانا حافظ ممتاز حسین تشریف لائے۔ ہر دو حضرات مصر تھے کہ فقیر ابھی ان کے ساتھ چک نمبر ۹۸ شمالی چلے۔ کیونکہ ان کا مؤقف تھا کہ فریق مخالف کے مبلغ پہنچ گئے ہوں گے۔ ہمارے مسلمان حضرات کو پریشانی نہ ہو۔ فقیر نے اپنی مصروفیات کا عذر کر کے صبح حاضری کا وعدہ کیا۔ دونوں بزرگ شام کو چناب

ایکسپریس سے چک ۹۸ شمالی تشریف لے گئے۔فقیر صبح جناب برادر عزیز، قاری منیر احمد خان کے ہمراہ کتابوں کے بکس لے کر عازم سرگودھا ہوا۔شدید بارش تھی۔تاہم اڈہ بس (ربوہ) چناب نگر پر صاحب علم وفضل دوست پروفیسر حافظ محمد یوسف کتابیں لے کر تشریف لائے ہوئے تھے۔

اتفاق سے وہ بھی اسی بس میں سوار ہوئے، خوشی ہوئی۔ان حضرات سے بھی طے تھا کہ فقیر کے ہمراہ تشریف لے جائیں گے۔شدید بارش میں خدا خدا کر کے ریلوے سٹیشن سرگودھا پہنچے۔حضرت مولانا خدا بخش صاحب، مولانا محمد اقبال تشریف لائے ہوئے تھے۔ٹرین کے ذریعہ تقریباً ساڑھے دس بجے تک چک نمبر ۹۸ شمالی پہنچے۔احباب سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔فقیر نے اپنے مسلمان احباب کو بلوایا۔جن سے قادیانیوں نے گفتگو کا کہا ہوا تھا۔وہ احباب آئے ان سے ملاقات وتفصیل کا سن کر فقیر نے ان کو بھیجا کہ جا کر آپ قادیانی مرتدین کے ذمہ دار حضرات کو کہیں کہ مسلمانوں کے علماء آ گئے ہیں۔آپ اپنے مبلغ سمیت تشریف لائیں تاکہ گفتگو ہو سکے۔وہ حضرات گئے تو انہوں نے کہا کہ جناب جمعہ کے بعد گفتگو کریں گے۔فقیر نے اپنے مسلمان احباب سے کہا کہ آپ ان سے کہیں کہ گفتگو بیشک جمعہ کے بعد ہوگی۔مگر شرائط تو پہلے طے کر لیں، تاکہ ان شرائط کی روشنی میں جمعہ کے بعد گفتگو ہو سکے۔جمعہ کے بعد اگر شرائط طے کرنے لگے تو وقت ضائع ہوگا۔یہ کام جمعہ سے پہلے نپٹا لیں۔چنانچہ نصر اللہ بھلی ایڈووکیٹ قادیانی، ملک محمد اسلم قادیانی، محمود انور بھلی قادیانی، مبارک احمد قادیانی مبلغ (ربوہ) چناب نگر، یہ چار حضرات شرائط کے لئے تشریف لائے۔چوہدری محمد اشرف گھمن، چوہدری محمد علی، حاجی سردار خان، اور راقم الحروف نے شرائط پر گفتگو شروع کی۔نصر اللہ بھلی ایڈووکیٹ قادیانی نے کہا کہ گفتگو صرف حیات ووفات مسیح پر ہوگی۔فقیر نے عرض کیا کہ ہم اس جذبہ سے آپ حضرات کے گاؤں حاضر ہوئے ہیں کہ تمام مختلف فیہ مسائل پر گفتگو ہو جائے۔وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔اس پر فقیر نے عرض کیا کہ پہلے حیات مسیح پر گفتگو ہو جائے۔پھر آپ کے رہنما اور مدعیٔ نبوت مرزا کے کذب پر پھر ختم نبوت تینوں مسائل پر گفتگو ہو جائے گی۔حاضرین نے کہا کہ ٹھیک ہے۔وہ حضرات مصر تھے کہ مرزا قادیانی کے صدق وکذب پر بحث نہ ہو۔اس پر فقیر نے تفصیل سے عرض کیا کہ ہم بازار میں ہانڈی لینے کے لئے جاتے ہیں۔دو روپے کی ہنڈیا لینی ہوتی ہے۔بار بار اسے ٹھوکتے بجاتے ہیں کہ کہیں

کھو کھلی تو نہیں، کچی تو نہیں ۔ یہ دنیا داری کی بات ہے۔ مرزا قادیانی جس نے کہا ہے کہ مجھے مانو گے تو ٹھیک ہے؟ ورنہ جہنم میں جاؤ گے، اسے ذرا ٹھوکنے بجانے تو دو۔ اس کو مل کر ہم اس کے لٹریچر کی روشنی میں دیکھیں کہ وہ کیا تھا اور یہ اس لائق بھی ہے کہ ایسی عظمت کا مستحق قرار دیا جاسکے۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس کا لٹریچر ہی اس کی جانچ پڑتال کے لئے کافی ہے۔ آپ کو اس پر بحث کرنی چاہیئے۔ ہم بڑے خلوص سے آپ کے پیشوا مرزا قادیانی کو جانچنا پرکھنا چاہتے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہہ دیا کہ آپ کی مرضی گفتگو کرو یا نہ کرو۔ صدق وکذب مرزا پر بحث نہیں کریں گے۔ فقیر نے اپنے احباب کی طرف دیکھا۔ وہ حیران کہ ان حضرات کے بلند وبانگ دعاوی اب اس طرح انحراف؟ فقیر نے فوراً کہا کہ آپ حصرات جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ میں بغیر گفتگو آپ کی جان نہیں چھوڑوں گا۔

لیجئے! جو مضمون آپ پسند کریں فقیر حاضر ہے۔ اس بات سے اپنے احباب کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے اور ان لوگوں پر اوس پڑگئی۔ جو مرزا قادیانی مدعیٔ نبوت کو سچا ثابت کرنے کے لیے آئے تھے کہ اب تو سوائے گفتگو کے چارہ کار نہیں رہا۔ شرائط لکھنے شروع کئے فقیر نے تحریر شروع کی۔ حوالہ جات کے لئے فریقین کی کتابیں پیش ہوں گی۔ اس پر قادیانیوں نے کہا کہ حوالہ جات صرف قرآن وحدیث سے پیش ہوں گے۔ فقیر نے عرض کیا کہ بھائی قرآن وحدیث ہمارے سر آنکھوں پر، آپ کا لٹریچر آپ کے سر آنکھوں پر، آپ اپنے لٹریچر سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ ایک نے کہا کہ ہم تو صرف خدا ورسول کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں۔ فقیر نے کہا کہ جس خدا کو آپ مانتے ہیں اس کی تفصیل کا مجھے علم ہے۔ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ (خدا) معاذ اللہ! آپ کے نبی کے ساتھ وہ کارروائی کیا کرتا تھا، جو مرد اپنی عورت سے کرتا ہے۔ کتاب میرے پاس ہے۔ فرمائیں تو حوالہ دکھاؤں اس پر وہ گھبرا گئے۔ کہنے لگے کہ صاحب اب جمعہ کا وقت ہو رہا ہے۔ جمعہ کے بعد تحریر کریں گے۔ گفتگو ہو نہ ہو۔ ہم جمعہ نہیں چھوڑ سکتے۔ میں نے کہا آپ جمعہ کی جماعت کو روتے ہیں۔ آپ کے مرزا قادیانی تو چھ ماہ تک نماز کے تارک تھے۔ دکھاؤں حوالہ؟ بہرحال ۳ بجے واپسی کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ حضرت مولانا خدا بخشؒ صاحب خطیب چناب نگر (ربوہ) نے جمعہ سے قبل حیات عیسیٰ علیہ السلام پر فاضلانہ خطاب کیا۔ پورے گاؤں کے اہل اسلام نے آپ کی امامت میں جمعہ پڑھا۔ ۳ بجے تک وہ حضرات تشریف نہ لائے۔ فقیر نے اہل اسلام کی طرف

سے شرائط لکھ کر بھیج دیں کہ ان کا کوئی نمائندہ بھی اس پر دستخط کر دے تا کہ گاؤں کے چند معززین آئیں۔ ہم ان سے مشاورت کے بعد دستخط کر دیں گے۔ ہمارے ساتھی وہاں گئے۔ ان حضرات کا اصرار یہ تھا کہ گفتگو ہمارے مکان پر ہو۔ اہل اسلام کا مؤقف تھا کہ پچھلے جمعہ کی گفتگو مقامی مسلمان حضرات اور قادیانیوں کی ان کے مکان پر ہوئی تھی۔ یہ گفتگو مسلمانوں کے مکان پر ہوگی۔ جس پر وہ آمادہ نہ ہوئے اور راہ فرار اختیار کی۔ ہمارے حضرات نے پیغام بھجوایا کہ سکول، گاؤں کے چوک، گرجا جو غیر جانبدار جگہ ہے، وہاں آ جائیں۔ وہ اس پر بھی آمادہ نہ ہو سکے۔

ہمارے احباب نے طے کیا کہ گاؤں کے وسط میں دو مکان ایک دوسرے کے سامنے واقع ہیں۔ درمیان میں چند فٹ کی گلی ہے۔ مسلمانوں کی بیٹھک میں مسلمان بیٹھ جائیں اور قادیانی اپنے ساتھی کی بیٹھک میں۔ ہر ایک کا اجتماع اپنے اپنے مکان پر ہوگا اور گفتگو کرنے والے حضرات سامنے بیٹھ جائیں۔ گفتگو دونوں فریق بآسانی سن سکیں گے۔ کیونکہ ان مکانات کا محل وقوع ایسا ہے اس پر ہمیں اطلاع ملی کہ اس شرط پر وہ آمادہ ہیں۔ چنانچہ ہم اپنی کتابیں لے کر جملہ حاضرین سمیت وہاں پہنچ گئے۔ وہ حضرات بھی متذکرہ بیٹھک کے ساتھ والے مکان میں موجود تھے۔ لیکن پورا پونا گھنٹہ انتظار کے باوجود نہ آئے۔ مرزائیوں نے پیغام بھیجا کہ گاؤں کے اہل اسلام کے خطیب مولانا حافظ ممتاز حسین آئیں۔ ہم ان سے کچھ طے کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا ممتاز حسین تشریف لے گئے۔ ان کے مبلغ مبارک منگلا اور مبشر احمد نے کہا کہ حوالہ جات صرف قرآن وحدیث سے پیش ہوں گے۔ ہمارے مولانا کچھ کہنا چاہتے تھے کہ ان کا اپنا آدمی مسٹر بھلی ایڈووکیٹ بول پڑا اور اپنے قادیانی مربیوں کو کہا کہ کچھ خدا کا خوف کرو۔ بات کسی طرف لگنے بھی دو۔ شرم کی بات ہے کہ ہم طے کر آئے ہیں کہ حوالہ جات کے لئے فریقین کے مسلمات پیش ہوں گے۔ آپ اپنی کتابوں سے کیوں بھاگتے ہیں؟ مسلمان عالم دین کی موجودگی میں مرزائی کا اپنے مرزائی مناظرین کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا، مرزائی مناظر کھسیانے ہوگئے۔ مولانا ممتاز حسین صاحب کو کہا کہ آپ تشریف لے چلیں، ہم آ رہے ہیں۔ مولانا ممتاز حسین نے ہمیں آ کر تمام حاضرین کی موجودگی میں ان کا پیغام سنایا کہ وہ آ رہے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اپنی کتابیں میز پر لگانی شروع کر دیں۔ فقیر نے قرآن مجید،

بخاری شریف منگوا کر اپنی گود میں رکھ لی اور درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ پندرہ بیس منٹ انتظار کے باوجود قادیانی تشریف نہ لائے۔ گلی میں دونوں طرف فریقین کے آدمیوں کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے۔ فقیر نے ایک ہاتھ میں قرآن مجید، دوسرے میں بخاری شریف اٹھائی۔ سامعین کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ او ختم نبوت کے منکرو اپنے مبلغین کو باہر نکالو، وہ کیوں نہیں نکلتے، کیا رکاوٹ ہے؟ فقیر دعویٰ سے کہتا ہے کہ وہ مر جائیں گے باہر نہیں آئیں گے۔ قرآن ہمارے ساتھ ہے۔ حدیث ہمارے ساتھ ہے۔ چودہ سو سال سے پوری امت کا عقیدہ یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ آسمان پر تشریف فرما ہیں۔ قرب قیامت میں نازل ہوں گے اور حضور ﷺ کی شریعت کی غلامی میں زندگی گزاریں گے اور مدینہ طیبہ میں ان کی وفات ہوگی۔ میں یہ شریعت محمدیہ سے ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مرزا قادیانی کے لٹریچر سے ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ہے ہمت تو باہر آئیں۔ لیکن وہ ذلت آمیز شکست سے بچنے کے لئے میرا سامنا نہیں کر رہے۔

گاؤں کے مرزائیو! میری تم سے درخواست ہے کہ اپنے مبلغین کو نکالو باہر، تاکہ آج حق و باطل کا معرکہ اس گاؤں کے لوگ بھی دیکھ لیں۔ ہے ہمت تو آئیں۔ کیوں نہیں آتے؟ آؤ ہم تمہارے انتظار میں ہیں۔ اس اثناء میں مولوی مبارک قادیانی مناظر آیا اور کہا کہ جی ہمیں خطرہ ہے کہ آپ گالی نکالیں گے، لوگ مشتعل ہو جائیں گے۔ فقیر نے کہا کہ جناب بہانہ نہ بنائیں۔ آپ کی اگر بات صحیح ہے تو آپ کے لئے سنہری چانس ہے، ضائع نہ کریں۔ آپ دلائل سے بات کریں۔ میں گالی سے گفتگو کروں تو گاؤں کے لوگ آپ کو سچا کہہ دیں گے۔ آپ آئیں گفتگو کریں۔ آپ کے لئے گولڈن چانس ہے۔ ضائع نہ کریں۔ فریقین نے ٹھیک ہے ٹھیک ہے کہہ کر میری اس معقول بات کی بھی تصدیق کی۔ مبارک صاحب واپس گئے۔ اب ان کے لئے نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ پریشان ہو کر گھر میں گھس گئے۔ فقیر اپنے احباب سمیت میدان میں کھڑا ہے۔ اس وقت کا منظر قابل دید تھا۔ فقیر نے کہا کہ لوگو! قادیانی اور مسلمان سب گواہ رہیں کہ قادیانی مبلغین زہر کا پیالہ پی لیں گے لیکن میرے سامنے نہیں آئیں گے۔

میں چیلنج کرتا ہوں کہ مسلمانوں کا میں نمائندہ ہوں۔ ان کا نمائندہ مرزا ناصر ہے۔ وہ مجھ سے جہاں چاہے میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ اگر مباہلہ نہ کرے تو فیصلہ کا آسان

راستہ یہ ہے کہ آپ گاؤں والے مل کر آگ کی بھٹی تیار کریں، ناصر کو کہو وہ دادا کی صداقت کا دم بھر کر اس میں چھلانگ لگائے، میں اپنے آقا و مولا (ﷺ) کی ختم نبوت کا اقرار اور مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا اعلان کر کے چھلانگ لگاتا ہوں۔ آپ دیکھ لیں گے آگ میرے اور مرزا ناصر کے درمیان فیصلہ کر دے گی کہ کون حق پر ہے؟ اس چیلنج سے موجود قادیانیوں نے شرم کے مارے سر جھکا دیئے۔

اہل اسلام خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ زندہ باد کی فضا میں فقیر کو ہجوم نے گھیر لیا۔ مبارکباد شروع ہوگئی۔ احباب خوشی سے ایک دوسرے کے گلے ملے۔ فوری طور پر چائے کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں شریک تھے کہ ایک مرزائی آیا۔ فقیر نے کہا کہ فرمایئے آپ کے مبلغین کیوں نہ نکلے؟ کہا جی! وہ آپ سے ڈر گئے تھے۔ میں نے کہا کہ کیا میں نے ان کو کھا جانا تھا؟ دلائل کی بات تھی وہ کیوں نہ آئے؟ ان کو آنا چاہئے تھا۔ میں اب بھی حاضر ہوں۔ اگر وہ اپنی طے شدہ بیٹھک میں نہیں آتے تو میں آپ کو ایک حوالہ دکھاتا ہوں آپ یہ لے جائیں ان سے اس کا ترجمہ پوچھ کر آئیں۔ آپ کی کتاب، آپ کا حوالہ، آپ اپنے مولوی سے اس کا مطلب پوچھ آئیں۔ وہ بیچارہ بڑا پریشان ہوا کہ پتہ نہیں مولوی صاحب کیا حوالہ نکال لیں گے؟ فقیر نے بیگ منگوایا، حوالہ نکالنا چاہا۔ لیکن اس دوران معلوم ہوا کہ قادیانی مناظر ربوہ جانے کے لئے گاؤں چھوڑ کر سٹیشن چلے گئے ہیں۔

مسلمانوں میں ان کے فرار کی خبر سے خوشی کی لہر دوڑ گئی اور قادیانی شرم کے مارے ایک ایک کر کے کھسکنے شروع ہوگئے۔ فقیر نے احباب سمیت جماعت سے نماز عصر پڑھی (وہ لیٹ ہو رہی تھی) نماز کے بعد اجتماعی دعا کی گئی۔ بیسیوں احباب کے جلو میں ہمارا قافلہ سٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ان کے فرار کے دلچسپ تذکرے ہوتے رہے۔ احباب کی خوشی و انبساط قابل دید تھی۔ **فالحمدللہ!** سٹیشن پر پہنچے تو قادیانی مناظر سٹیشن پر بیٹھے خاک چاٹ رہے تھے۔ ان کی درماندگی و پریشانی قابل رحم تھی۔ وہ بیچارے اکیلے تھے۔ صرف ایک آدمی ساتھ تھا۔ ہمارے احباب کا اجتماع دیکھ کر وہ سخت پریشان ہوئے۔ مگر یہ عزت ہماری نہ تھی، حق کی عزت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کا ایسا نظارہ کر دیا کہ انگشت بدنداں ہوں کہ آخر ان کو کیا ہو گیا؟ اتنی بڑی ذلت کے باوجود سامنے نہ آئے۔ **فالحمدللہ!**

✡ …… ✡ …… ✡

مناظرہ چک عبداللہ ...... ضلع بہاول نگر

مجلس تحفظ ختم نبوت ایک عالمی، تبلیغی، اصلاحی، مذہبی، جماعت ہے، جس کا ملک کی سیاست سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مجلس کی بنیاد حضرت امیر شریعتؒ نے رکھی تھی اور خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ جیسے مردان حق نے اپنے اپنے دور میں اس کی قیادت وسیادت کا فریضہ سرانجام دیا۔ بحمدہ تعالیٰ! آج اس کی امارت شیخ طریقت مولانا خان محمد صاحبؒ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ فرما رہے ہیں۔ مجلس ختم نبوت کا طرۂ امتیاز ملک عزیز وبیرون ملک میں رحمت عالم ﷺ کے وصف خاص ختم نبوت کی حفاظت واشاعت کا فریضہ سرانجام دینا ہے اور بس۔ اللہ رب العزت نے مجلس کو اس عظیم کام کے صدقہ میں کس کس طرح اپنی رحمتوں سے سرفراز فرمایا، کیا کیا بشارتیں سنائی گئیں۔ اس کی طویل فہرست ہے۔

مجلس کے اکابر نے یوم تأسیس سے اعلان کیا تھا کہ کائنات کے کسی حصہ میں کوئی منکر ختم نبوت کسی مسلمان کو تنگ کرے، اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈالے، مجلس کے دفتر کو ایک کارڈ لکھ کر اطلاع کر دی جائے۔ مجلس کے فاضل مبلغین اسلام اور مناظرین ختم نبوت اس دور دراز کے علاقہ میں پہنچ کر اہل اسلام کے ایمانوں کو بچائیں گے۔ قادیانیوں کے ہر چیلنج کا منہ توڑ جواب دیں گے اور ان کو عبرتناک شکست سے دوچار کریں گے۔ اندرون وبیرون ملک مجلس نے اپنے اس اعلان کی کس طرح لاج رکھی اور کس طرح دشوار گزار اطراف واکناف کے سفر طے کر کے دنیائے اسلام سے خراج تحسین، حضور سرور کائنات ﷺ کی خوشنودی اور اللہ رب العزت کی رضا کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا، اس سے پوری دنیا آگاہ ہے۔ آج بھی بحمدہ تعالیٰ! مجلس کا پوری دنیا میں لٹریچر، وعظ وتبلیغ کے ذریعہ اشاعت اسلام وتحفظ عقیدۂ ختم نبوت کا مربوط نظام موجود ہے۔ مجلس کے فاضل اجل مبلغین کی سرگرمیوں اور تبلیغی کاوشوں کی تفصیلات مجلس کے ترجمان ہفت روزہ (اب ماہنامہ) ’’لولاک‘‘ فیصل آباد کے ذریعہ اسلامیان پاکستان تک پہنچتی رہتی ہیں۔ آج کی مجلس میں ہم مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

کے شعبۂ تبلیغ کی ایک عظیم الشان کامیابی وکامرانی سے اسلامیان پاکستان کو باخبر کرنا چاہتے ہیں۔ جس کے پڑھنے سے جہاں دلوں کو تازگی، ایمانوں کو حرارت، قلب وجگر کو فرحت میسر آئے گی، وہاں دشمنان دین، منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی ذلت آمیز شکست کا بھی نقشہ سامنے آجائے گا۔

مجلس کے مرکزی دفتر ملتان میں ایک اطلاع

از چک سرکاری ضلع بہاول نگر بتاریخ ۱۷ر فروری ۱۹۸۱ء

بخدمت جناب من! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

ہمارے قریب ریلوے اسٹیشن چک عبداللہ پر ایک نائب اسٹیشن ماسٹر رانا صاحب عرصہ ایک سال سے آئے ہیں، وہ قادیانی ہیں اور سال بھر سے اہل اسلام کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کے ایمانوں کو خراب کر رہے ہیں۔ مرزائی مذہب کی کتابیں ولٹریچر تقسیم کرتے ہیں۔ اب اس نے ہمیں مناظرہ کی دعوت دی ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ آپ ہماری مدد کریں۔ کوئی ماہر تجربہ کار عالم مقرر فرمائیں جو ان کو شکست فاش دے کر مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ کرے۔ وہ ہمیں آئے دن تنگ کرتا ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ ہماری مدد کریں اور جماعت کے خرچ پر مناظرہ کا انتظام کریں۔ کیونکہ ہم غریب آدمی ہیں۔ ایک آدھ آدمی کے قیام طعام سے زائد خرچ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ جواب ہر حالت میں دیں۔ مہربانی! آپ کا مخلص: چوہدری محمد رانجھا۔

ادائیگیٔ فرض کا احساس

جب یہ خط مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ناظم دفتر وخازن حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کو ملا تو انہوں نے سوچا کہ اگر خط لکھ کر تاریخ کا تعین کیا جائے تو خط جانے اور جواب آنے پر دس پندرہ دن لگ جائیں گے۔ اس عرصہ میں اگر کوئی شخص مرتد ہوگیا تو قیامت کے دن اس کا جواب ہمارے پاس کیا ہوگا؟ اس لئے جواب لکھنے کی بجائے آپ نے فوراً مجلس تحفظ ختم نبوت ربوہ زون کے کنویئنر مولانا خدا بخش صاحب شجاع آبادیؒ اور مجلس کے مایۂ ناز مبلغ ومناظر مولانا اللہ وسایا صاحب خطیب جامع مسجد محمدیہ ربوہ کو حکم فرمایا

کہ آپ حضرات وہاں تشریف لے جا کر اسلامیان علاقہ کے ایمانوں کو بچائیں۔

چنانچہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا خدا بخش صاحب ۲۵ر فروری ۱۹۸۱ء کو بہاول نگر تشریف لے گئے۔ وہاں سے بہاول نگر مجلس کے امیر حضرت مولانا قاری عبدالغفور صاحب اور جنرل سیکرٹری مجلس بہاول نگر جناب مولانا فیض احمد صاحب مدرسہ اسٹیشن کے مولانا شہاب الدین کے ہمراہ چک عبداللہ تشریف لے گئے۔

قصۂ زمین برسر زمین

چک عبداللہ ریلوے اسٹیشن ہے۔ چشتیاں اور بہاول نگر کے درمیان واقع ہے۔ قرب وجوار کے دیہاتوں کا مرکزی اڈہ بھی ہے۔ مجاہدین ختم نبوت کا یہ قافلہ جب چک عبداللہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ نائب اسٹیشن ماسٹر رانا بشارت احمد واقعتاً قادیانی ہے اور وہ اپنی جماعت کے جلسہ پر ڈاہرانوالہ گیا ہوا ہے۔ صبح آیا اور حاضری لگا کر جلسہ پر چلا گیا ہے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے احباب کے مشورہ سے کچھ پمفلٹ کانٹے والے کو دیئے کہ رانا صاحب تشریف لائیں تو ان کو دے دینا اور ان سے کہنا کہ آپ سے ملنے کے لئے کچھ ساتھی آئے تھے۔ اب مسئلہ درپیش تھا کہ اس علاقہ میں کام کی راہیں تلاش کی جائیں تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔ چنانچہ مشاورت کے بعد وفد کے ارکان نیشنل بینک، مل آفس، کینال ریسٹ ہاؤس، پٹوار خانہ، اڈہ پر دکانداروتاجر حضرات سے ملے۔ ان میں مجلس کا لٹریچر فری تقسیم کیا۔ اپنی آمد کی غرض بیان کی۔ مقامی احباب کے اصرار پر اڈہ کی مسجد میں مختصر تبلیغی مجلس کا انعقاد کیا گیا۔ ظہر کی نماز کے بعد حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ اور مرزائیوں کے عقائد باطلہ پر روشنی ڈالی۔ آپ نے اپیل کی کہ تمام مسلمان، قادیانیوں کے عقائد ونظریات سے خود بچیں اور دوسروں کو بچائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر قادیانی ایک جھوٹے اور خود ساختہ نبی کے غلط وخلاف اسلام عقائد کو پھیلانے کے لئے کوشاں ہیں تو پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیروکار اپنے سچے نبی کی عزت وناموس اور آپ ﷺ کے وصف خاص ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بھی کوشش کریں۔ اس پر تمام حاضرین نے تردید قادیانیت کی اور حفاظت واشاعت عقیدۂ ختم نبوت کا وعدہ کیا۔ اس اثناء میں معلوم ہوا کہ رانا بشارت احمد بھی اپنے جلسہ سے واپس آگئے ہیں۔ انہیں پیغام بھجوادیا۔ چنانچہ وہ مسجد میں آگئے۔

قادیانی سے گفتگو کا آغاز

تعارف کے بعد، خطیب اسلام حضرت مولانا خدا بخشؒ صاحب کے کہنے پر مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے رانا بشارت احمد سے گفتگو کا آغاز کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رانا صاحب ممکن ہے آپ کی جماعت کا کوئی مولوی صرف اور صرف اپنے پیٹ کے لئے کاروباری طور پر مرزائیت کی تبلیغ کرتا ہو، یا مسلمانوں سے کوئی صاحب کاروبار کے طور پر آپ کی جماعت کی تردید کرتے ہوں۔ لیکن میرا آپ کے متعلق خیال ہے کہ آپ نے کاروبار کے لئے پیشہ وارانہ طور پر نہیں بلکہ حق سمجھ کر مرزائیت کو قبول کیا ہوگا۔ (رانا صاحب فرط مسرت سے سر ہلا کر کہنے لگے جی بالکل آپ نے صحیح فرمایا ہے۔ واقعتاً میں احمدیت کو حق پر سمجھتا ہوں) مولانا نے فرمایا کہ بالکل اسی طرح میں بھی قبر کو سامنے رکھ کر یوم جزاء وسزا کے مالک کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ہماری جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان بھی آپ کی جماعت مرزائیت کے عقائد ونظریات کی تردید دین سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا، حضور ﷺ کی خوشنودی اور اپنی نجات سمجھ کر کرتی ہے۔ ہمارا بھی یہ کاروبار یا پیشہ نہیں۔ (رانا صاحب نے کھسیانا ہو کر کہا جی صحیح ہے) مولانا نے فرمایا اس لئے میں آج کی محفل میں آپ سے درخواست گزار ہوں کہ آپ مہربانی کر کے یہ ارشاد فرمائیں کہ آپ کو مرزائیت میں کیا کیا خوبیاں نظر آئیں جن کی بنیاد پر آپ نے یہ مذہب قبول کیا اور میں دیانتداری سے آپ کو بتاؤں گا کہ مجھے کیا کیا عیوبات اور مکر وفریب قادیانیت میں نظر آئے۔ جس کی بنیاد پر میں اس فرقۂ ضالہ کی تردید میں دن رات ایک کئے ہوئے ہوں۔ آپ قادیانیت کی خوبیاں بیان کر دیں، میں اس کے عیوبات اور قبائح آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ پھر میری بات آپ کی سمجھ میں آ جائے تو آپ قبول فرمالیں۔ آپ کی بات میری سمجھ میں آ گئی تو میں اس پر غور کروں گا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی اس تمہیدی گفتگو کے بعد جناب رانا بشارت احمد نے کہا کہ حضرت مولانا! میں نے احمدیت کو قبول اس لئے کیا ہے کہ مرزا قادیانی میرے نزدیک عاشق رسول تھے۔ احمدیت قبول کرنے سے مجھے فرقہ واریت سے نجات ملی اور تیسری بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے وقت کے مجدد و مہدی ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا کی جوابی تقریر

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے جواباً فرمایا کہ رانا صاحب آپ کی تینوں باتوں سے مجھے نہ صرف شدید اختلاف ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے شاید اپنے مذہب کا صحیح معنی میں مطالعہ نہیں کیا یا آپ کو نہیں کرنے دیا گیا، یا آپ سے آپ کی جماعت کے بانی مرزا قادیانی کی کتب کو اوجھل رکھا گیا ہے۔ اگر آپ دیانتداری سے ان کتابوں کو پڑھتے تو میری طرح آپ بھی اس نتیجہ پر پہنچتے کہ مرزا قادیانی نبی، رسول، مجدد تو درکنار ایک شریف انسان اور قابل اعتماد واعتبار آدمی بھی نہ تھا۔ دیکھئے! آپ نے تین باتیں ارشاد فرمائیں:

۱...... مرزا قادیانی عاشق رسول تھے۔

۲...... فرقہ واریت سے نجات ملی۔

۳...... وہ مجدد ومہدی تھے۔

اس وقت سردست میں پہلی بات کو لیتا ہوں۔ میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ:

الف...... مرزائیت کے قبول کرنے سے فرقہ واریت سے نجات ملتی ہے یا مرزا غلام احمد کے خود ماننے والے کس بری طرح فرقہ واریت کا شکار ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے پر نہ صرف زنا، شراب، لواطت، بددیانتی، اخلاق باختگی کے ناقابل تردید ثبوت پیش کرتے ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے پر کافر، منافق، بے دین کے فتوے بھی لگاتے ہیں۔ مرزائیت میں مذہبی واخلاقی فرقہ واریت کی جو کیفیت ہے اس کی تو نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔

ب...... باقی رہی یہ بات کہ وہ مجدد تھے یا مہدی بلکہ وہ تو اپنے لکھے کے مطابق نسل انسانی (آدم زاد) بھی نہ تھے۔ انسان کے تخم ہی نہ تھے۔ ہاں البتہ وہ اپنے کو انسان کی شرم والی جگہ (تعین خود کیجئے وہ کون سی جگہ ہوتی ہے) تھے وہ خود لکھتے ہیں کہ۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے، نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۱۲۷)

لیکن جناب رانا صاحب اس وقت میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔ آپ کی پہلی بات کہ ''مرزا قادیانی عاشق رسول تھے'' کی وضاحت کرنا چاہتا

ہوں۔ دیکھئے رانا صاحب! مجھے بحمدہ تعالیٰ مرزائیت کے لٹریچر کا بھرپور مطالعہ ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس کائنات میں اگر کوئی انسان حضور سرور کائنات ﷺ کی توہین کرنے والا ہے تو وہ مرزا قادیانی ہے۔ میرے نزدیک وہ حضور ﷺ کا بدترین دشمن بلکہ معاف رکھیں، آپ ﷺ کا وہ بدزبان دشمن ہے جتنی رحمت عالم ﷺ کی توہین مرزا قادیانی نے کی ہے، اس کرۂ ارض میں اور کسی بدبخت نے نہیں کی۔

(جناب رانا صاحب نے مولانا کی تقریر کو درمیان میں ٹوک کر کہا) مولانا آپ تفصیل میں نہ جائیں بلکہ اس کی مثال پیش کریں کہ مرزا قادیانی واقعتاً حضور ﷺ کے گستاخ تھے۔ زیادہ تقریر سے کیا فائدہ؟

مولانا اللہ وسایا نے اپنی گفتگو کا دوبارہ آغاز کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ رانا صاحب! مجھے شدید صدمہ ہے کہ آپ نے میری بات کو پورا نہیں ہونے دیا۔ ورنہ آپ کا جو مطالبہ ہے کہ مرزا قادیانی کی کتب سے توہین حضرت سرور کائنات ﷺ کے حوالہ جات پیش کریں۔ میں وہ عرض کرنا چاہتا تھا مگر آپ سے صبر نہ ہوسکا۔ آپ غصہ تھوک دیں۔ ٹھنڈے دل سے میری معروضات سنیں۔ میرا فرض ہے کہ میں آج اپنی ہر بات اور دعویٰ کا ثبوت پیش کروں۔

انشاء اللہ العزیز! ایسا ہی ہوگا آپ اطمینان فرمائیں۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ مرزا قادیانی نے حضور ﷺ کی توہین کی ہے اور اپنی کتاب خطبہ الہامیہ میں حضور ﷺ کی نبوت کے زمانہ کو پہلی رات کے چاند سے تشبیہ دی ہے اور اپنے زمانہ کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دی ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۸۴، خزائن ج۱۶ص ۲۷۵)

رانا صاحب نے پھر بات ٹوک کر کہا۔ مولانا یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ مولانا نے مسکرا کر فرمایا۔ رانا صاحب! اطمینان رکھیں۔ آپ پریشان کیوں ہوگئے وہ تو حضور ﷺ کے متعلق لکھتا ہے کہ (نعوذ باللہ) آپ ﷺ سور کی چربی استعمال کیا کرتے تھے۔

(الفضل قادیان مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۲۴ء)

رانا صاحب نے استغفر اللہ! کہتے ہوئے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مولانا نے مسکرا کر کہا آپ کا یہ سوال غلط ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ آپ یہ سوال مرزا قادیانی سے کریں کہ اس نے حضور ﷺ کی یہ توہین کیوں اور کس طرح کی؟ آپ تو مجھ سے یہ سوال کریں کہ یہ

حوالہ ہے یا نہیں۔ اگر حوالہ ہے تو مرزا قادیانی مجرم اگر حوالہ نہیں تو میں مجرم۔ رانا صاحب آپ کی جماعت کا عقیدہ ہے کہ۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

رانا صاحب نے کہا مولانا میری درخواست ہے کہ آپ حوالہ اگر لا کر دکھا دیں تو بات پھر بنے گی۔ مولانا نے فرمایا۔ رانا صاحب میں ایک بار نہیں ہزار بار آپ کے مطالبہ کو تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کو حوالہ جات لا کر دکھاؤں مگر میری ایک درخواست ہے کہ اگر میں حوالہ لا کر نہ دکھاؤں تو میری کیا سزا ہوگی؟ اور اگر حوالہ جات دکھا دوں تو ان حوالہ جات کو پڑھنے کے بعد آنجناب کا کیا ردعمل ورویہ ہوگا؟ دونوں باتوں کا میں آپ کو اختیار دیتا ہوں۔ آپ طے کر دیں پھر تحریر ہو جائے۔

رانا صاحب نے کہا۔ مولانا تحریر کی کیا ضرورت ہے۔ یہ لوگ مجھے جانتے ہیں۔ آپ ان حاضرین سے پوچھ سکتے ہیں کہ میں ایک سال سے یہاں پر قیام پذیر ہوں۔ میرے سال بھر کے ریکارڈ سے یہ لوگ ثابت نہیں کر سکتے کہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہو۔ تحریر کی کیا ضرورت ہے۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ حوالہ جات لا کر مجھے دکھا دیں تو میں قادیانیت سے تائب ہو کر غلام احمد کے جھوٹے ہونے کا اعلان کروں گا۔

مولانا اللہ وسایا صاحب نے فرمایا۔ رانا صاحب مجھے تو آپ کی یہ بات سن کر بجائے خوشی کے سخت صدمہ ہوا ہے کہ آپ ایسے انسان ہیں کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر افسوس، صدمہ اور دکھ کی میرے لئے بات یہ ہے کہ آپ مانتے ایسے آدمی کو ہیں جو ہر قدم پر جھوٹ بولتا تھا۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس کائنات میں اگر جھوٹے لوگوں، کذاب انسانوں کا کنونشن بلایا جائے تو جھوٹوں کے عالمی چمپئن کا اعزاز مرزا قادیانی کو ملے گا۔

رانا صاحب نے پھر بات کاٹ کر کہا کہ وہ کیسے؟

مولانا نے فرمایا۔ رانا صاحب! مرزا قادیانی کے سینکڑوں جھوٹ ہوں گے مگر اس وقت ایک جھوٹ کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادت

القرآن میں لکھا ہے کہ آخری خلیفہ کے وقت آسمان سے آواز آئے گی۔ ''ھذا خلیفة اللہ المھدی'' لکھا ہے کہ یہ روایت بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ میں ہے۔ (شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) میں دعویٰ کرتا ہوں کہ پوری بخاری شریف میں اگر یہ روایت دکھادی جائے تو میں دس ہزار روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہوں۔ مگر میرا دعویٰ ہے کہ پوری کائنات کے مرزائی اکٹھے ہو کر بلکہ خود مرزا قادیانی اپنی قبر سے نکل کر بھی بخاری شریف سے یہ روایت نہیں دکھا سکتے۔ جناب مرزا قادیانی نے سفید جھوٹ بولا ہے۔ جسے اس کی جماعت کے زلہ خوار و وظیفہ خور مرزائی مبلغ سچا ثابت نہیں کر سکتے۔ ''وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار'' رانا صاحب! اس کا ایک اور کرارہ کرارہ جھوٹ بھی سنئے۔

رانا صاحب: نہ، نہ مولانا چلو آپ تحریر کریں۔

مولانا نے مسکرا کر فرمایا۔ بہت اچھا لائیے قلم دوات میں تحریر کرنے کے لئے تیار ہوں...... تمام حاضرین کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے۔ کاغذ قلم لانے کو ساتھی اٹھے۔ مولانا نے پہلو بدلا۔ تیار ہوئے آپ کے پہلو میں ایک کتاب ''وصال ابن مریم'' (مصنفہ مرزا طاہر احمد قادیانی) پڑی تھی۔ آپ نے اسے ہٹانا چاہا تو پھر رانا صاحب نے فرمایا:

دلچسپ لطیفہ: مولانا آپ کتاب کو پیچھے کیوں دھکیل رہے ہیں۔ کیا آپ اس سے الرجک ہیں؟ مولانا پھر مسکرائے اور فرمایا رانا صاحب میں کتاب سے کیا الرجک ہوں۔

رانا صاحب: تو آپ اس کو دھکیلتے کیوں ہیں؟ پڑھتے کیوں نہیں۔

مولانا: رانا صاحب میں نے نہ صرف اس کتاب کو پڑھا ہے بلکہ اس کے مصنف کو اس کے باپ کو اور اس کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی پڑھا ہے۔ اگر فرمائیں اور طبع نازک پر گراں نہ گزرے تو بیچارے مصنف کتاب ہذا تو در کنار اس کے بڑے صاحب یعنی جناب مرزا قادیانی کے متعلق اس کے اپنے لٹریچر سے سنئے۔ اس کے اپنے ایک مرید نے جو اس کو مسیح موعود اور ولی اللہ مانتا ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت مرزا قادیانی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے تھے۔ پنجابی میں یعنی کبھی کبھی حضرت صاحب ڈگ لالیندے سی گے۔

رانا صاحب نے فوراً کہا مولانا چھوڑیئے اس گفتگو کو۔ آپ اگر حوالہ جات دکھادیں تو میں لکھ کر دیتا ہوں کہ میں مرزائیت کو چھوڑ دوں گا۔

مولانا: مجھے خوشی ہوگی۔

کاغذ قلم آتا ہے۔ مولانا تحریر کے لئے شروع ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں رانا صاحب آپ فرمائیں کہ کون کون سے حوالہ جات میں دکھاؤں تو آپ مسلمان ہو جائیں گے؟

رانا صاحب: مولانا آپ دکھا دیں کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہو کہ حضور ﷺ نعوذ باللہ! سؤر کی چربی استعمال کرتے تھے۔ دوسرے وہ شعر کہ مرزا قادیانی محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل ہیں۔ تیسرا کہ مرزا قادیانی جھوٹ بولتے تھے۔ چوتھا کہ وہ زنا کیا کرتے تھے۔ مولانا نے قلم پکڑا کاغذ سامنے رکھا اور فرمایا رانا صاحب اس کے علاوہ بھی اگر کوئی حوالہ ارشاد فرمائیں تو اس کا بھی میں تحریر میں ذکر کر دوں۔

رانا صاحب: نہ، نہ مولانا یہ کافی ہیں۔

بہت اچھا (مولانا نے کہا)

مناظرہ کے لئے فریقین کی متفقہ تحریر کا متن

بسم اللہ الرحمن الرحیم باعث تحریر آنکہ!

اللہ وسایا ولد محمد رمضان مبلغ ختم نبوت اور جناب رانا بشارت احمد ولد رانا محمد ابراہیم نائب اسٹیشن ماسٹر چک عبداللہ (مرزائی) کے درمیان آج ۲۵ر فروری ۱۹۸۱ء کو مسجد اڈہ چک عبداللہ میں بیسیوں مسلمانوں کی موجودگی میں گفتگو ہوئی۔ جس میں مندرجہ ذیل حوالہ جات پیش ہوئے۔

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی نے حضور ﷺ کی توہین کی ہے اور لکھا ہے۔ ان کا اپنا مکتوب ان کے اپنی جماعت کے رسالہ میں چھپا ہوا موجود ہے کہ حضور ﷺ (نعوذ باللہ) سؤر کی چربی استعمال کیا کرتے تھے۔

۲...... مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک مرید نے مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق لکھا ہے اور چھپا ہوا موجود ہے کہ۔

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

۳...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جب حضرت مہدی تشریف لائیں گے تو آسمان سے آواز آئے گی۔ ''ھذا خلیفۃ اللہ المھدی'' یہ روایت بخاری

شریف میں موجود ہے۔ مولوی اللہ وسایا نے دعویٰ کیا کہ یہ روایت ساری بخاری شریف میں موجود نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے امام بخاری پر جھوٹ بولا ہے۔

۴...... مولوی اللہ وسایا نے کہا کہ مرزائیوں کی اپنی جماعت کے اخبار میں چھپا ہوا موجود ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے تھے۔

ان ہر چار حوالہ جات کو ثابت کرنا مولوی اللہ وسایا کے ذمہ ہے کہ یہ مندرجہ عبارتیں ان کے لٹریچر میں موجود ہیں۔ اس لٹریچر کی کتب کو ساتھ لانا بھی مولوی اللہ وسایا کے ذمہ ہے۔ رانا بشارت احمد نے اعلان کیا کہ اگر مجھے یہ حوالہ جات دکھا دیئے جائیں تو میں احمدیت کو چھوڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے ہونے کا اعلان کردوں گا۔ اگر فریقین میں سے کوئی (یعنی مولوی اللہ وسایا، یا رانا بشارت احمد) نہ آئے تو اس فریق کی شکست تصور ہوگی اور وہ دوسرے فریق کو پانچ صد روپیہ دینے کے پابند ہوں گے۔

یہ حوالہ جات مسجد لاری اڈہ چک عبداللہ ضلع بہاول نگر میں مورخہ ۹/مارچ ۱۹۸۱ء بروز پیر بوقت ۳ بجے دن بعد از ظہر پیش ہوں گے۔ یہ حوالہ جات جناب ماسٹر شفیق احمد انصاری ولد حاجی محمد بخش انصاری ماسٹر ہائی سکول چک سرکاری کو دکھائے جائیں گے۔ وہ پڑھ کر فیصلہ دیں گے کہ یہ حوالہ جات صحیح ہیں یا نہیں۔ ان کا فیصلہ ہر دو کے لئے قابل قبول ہوگا۔

العبد اللہ وسایا بقلم خود	العبد بشارت احمد رانا بقلم خود
گواہ شد	گواہ شد
(مولانا) شہاب الدین چک مدرسہ	(مولانا) فیض احمد
محمد بشیر	شفیق احمد

انتظار، انتظار، انتظار

اس تحریر کے بعد فریقین پرلطف اور خوشگوار محفل سے فارغ ہوئے۔ رانا صاحب اسٹیشن پر تشریف لے گئے۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا خدا بخش، مولانا فیض احمد، مولانا عبدالغفور نے احباب کے ہمراہ نماز پڑھی۔ مولانا شہاب الدین نے نماز پڑھائی۔ اس تحریر وکامیابی پر تمام ساتھیوں کے دل مسرت سے اچھل رہے تھے۔ وہ خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے

اپنے خاص فضل وکرم سے احقاق حق وابطال باطل کے لئے موقع فراہم فرمایا ہے۔ مولانا اللہ وسایا اور مولانا خدا بخشؒ نے تمام احباب سے اجازت لی۔ ۹/مارچ کو آنے کا وعدہ کیا اور چشتیاں ملتان کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اب کیا تھا پورے ضلع بہاول نگر میں ۹/مارچ کا انتظار ہونے لگا۔ تمام مدارس ومساجد میں ۹/مارچ کو ہونے والے مناظرہ کے تذکرے ہونے لگے۔ اس خبر کو سن کر پورے ضلع کے مجاہدین ختم نبوت چک عبداللہ پہنچنے کے لئے انتظار کی گھڑیوں کو گننے لگ گئے۔

آج ۹/مارچ ہے

اللہ رب العزت کے فضل سے ۹/مارچ ۱۹۸۱ء آیا۔ بہاول نگر سے مولانا فیض احمد، مولانا عبدالحفیظ، مولانا قاری عبدالغفورؒ، مولانا سید بشیر حسین شاہ، مولانا قاری شریف احمد، مجاہد ختم نبوت صابر علیؒ، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد امیر جھنگوی عظیم الشان قافلہ کی قیادت کرتے ہوئے تشریف لائے۔ فقیر والی، منچن آباد، ہارون آباد، چشتیاں سے قافلے آرہے ہیں۔ وہاں کے جید علماء کرام قیادت فرمارہے ہیں۔ آج ۹/مارچ ہے۔ صبح دس بجے ہی لاری اڈہ مسجد وسڑک پر انسانوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے ہیں۔ ضلع بھر سے پچاس ساٹھ علماء کرام کی تشریف آوری سے عوام دل کی گہرائیوں سے تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد، اسلام زندہ باد، اکابرین مجلس ختم نبوت زندہ باد، مبلغین ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگارہے ہیں۔ لوگ وجد میں آکر اللہ اکبر! کی صدا بلند کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نام کے جلال سے درودیوار کانپ اٹھتے ہیں۔ یہ دیکھو کون ہیں انہیں مولانا فیض احمد بہاول نگری کہا جاتا ہے۔ یہ مجلس بہاول نگر کے سیکرٹری جنرل ہیں۔ تقریر کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ دو گھنٹے خطاب فرماتے ہیں، ان کے بعد باری باری ضلع بھر کے علماء کرام تشریف لارہے ہیں۔ عوام موقع بموقع زندہ باد کے ایمان پرور نعروں سے مجمع کو سراپا خلد بنادیتے ہیں۔

مبلغین ختم نبوت کی آمد

عوام کی نظریں چشتیاں سے آنے والی بسوں پر لگی ہیں۔ آج وہاں سے ان کے محبوب مبلغین ختم نبوت نے تشریف لانا ہے۔ اسی اثناء میں یکدم بس رکتی ہے۔ نظریں اٹھتی

ہیں۔ مبلغین کے چہروں پر پڑتی ہیں۔ زندہ باد کے فلک شگاف نعرے شروع ہو جاتے ہیں۔ مناظر ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب بس سے اپنے احباب سمیت اترتے ہی مسجد تشریف لے جا کر اعلان فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھی خطیب اسلام مولانا خدا بخش، مبلغ اسلام مولانا قاضی اللہ یار خان اور خطیب اہل سنت مولانا قاری عبدالسلام اس مسجد میں چار بجے تک اعتکاف کی نیت سے قیام کریں گے۔ مولانا نے فرمایا ظہر کی نماز پڑھئے۔ نماز پڑھی جارہی ہے۔ مسجد کا اندرو باہر کا صحن بھرا ہوا ہے۔ گلیوں میں شمالاً جنوباً دونوں سائیڈوں پر سڑک کی جانب صفیں ہی صفیں ہیں، نماز سے فارغ ہوتے ہی مولانا قاری عبدالغفور کی صدارت کا اعلان کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا ولی محمد صاحب: نے فرمایا میں آج سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء کرام کی آمد کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ میرے پیر قطب الاقطاب حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ”ختم نبوت کا کام کرنے والی جماعت کے تمام مبلغین اور کارکن بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے۔“

مولانا قاضی اللہ یار خاں: مجلس کے مایہ ناز بزرگ رہنما حضرت مولانا قاضی اللہ یار خانؒ اپنی آمد کی غرض وغایت قادیانیوں کی اسلام دشمنی کی تفصیلات بیان کرتے ہیں۔

مولانا خدا بخشؒ شجاع آبادی: ربوہ زون کے کنوینئر خطیب اسلام مولانا خدا بخشؒ شجاع آبادی اپنے ایمان پرور خطاب سے لوگوں کے دلوں میں جذبۂ عشق رسالت مآب ﷺ پیدا کرتے ہیں۔ عوام سامعین زاروقطار رورہے ہیں اور حضور سرور کائنات ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے دن رات کام کرنے کا عہد کررہے ہیں۔

مولانا قاری عبدالسلام حاصل پوری: یہ تنظیم اہل سنت کے مایۂ ناز خطیب ورہنما اور مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول نگر کے مجاہد وبہادر عالم دین ہیں۔ خطبہ پڑھتے ہی اپنی گرجدار آواز سے لوگوں کے دلوں پر جادو کردیتے ہیں۔ آپ کے جہاد آفریں بیان پر تین بج جاتے ہیں۔ یہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایثار وخلوص، محنت ودیانت کی مثالیں دے کر لوگوں کو سمجھا رہے ہیں کہ دیکھئے! آج کے دور میں جب تبلیغ مہنگی ہے۔ فقط ایک یہ جماعت ہے جہاں ضرورت پڑے اپنے جماعتی خرچ پر مبلغین ومناظرین کا اہتمام کرتی ہے۔ مجلس کا نہ صرف کراچی سے پشاور تک بلکہ پوری دنیا میں وعظ وتبلیغ لٹریچر ونشرواشاعت کا مربوط نظام ہے۔

مناظر ختم نبوت مولانا اللہ وسایا: تین بج گئے ہیں۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نعروں کی گونج میں سٹیج پر تشریف لاتے ہیں۔ قادیانیوں کا لٹریچر میز پر سلیقہ سے رکھا ہے۔ آپ مجاہد اسلام کی حیثیت سے کھڑے ہیں، گھڑی پر نظر ہے۔ پوچھتے ہیں کیا ٹائم ہے۔ آوازیں آتی ہیں جی سوا تین بج گئے ہیں۔ فرمایا رانا بشارت احمد کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جی معززین ثالث کو لے کر اسے لینے کے لئے گئے ہیں۔ آپ مسکرا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ آج کے دن رانا بشارت احمد تو درکنار کوئی قادیانی ماں کا لال میرے سامنے نہیں آئے گا۔

نہ خنجر اٹھے گا، نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

لوگ مولانا اللہ وسایا زندہ باد، اسلام زندہ باد، مبلغین ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کرتے ہیں۔ حضرت مولانا خدا بخشؒ اٹھتے ہیں، اعلان کرتے ہیں کہ رانا بشارت احمد کے آنے تک میں اپنے بھائی مولانا اللہ وسایا کو حکم دیتا ہوں کہ وہ تقریر شروع کر دیں۔ بیان جاری رکھیں۔ جب رانا صاحب آ جائیں گے تو گفتگو شروع ہو جائے گی۔ ٹھیک ہے ٹھیک ہے کی مجمع سے آوازیں آتی ہیں۔ مولانا اللہ وسایا تقریر شروع کرتے ہیں۔ ساڑھے تین بجے سے پونے پانچ بجے تک مولانا کی تقریر جاری رہتی ہے۔ مولانا کی تقریر کیا تھی۔ معلومات کا خزینہ تھی۔ حضور سرور کائنات ﷺ کا ذکر ہوتا لوگ جھوم اٹھتے۔ صحابہ کرامؓ کا ذکر آتا عوام پھڑک اٹھتے۔ اہل بیتؓ کا ذکر آتا عوام میں محبت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ قادیانیوں کے عقائد ونظریات کا پوسٹ مارٹم ہوتا تو لوگ ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے۔ مرزائیت مردہ باد کے نعروں سے فلک جھوم اٹھتا۔ ابھی دیکھو وہ ایک دیوانہ اٹھا ہے۔ چشم پرنم سے کہتا ہے لوگو ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ زور سے لگاؤ۔ مجھے اس نعرے سے محمد عربی ﷺ کی خوشنودی وشفاعت کا استحقاق نظر آتا ہے۔ نعرہ لگاؤ جو مدینہ پہنچے محمد عربی ﷺ کے دربار میں پہنچے حضور ﷺ سن کر خوشی منائیں کہ آج میرے نام لیوا چک عبداللہ میں میری ختم نبوت کے دشمنوں کے مقابلہ میں آ گئے ہیں۔ اب دیکھو! ختم نبوت زندہ باد، امیر شریعتؒ زندہ باد، قاضی مرحوم زندہ باد، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ زندہ باد، مناظر اسلام مولانا لال حسینؒ زندہ باد، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ زندہ باد، شیخ الاسلام حضرت بنوریؒ زندہ باد، پیر

طریقت مولانا خان محمدؒ زندہ باد، مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ زندہ باد، مولانا قاضی اللہ یارؒ زندہ باد، مولانا خدا بخشؒ زندہ باد، اسلام زندہ باد، پاکستان زندہ باد کے ایمان پرور نعروں سے فضا گونج اٹھتی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ آج کی اس تقریب پر فرشتے بھی رشک کر رہے ہوں گے کہ کس طرح محمد عربی ﷺ کے دیوانے آپ ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے میدان عمل میں آئے ہوئے ہیں۔

ٹیپ ریکارڈیں لگی ہوئی ہیں۔ مولانا اللہ وسایا بڑے تسلسل سے حوالہ پر حوالہ دیتے جا رہے ہیں۔ سی. آئی. ڈی والے کارروائی لکھ رہے ہیں۔ مولانا کی ایمان پرور تقریر کا سلسلہ جاری ہے۔ پونے پانچ بجنے کو ہیں۔ اطلاع ملتی ہے کہ رانا بشارت احمد اور مرزائیوں نے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اب کیا ہے۔ زندہ باد اور مردہ باد کے فلک شگاف ایمان پرور جہاد آفریں، حقائق افروز نعرے لگ رہے ہیں۔ مولانا اللہ وسایا زندہ باد، مرزائیت مردہ باد ہو رہی ہے۔ مولانا اللہ وسایا لوگوں کو حنفی نعروں سے روک رہے ہیں۔ ملک عزیز کی سلامتی و استحکام اور اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے دعاء کی اپیل کر رہے ہیں۔ علماء کرام مولانا کو مبارک باد پیش کر رہے ہیں۔ مولانا قاضی اللہ یارؒ، مولانا خدا بخشؒ، قاری عبدالسلام، قاری عبدالغفورؒ، مولانا فیض احمد کے چہرے عوام کی طرح خوشی سے دمک اٹھتے ہیں۔ ایک دوسرے کو خوشی سے گلے مل رہے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا اس کامیابی پر اللہ رب العزت کے حضور سر جھکائے کھڑے ہیں۔ آپ کی آواز رندھ گئی ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں۔ لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

مولانا اللہ وسایا نے سر اٹھایا اور اعلان فرمایا حضرات خوش نصیبی کی بات ہے کہ اس اجلاس میں میرے اور رانا بشارت احمد کے متفقہ ثالث جناب ماسٹر شفیق احمد انصاری تشریف فرما ہیں۔ میں ان سے درخواست گزار ہوں کہ وہ سٹیج پر تشریف لائیں۔ حوالہ جات دیکھیں اور فیصلہ لکھ کر دے دیں۔ ماشاء اللہ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے، کی آوازیں زندہ باد کی صداؤں میں ماسٹر شفیق احمد صاحب تشریف لاتے ہیں۔ مولانا اللہ وسایا تحریر پڑھ کر سناتے ہیں۔ پھر حسب تحریر حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ خدا گواہ ہے کہ ایک ایک حوالہ پر جب ماسٹر شفیق احمد صاحب ٹھیک ہے، صحیح ہے کا اعلان کرتے تو لوگوں کے جذبہ ایمانی حرارت کی کیا

کیفیت ہوتی وہ بیان سے باہر ہے۔ وہ میری پوری ہمت کے باوجود بھی تحریر سے بالاتر ہے۔ وہ منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ مولانا پہلا حوالہ نکالتے ہیں۔ ماسٹر صاحب لیجئے! یہ مرزائیوں کا اخبار الفضل ہے۔ قادیان سے چھپا ہے۔ تاریخ اشاعت ۲۲ر فروری ۱۹۲۴ء ہے۔ صفحہ نمبر ۹ پر مرزا قادیانی کا مکتوب ہے کہ نعوذ باللہ! حضور ﷺ سؤر کی چربی استعمال کیا کرتے تھے۔ ماسٹر صاحب آبدیدہ ہوکر اعلان کرتے ہیں لوگو! حوالہ صحیح ہے۔ واقعی لکھا ہے، پڑھ کر سناتے ہیں۔ لوگ مرزا قادیانی پر لعنت لعنت کی آوازیں کستے ہیں، مولانا اللہ وسایا روک رہے ہیں۔ مولانا پھر دوسرا اخبار اٹھاتے ہیں۔ حوالہ نکالتے ہیں۔ لیجئے ماسٹر صاحب! یہ اخبار بدر ہے قادیان سے چھپا ہے۔ تاریخ اشاعت ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء ہے۔ اس کے صفحہ ۱۴ پر نظم ہے۔ یہ اس کے شعر ہیں۔ پڑھ کر سنائیں۔ ماسٹر صاحب اخبار لیتے ہیں۔ حوالہ پڑھ کر سناتے ہیں۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

لوگو! حوالہ صحیح ہے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب مرزا غلام احمد کی کتاب شہادت القرآن اٹھاتے ہیں۔ ص ۴۱ کھول کر ماسٹر صاحب کو دکھاتے ہیں کہ یہ کتاب ربوہ کی چھپی مرزا کی لکھی ہوئی ہے۔ اس میں جس حدیث کا تذکرہ ہے۔ وہ ’’ھذا خلیفة اللہ المھدی ‘‘ والی حدیث ساری بخاری شریف میں موجود نہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ میں ہر اس قادیانی کو دس ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہوں جو بخاری شریف سے یہ روایت مجھے دکھا دیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کے تمام قادیانی، مرزا قادیانی سمیت دس دفعہ ماں کے پیٹ سے بھی نکل کر آئیں تو پھر بھی میرے اس چیلنج کو قبول نہیں کر سکتے...... لیجئے ماسٹر صاحب! یہ چوتھا اور آخری حوالہ ہے۔ اخبار الفضل ہے۔ قادیان کا چھپا ہوا۔ تاریخ اشاعت ۳۱ر اگست ۱۹۳۸ء ہے۔ اس کے صفحہ ۶ پر مرزا قادیانی کے ایک مرید کا خط موجود ہے جو یہ کہتا ہے کہ مرزا قادیانی کبھی کبھی زنا بھی کرلیا کرتے تھے۔ ماسٹر صاحب نے چوتھا اور آخری حوالہ پڑھا لوگ مولانا اللہ وسایا زندہ باد کے نعرے لگا رہے ہیں۔ ماسٹر صاحب اعلان کرتے ہیں۔

حضرات آپ انتظار کریں۔ میں فیصلہ کا اعلان کرتا ہوں۔ کاغذ وقلم لا کر سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔ ماسٹر صاحب موصوف درج ذیل فیصلہ فرماتے ہیں۔

اہل اسلام کی فتح اور قادیانیوں کی ذلت آمیز شکست کا اعلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

آج ۹/مارچ ۱۹۸۱ء بروز پیر تین بجے دن مسجد لاری اڈہ چک عبداللہ ضلع بہاول نگر میں حسب تحریر وعدہ مولانا اللہ وسایا مبلغ ختم نبوت ربوہ، مولانا خدا بخش، مولانا قاضی اللہ یار خان، مبلغین ختم نبوت کتابیں لے کر تشریف لائے۔ مگر رانا بشارت احمد (فریق ثانی) مرزائی وعدہ تحریر کے باوجود نہ آئے۔ مولانا اللہ وسایا نے سینکڑوں مسلمانوں کی موجودگی میں ہر چہار حوالہ جات دکھائے۔ میں نے ان کو تمام مسلمانوں کی موجودگی میں دیکھا پڑھا، حوالہ جات صحیح ہیں۔ مبلغین ختم نبوت کا مؤقف صحیح ہے۔ رانا بشارت احمد نہ آنے کی وجہ سے پانچ صد روپیہ مبلغین ختم نبوت کو ادا کرے اور اپنے سابقہ وعدہ وتحریر کی بناء پر مرزائی مذہب سے بھی تائب ہو جائے۔ بہرحال مبلغین ختم نبوت کا مؤقف صحیح ہے۔ میں ان کی فتح اور رانا بشارت احمد قادیانی کی شکست کا اعلان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مبلغین ختم نبوت اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان مساعی کو قبول کرے۔

دستخط ثالث شفیق احمد انصاری بقلم خود مورخہ ۹/مارچ ۱۹۸۱ء، پانچ بجے شام

اس دستاویز پر پچیس تیس گواہوں نے دستخط کئے۔ (رپورٹ: حافظ محمد حنیف ندیم)

مناظرہ چناب نگر

۳۰ر ستمبر ۱۹۸۲ء صبح دس بجے کے قریب راقم (اللہ وسایا) اپنے دفتر مسلم کالونی چناب نگر میں بیٹھا مطالعہ کر رہا تھا کہ سامنے ایک سفید ریش، پگڑی باندھے، سفید کپڑے پہنے سائیکل پر معمر آدمی آیا۔ اس کی وضع قطع دیکھ کر میں نے اندازہ لگالیا کہ یہ شخص قادیانی ہے۔

اس نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے اٹھ کر خیر مقدم کیا۔ ان کا سائیکل لے کر سائے میں رکھا۔ وہ دفتر کے کمرہ میں تشریف لائے۔ ان کے لئے میں نے سفید چادر بچھانا چاہی۔ اصرار سے انہوں نے روک دیا، بیٹھ گئے۔ خیر خیریت کے بعد وہ گویا ہوئے کہ مجھے روشن دین کہتے ہیں۔ میں کوئٹہ میں جماعت احمدیہ کا مربی رہا ہوں۔ عرصہ سے میں جماعت کی تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔ اب میری ڈیوٹی خلیفہ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں لگ گئی ہے۔ ربوہ (چناب نگر) میں سیر و سیاحت کے ارادے سے نکلا تھا۔ آپ کے لئے یہ مٹھائی لایا ہوں۔ قبول فرمائیں۔ آپ سے مجھے مل کر خوشی ہوئی اور راقم نے بھی جواباً ان کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ ان کی زحمت فرمائی پر دل و نگاہ بچھا دیئے۔ مگر مٹھائی لینے پر معذرت کی۔ انہوں نے اصرار کیا تو میں نے عرض کیا کہ آپ اپنی جماعت کے اصول و ضوابط کے پابند ہیں۔ میں اپنی جماعت کے اصول و ضوابط کا پابند ہوں۔ میری جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کی ربوہ (چناب نگر) کے محاذ پر کام کرنے والے مبلغین و کارکنوں کو ہدایت ہے کہ وہ آپ حضرات کا کوئی تحفہ، ہدیہ قبول نہ کریں۔ اس پر وہ گویا ہوئے۔

روشن دین قادیانی: مولانا آپ کے یہاں پر کھانے کا کیا انتظام ہے؟

راقم: ہمارے مدرسہ ختم نبوت میں جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں مجلس تحفظ ختم نبوت نے لنگر قائم کیا ہوا ہے۔ باورچی ہے جو اساتذہ، مبلغین، طالب علموں و مہمانوں کا کھانا صبح و شام تیار کرتا ہے۔ جملہ مصارف مجلس خود برداشت کرتی ہے۔

روشن دین قادیانی: مولانا یہاں ربوہ (چناب نگر) میں ہماری جماعت نے کھانا کھلانے کے لئے وسیع لنگر کا انتظام کیا ہوا ہے۔ آپ مسافر ہیں، ضرورت ہو تو وہاں سے آپ کھانے کی تکلیف کر لیا کریں۔

راقم: مکرم آپ بزرگ سفید ریش ہیں، میرے قابل احترام ہیں۔ آپ ایسی بات نہ

کریں۔ جس سے مجھے تکلیف پہنچے، میں نے عرض کیا ہے کہ نہ صرف میرے بلکہ جملہ مبلغین، مدرسین، طلباء کرام اور مہمانوں کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت نے لنگر کا یہاں پر انتظام کر رکھا ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے کسی کے دروازہ پر جانے کی۔ اگر آپ برا نہ منائیں تو آپ پہلے آدمی ہیں جن کو یہ جرأت ہوئی ہے جو مرزائیوں کے لنگر سے کھانے کی ہمیں دعوت دے رہا ہے۔ آپ میرے جذبات کا خیال رکھیں۔ ایسی گفتگو نہ فرمائیں جس سے تلخی ہو۔

روشن دین قادیانی: مولانا ایک ہوتے ہیں عقائد، ایک ہوتے ہیں معاملات۔ آپ کا ہمارا عقائد کا اختلاف ہے۔ معاملات میں تو باہمی پیار و محبت کا مظاہرہ ہونا چاہئے۔ اس لئے میں اپنے مؤقف پر قائم ہوں۔

راقم: مکرمی میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ اس تلخ موضوع کو چھیڑیں۔ آپ میری درخواست کے علی الراغم اگر مصر ہیں تو سنئے کہ مجھے آپ حضرات کے عقائد و معاملات دونوں سے اختلاف ہے، اور یہ ہو بھی سکتا ہے کوئی ایسی بعید بات نہیں۔ بلکہ بسا اوقات عقیدہ میں متفق و متحد ہوتے ہوئے بھی انسان معاملات میں مختلف ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید ہم عقیدہ و ہم مشرب خواجہ کمال الدین، سرور شاہ، مولوی محمد علی تھے۔ تینوں مرزا قادیانی کے مرید باصفا تھے۔ مگر مرزا قادیانی کے معاملات پر ان کو نہ صرف اختلاف تھا بلکہ وہ شاکی تھے کہ چندہ کی رقم جو لنگر کے لئے جاتی ہے۔ مرزا کی بیوی اس سے زیورات بنواتی ہے۔ (کشف الاختلاف از سرور شاہ قادیانی ص ۱۳،۱۴)

یہ گفتگو قادیانی جماعت کے لٹریچر میں موجود ہے۔ آپ انکار نہیں کریں گے۔ اگر انکار فرمائیں تو حوالہ میرے ذمہ، تو میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک آدمی عقیدہ میں متحد، معاملات میں مختلف ہوسکتا ہے۔ جبکہ میری پوزیشن یہ ہے کہ عقیدہ و معاملات میں مجھے آپ حضرات کے رویہ پر اعتراض ہے۔

روشن دین قادیانی: مولانا آپ نے خواجہ کمال الدین، مولوی محمد علی کے مرزا قادیانی کی ذات پر اعتراض کا ذکر کیا تو دیکھئے عیسائی حضور ﷺ کی ذات پر اعتراض کرتے ہیں۔

راقم: جناب مکرم! آپ تمام گفتگو میں یہ خیال رکھیں کہ حضور ﷺ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا تقابل نہ کریں۔ میں اسے سوء ادبی سمجھتا ہوں۔ اس کا بطور خاص خیال رکھئے گا۔

۲...... جہاں تک اعتراض کا تعلق ہے تو عیسائی حضور ﷺ پر اعتراض کرتے ہیں صحابہؓ

کرامؓ جو آپ ﷺ کے جان نثار تھے وہ تو اعتراض نہیں کرتے مگر یہاں تو الٹی گنگا ہے کہ:
مرزا غلام احمد قادیانی پر کوئی مسلمان یا عیسائی فریق نہیں بلکہ اس کے اپنے جان نثار وفداکار معترض ہیں کہ ان کی زندگی فقر وفاقہ کی نہیں، شاہانہ وعیاشانہ ہے تو آپ عیسائیوں اور مولوی محمد علی، خواجہ کمال الدین کو ایک لاٹھی سے کیوں ہانک رہے ہیں؟

روشن دین قادیانی: مولانا اچھا آپ کی مرضی، نہ کھائیں کھانا ہمارے لنگر سے۔

راقم: میں نے ابتداء میں عرض کیا تھا کہ آپ اس موضوع کو نہ چھیڑیں۔

راقم: کوئی گفتگو علمی ہونی چاہئے۔

روشن دین قادیانی: ٹھیک ہے ضرور میرا خیال بھی یہی ہے۔

راقم: خیال نہیں بلکہ پروگرام ومقصد آمد بھی یہی ہے۔

روشن دین قادیانی: ہنس کر آپ ٹھیک کہتے ہوں گے تو گفتگو میں قرآن مجید سے حوالہ جات پیش ہوں۔

راقم: مکرمی مجھے خوشی ہے مگر آپ اتنا ارشاد فرمائیں کہ جس طرح قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ہمارے لئے قابل قبول علی الرأس والعین اور مرزا غلام احمد کی کتب وتحریرات آپ کے لئے قابل قبول ہونی چاہئیں۔ قرآن مجید واحادیث سے آپ مجھے ملزم کریں۔ مرزا قادیانی کی تحریرات سے میں آپ کو ملزم کروں گا۔ آپ مرزا قادیانی کی کتب سے جان نہ چھڑائیں۔ میرے نبی ﷺ کا فرمان میرے لئے سرآنکھوں پر، مرزا قادیانی کی کتب آپ کے لئے۔

روشن دین قادیانی: مولانا صرف قرآن مجید، آپ یوں سمجھئے کہ میں صرف قرآن مجید کو ہی مانتا ہوں۔

راقم: مجھے انتہائی خوشی ہوگی۔ میں قرآن مجید سے ہزار بار آپ سے گفتگو کروں گا۔ مگر آپ لکھ دیں کہ میں مرزا قادیانی کی تحریرات کو نہیں مانتا، یا ان کی تحریرات غلط ہیں تاکہ صرف قرآن مجید سے گفتگو ہو سکے۔

نوٹ: یاد رہے اس موقع پر موجود ایک ساتھی نے کہہ دیا کہ جناب مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۷۶، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰) پر کہا کہ ’’انا انزلناہ قریباً من القادیان‘‘ قرآن مجید نصف کے قریب صفحے کے دائیں جانب لکھا ہوا ہے، وہ کہاں ہے؟ قرآن مجید میں لاتا ہوں۔ آپ (روشن دین صاحب) مجھے نکال دیں۔

روشن دین قادیانی: وہ تو کشف یا خواب کی بات ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔
راقم: تو جناب روشن دین صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کا دینی طور پر مستقبل بھی روشن کرے۔ آپ یہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی کا کشف صحیح تھا یا غلط؟ اگر صحیح تھا تو قرآن مجید حاضر ہے۔ آپ ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' نکال کر دکھا دیں یا اعتراف کریں کہ مرزا قادیانی کے کشف کا حقیقت سے تعلق نہیں۔ جیسا کہ آپ نے ابھی فرمایا، مگر یہ لکھ بھی دیں۔
روشن دین قادیانی: چھوڑیئے! اگر آپ بحث علمی نہیں کرنا چاہتے تو میں چلتا ہوں۔
راقم: جناب کیوں اتنی خوشی وتمناؤں سے آئے، اتنی جلدی بھاگم بھاگ، آپ تشریف رکھیں اگر آپ کو یہ گفتگو پسند نہیں تو جو آپ کی پسند۔
روشن دین قادیانی: دیکھئے! حضور ﷺ سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔
راقم: معاف رکھیں۔ میں آپ کی بات درمیان سے کاٹ رہا ہوں۔ کیا کوئی شخص حضور ﷺ سے شان میں بڑھ سکتا ہے؟
روشن دین قادیانی: توبہ توبہ، معاذ اللہ! یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا۔
راقم: تو ان شعروں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر قادیان نمبر ۴۳ ج ۲ ص ۱۴، مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ان اشعار میں اکمل قادیانی نے مرزا غلام احمد قادیانی کو حضور ﷺ سے افضل واعلیٰ اور شان میں بڑھ کر کہا ہے۔ کیا اس سے حضور ﷺ کی توہین نہیں ہوئی؟ آپ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے شان میں کوئی نہیں بڑھ سکتا۔ مگر آپ کی جماعت کا شاعر کہتا ہے کہ غلام احمد، حضور ﷺ سے بڑھ کر ہے تو آپ صحیح کہتے ہیں؟ یا آپ کی جماعت کا اکمل قادیانی؟ ایک صحیح، ایک غلط، صحیح کون ہے غلط کون، فیصلہ فرمائیں؟
روشن دین قادیانی: مولانا! آپ تو محض اعتراض کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کے دوسرے سربراہ جناب بشیر الدین محمود احمد نے صاف کہا ہے کہ یہ شعر غلط ہیں۔ ان سے واقعتاً حضور ﷺ

کی توہین کا پہلو نکلتا ہے، یہ غلط ہیں۔ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ (احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک ص ۲۰۸)

راقم: جناب دیکھئے! کہ بشیر الدین محمود صاحب نے تو کہا کہ یہ شعر غلط ہیں۔ مگر اکمل شاعر کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے حضور میں نے یہ شعر پڑھے، مرزا قادیانی نے تحسین کی۔ مجھے جزاک اللہ کہا۔ ان شعروں کو جو خوبصورت قطعہ کی شکل میں لکھے ہوئے تھے۔ وہ گھر میں لے گئے۔ (الفضل قادیان مورخہ ۲۲ راگست ۱۹۴۴ء ج ۳۲ نمبر ۱۹۶ ص ۴)

بیٹا بشیر الدین کہے شعر غلط، باپ غلام احمد کہے جزاک اللہ! اور کرے تحسین، تو اب آپ فرمائیں کہ باپ غلط یا بیٹا غلط، کون صحیح کون غلط؟ ایک شاعر، ایک شعر، اس کی باپ کرے تحسین، بیٹا کرے تغلیط تو صحیح کون غلط کون؟ وضاحت فرمایئے۔

روشن دین قادیانی: مولانا آپ حوالہ دیں کہ مرزا قادیانی نے کہاں تحسین کی ہے۔

راقم: فقیر ہزار بار حوالہ دکھانے کا پابند ہے مگر آپ لکھ کر دے دیں کہ اگر حوالہ دکھادوں تو آپ باپ بیٹے میں سے کس کو صحیح اور کس کو غلط فرمائیں گے۔

روشن دین قادیانی: دیکھئے مولانا آپ حوالہ دکھائیں تو سہی۔

راقم: جناب فقیر حوالہ کا پابند ہے۔ مگر آپ کا ردعمل کیا ہوگا؟ وہ لکھوادیں۔

روشن دین قادیانی: مولانا حوالہ ہے نہیں۔

راقم: بالکل صحیح! اگر حوالہ نہ دکھا سکوں تو میری سزا تجویز کر دیں۔ میں اس پر دستخط کر دیتا ہوں۔ سزا تجویز کرنے کا بھی آپ کو اختیار دیتا ہوں۔ اگر حوالہ دکھادوں آپ بشیر الدین اور غلام احمد میں سے کس کو غلط، کس کو صحیح فرمائیں گے؟ وہ آپ لکھ دیں۔

وہ لکھنے پر قطعاً آمادہ نہ ہوئے۔ ہزار جتن کئے مگر وہ نہ مانا۔ گدی کھجلائے، سر ہلائے، ہاتھ پاؤں مارے۔ ناک بھوں چڑھائے، مگر حوالے دیکھنے کے بعد ردعمل کیا ہوگا؟ کی تحریر پر آمادہ نہ ہوا۔ فقیر کی آواز قدرتاً بلند ہے۔ آہستہ سے آہستہ گفتگو بھی دور تک سنائی دیتی ہے۔ اگر یہ تڑاکم تڑاک آواز خوبی ہے تو قدرت کا عطیہ، اگر عیب ہے تو فہومنی، میری آواز سن کر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب ظفر بھی اپنے گھر سے آگئے۔ راقم نے پوری تفصیل عرض کی۔ مولانا نے از راہ انصاف مکرم روشن دین صاحب سے فرمایا کہ بات صحیح ہے۔ حوالہ نہ دکھا سکیں تو مولانا کی سزا اور اگر دکھادیں تو آپ کا ردعمل تحریر ہو جائے۔ مگر وہ صاحب نہ مانے۔ گم صم بنے بیٹھے رہے۔ راقم کا جب اصرار ہوا تو وہ بولے۔

روشن دین قادیانی: دیکھئے! ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق......

راقم: میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کو ''مسیح موعود'' نہ کہیں اور نہ ہی ''علیہ السلام''۔

روشن دین قادیانی: تنگ نظری کی انتہاء ہے۔ میرا عقیدہ ہے، آپ کیوں روکتے ہیں؟

راقم: میری تنگ نظری نہیں، آپ کا بھلا اسی میں ہے۔

روشن دین قادیانی: تو مجھے اپنے عقیدہ کا برملا اظہار کرنے دیں کہ مرزا قادیانی، مسیح موعود علیہ السلام تھے۔

راقم: جناب اگر آپ کو اپنے عقیدہ کے اظہار کا حق حاصل ہے تو کیا آپ مجھے بھی آپ میرے عقیدہ کے اظہار کا حق دیتے ہیں؟

روشن دین قادیانی: بالکل کیوں نہیں؟

راقم: میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ الفاظ کہوں۔ مگر آپ نے مجبور کر دیا تو آپ کے نزدیک مرزا قادیانی مسیح موعود، میرے نزدیک دجال۔ آپ کے نزدیک مرزا قادیانی علیہ السلام میرے نزدیک مستحق لعنت ونفرین ہیں۔ اب آپ اپنے عقیدہ کا اظہار کریں۔ میں اپنے عقیدہ کا۔ اب آپ کو ناگوار نہ گزرے، دونوں اپنے اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے رہیں۔ میں یہ نہیں چاہتا تھا، یہ آپ نے مجبوراً مجھ سے کہلوایا ہے۔

روشن دین قادیانی: جو کسی پر لعنت کرے وہ کہنے والے پر پڑتی ہے۔

راقم: مجھے آپ کا یہ اصول بھی قابل قبول۔ میں نے کہا ایک دفعہ لعنتی۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہزار بار، لفظ لعنت، لعنت، لعنت، لعنت کی گردان (نور الحق ص ۱۵۸ تا ۱۶۲، خزائن ج ۸ ص ایضاً) تو وہ ہزار بار لعنتی، ناراض نہ ہوں۔ یہ شخصیت پر اعتراض نہیں، اس کی تحریر موجود ہے وہ اپنی تحریر کی رو سے اب جانچے پرکھے، ناپے تولے، کریدے کھودے جا رہے ہیں۔

روشن دین قادیانی: آپ کی تنگ نظری کا تو یہ عالم ہے کہ آپ ہمیں مرزائی کہتے ہیں۔ حالانکہ ہم احمدی ہیں۔

راقم: ناراض نہ ہوں کہ یہ آپ کی جماعت کے متعلق مرزائی کا لفظ، ہم مسلمانوں نے نہیں بلکہ آپ نے خود تجویز کیا ہے۔

روشن دین قادیانی: جھوٹ کی انتہاء ہوگئی۔

راقم: نہیں سچ کی ابتداء ہے کہ آپ کے مرزا قادیانی کی زندگی میں، قادیان میں آپ کی جماعت کا سالانہ جلسہ ہوا۔ آپ کا مرزا، آپ کا قادیان، آپ کا سالانہ جلسہ، آپ کا شاعر، آپ کا شعر، آپ کے سامعین، آپ کا مولوی محمد علی ایم اے۔ اس کے متعلق شاعر نے کہا۔

کیا جس نے راز طشت از بام عیسائیت کا
یہی وہ ہیں یہی وہ ہیں یہی ہیں پکے مرزائی

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۰۷ء)

مرزا قادیانی کے زمانہ میں مرزا قادیانی کے قادیان میں مرزا قادیانی کے جلسہ پر مرزا قادیانی کے مرید نے اپنی جماعت کے متعلق مرزائی پکے مرزائی، پکے مرزائی کے لفظ کا استعمال کیا۔ مرزا قادیانی آپ کی جماعت نے آج تک ان شعروں پر اعتراض نہ کیا تو یہ میرا قصور نہیں۔ آپ کی جماعت کا یہ پسندیدہ نام ہے۔ گھبرائیں نہ، میں حکیم نورالدین کا بھی حوالہ پیش کردوں۔ وہ بھی کہتے ہیں۔ (میں اور اکثر عقلمند مرزائی......) (کلمتہ الفصل ص ۱۵۳)

روشن دین قادیانی: نا، نا، نا۔ مولانا! بس مجھے اجازت، میں پھر حاضر ہوں گا۔

راقم: آپ کی مرضی اگر جانا چاہیں تو بخوشی جاسکتے ہیں۔ آپ کو میں پابند نہیں کرسکتا۔ مگر کنڑی ضلع میرپور خاص سندھ کی ایک بات سن لیں۔

روشن دین قادیانی: نہ، نہ، نہ۔ مجھے اجازت! یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ راقم نے مٹھائی کا لفافہ ان کے ہاتھ میں تھما دیا۔ انہوں نے کہا کہ اچھا آپ نہ رکھیں کسی کو دے دیں۔ فقیر نے عرض کیا کہ مرزائی جماعت میں اس کے بے شمار غریب لوگ مستحق موجود ہیں، ان کو آپ اپنے ہاتھوں سے دے دیں۔

روشن دین قادیانی: اچھا جی! اجازت۔

راقم: ٹھیک ہے۔ راقم سائیکل اٹھا کر سڑک پر لے گیا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب ظفر بھی ہمراہ الوداع کہنے کے لئے گئے۔ جاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جی میں پھر حاضر ہوں گا۔ راقم نے عرض کیا کہ میں آپ کے لئے سراپا انتظار ہوں۔ مگر راقم کا وجدان کہتا ہے کہ سینکڑوں مرزائی مبلغین یہ وعدہ کر کے گئے۔ مگر وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہوگیا۔ ان کی بھی حالت یہی ہوگی۔ خدا کرے آجائیں۔ اگر تشریف لائیں گے تو بخاریؒ کے خدام پھر بھی حاضر دیدہ باید۔ ان کو رخصت کر کے آئے تو مولانا عبدالرحمٰن صاحب ظفر نے فرمایا کہ وہ

کنری کا آپ کیا واقعہ سنانا چاہتے تھے؟ جوانہوں نے نہ سنا۔

فقیر نے عرض کیا کہ ہوا یوں کہ آج سے برسوں پہلے کنری سندھ میں ایک مسلمان لوہار کی دکان پر ایک مرزائی آ گیا۔ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی مدح وتوصیف شروع کر دی اور کہا کہ مرزا قادیانی تمام نبیوں کا سردار تھا۔ مسلمان لوہار دستے والی کلہاڑی کی دھار تیز کرتا رہا۔ جب مرزائی مبلغ کی تبلیغ کرتے کرتے منہ میں جھاگ تیرنے لگی تو مسلمان نے کلہاڑی لہرا کر مرزا قادیانی کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور مرزائی سے مطالبہ کیا کہ جو گالیاں مرزا قادیانی کو میں نے دی ہیں، تم بھی دہراتے چلو تا کہ سبق یاد ہو جائے۔ مرزائی ڈر کے مارے گفتنی و ناگفتنی ان گالیوں کی گردان مرزا قادیانی کو سنانے میں مسلمان لوہار سے بھی چند قدم آ گے۔

اب مسلمان نے وہ تیز دھار کلہاڑی مرزائی کے ہاتھ تھما دی اور گردن جھکا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا کہ آپ مجھ سے یہ مطالبہ کریں کہ میں نعوذ باللہ! حضور ﷺ کی توہین کروں ورنہ کلہاڑی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کہہ کر لوہار رو پڑا کہ میں مر جاؤں گا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہونا قبول کر لوں گا۔ لیکن حضور ﷺ کی توہین کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ مرزائی مبلغ صاحب آپ کے اور ہمارے سچے جھوٹے ہونے کی یہی دلیل ہے۔ سچے ہی کی توہین ناقابل برداشت، جھوٹے کی جتنی توہین کئے جاؤ، اس جھوٹے کے ماننے والوں پر اس کا اثر نہ ہوگا۔

قارئین کی دلچسپی و معلومات کے لئے وہ حوالے نقل کر دیتا ہوں جو روشن دین نے تحریر کے خوف سے دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ اکمل کے شعر (اخبار بدر قادیان شمارہ نمبر ۴۳ ج ۲ مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء) میں ہے۔ اخبار دفتر ختم نبوت ملتان میں اصل موجود ہے۔ ان شعروں کو غلط کہنے کی تفصیل قاضی نذیر مرزائی کی احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک میں بشیر الدین محمود کا انکار اور ان اشعار سے اظہار لاتعلقی اس میں موجود ہے۔ جب کہ ان اشعار کی تحسین، اور تعریف از مرزا غلام احمد قادیانی (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۲/اگست ۱۹۴۴ء ج ۳۲ ش ۱۹۶) میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ اخبار بھی اصل دفتر ختم نبوت ملتان میں موجود ہے۔ اب مرزائی احباب بھی ہر سہ حوالہ جات دیکھ کر فیصلہ کر لیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزا بشیر الدین میں سے کون جھوٹا تھا اس لئے کہ مرزا قادیانی ان شعروں کو صحیح کہتا ہے، بیٹا غلط۔ کیا انصاف پسند مرزائی اس کی وضاحت کریں گے؟ تا قیام قیامت مرزائی حضرات پر میرا یہ قرض ہے۔ الیس منکم رجل رشید!

مناظرہ جناح کالونی ...... فیصل آباد

''یہ مناظرہ دو مجلسوں میں حافظ محمد حنیف (ندیم سہارنپوریؒ) اور فیصل آباد کے مشہور مرزائی مبلغ اکرام صاحب کے درمیان ہوا۔ یہ صاحب مرزائیوں کی نام نہاد عبادت گاہ جو امین پور بازار میں ہے، اس کے متولی محمد یوسف کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ پہلی نشست جمعہ ۲/دسمبر ۱۹۸۳ء بعد نماز عصر طاہر صاحب کے مکان پر اور دوسری نشست مراد کلاتھ ہاؤس والے مشہور مرزائیوں کی کوٹھی پر ہوئی۔ دوسری نشست میں مولانا اللہ وسایا صاحب بھی شریک ہوئے۔ ذیل میں اس مناظرہ کی مکمل روئیداد پیش خدمت ہے۔''

محمد طاہر صاحب جناح کالونی کے ایک مسلمان نوجوان ہیں۔ ان کی ایک مرزائی نوجوان سے دوستی اور تعلقات تھے۔ طاہر صاحب نے ایک دن باتوں باتوں میں اپنے دوست کو کہا کہ آپ مرزائیت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ مرزائی نوجوان نے کہا میں ضرور سمجھنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ ان سے ایک مجلس میں گفتگو کا طے ہو گیا۔

طاہر صاحب نے حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ سے فون پر رابطہ قائم کر کے صورتحال ان کے سامنے رکھی۔ مولانا نے اسے کہا کہ آپ اس نوجوان کو لے کر آجائیں۔ حافظ محمد حنیف یہاں موجود ہیں، وہ گفتگو کریں گے اور ان نوجوان کو سمجھائیں گے۔ مولانا نے حافظ صاحب کو بتا دیا تھا کہ دو نوجوان آ رہے ہیں۔ آپ ان سے گفتگو کریں۔ وہ یہاں انتظار کرتے رہے۔ لیکن وہ اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے یہاں نہ آسکے۔ اس کے بعد جمعہ ۲/دسمبر کو طاہر صاحب مرزائی نوجوان سے گفتگو کا وقت طے کر کے آئے۔ ان کے ساتھ بخاری مسجد جناح کالونی کے خطیب مولانا محمد یونس صاحب بھی تھے۔ حافظ صاحب کے بارے میں پوچھا اور اپنا مدعا بیان کیا۔ ہر چند حافظ صاحب نے اصرار کیا کہ کوئی اور وقت مقرر کر لیں۔ اس دوران میں کچھ کتابیں بھی ربوہ سے منگوالوں گا۔ لیکن چونکہ وقت طے تھا اس لئے انکار پر ان کا اصرار غالب آ گیا اور حافظ صاحب ان کے ساتھ چلے گئے۔

نمازعصر کے بعد وہاں پہنچے۔ تھوڑی دیر بعد مرزائی نوجوان بھی آ گئے۔ ان کے ہمراہ مرزائی جماعت فیصل آباد کے ایک سرکردہ راہنما اکرام صاحب بھی تھے۔ ان کے پہنچنے پر مرزائی دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے حافظ صاحب نے سلسلۂ کلام یوں شروع کیا۔

حافظ محمد حنیف: مجھے خوشی ہے آپ تشریف لائے۔ گفتگو شروع کرنے سے پہلے میری آپ سے گزارش ہے کہ میں اور میرے تمام دوست مسلمان اور محمدی ہیں۔ اگر ہمیں کسی کافر، مشرک، عیسائی وغیرہ کو تبلیغ کا موقع ملے گا تو ہم اس کے سامنے سرکار دوعالم ﷺ کی خوبیاں، کمالات اور اپنے سچے مذہب اسلام کی صداقت اور حقانیت کو واضح کریں گے۔ یہ نہیں کہ اس کو ہم یہ تو بتادیں کہ ہم محمدی ہیں۔ ہمارا مذہب اسلام ہے اور بحث ہم شروع کردیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے پیغمبر تھے یا نہیں تھے؟ اسی طرح اگر کوئی عیسائی ہمارے پاس آتا ہے اور ہمیں تبلیغ کرتا ہے تو وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی پہلے نبی پر گفتگو نہیں کرے گا۔ بلکہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی خوبیاں اپنے مذہب کے مطابق پیش کرے گا۔ اسی طرح آپ لوگ (مرزائی) ہمیں دعوت تو یہ دیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھا۔ یہ تھا، وہ تھا اور جھگڑا شروع کردیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا...... یہ گفتگو خلاف اصول اور خلاف ضابطہ ہے۔ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی میں کیا کیا خوبیاں تھیں۔ ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ ان میں کیا کیا خامیاں تھیں۔ ان کا کردار کیسا تھا؟ اخلاق کیسا تھا؟ وغیرہ وغیرہ۔

کسی باقاعدہ اور باضابطہ گفتگو سے پہلے ہمیں یہ موضوع متعین کرنا ہوگا کہ ہم فلاں موضوع پر گفتگو کریں گے۔

اکرام مرزائی: مولوی صاحب! ہمارا اور آپ کا اختلاف یہ ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانتے ہیں اور یہ قرآن کے خلاف ہے اور ہم نے گفتگو حیات ووفات عیسیٰ (علیہ السلام) کے موضوع پر کرنی ہے اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ آپ اس موضوع کی طرف نہیں آئیں گے۔

حافظ محمد حنیف: یہ آپ نے کیسے دعویٰ کرلیا کہ میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نہیں آؤں گا۔ میں اس موضوع پر ضرور گفتگو کروں گا۔ لیکن پہلے موضوع کے تعین پر گفتگو ہو جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مار کر بھی آپ نے یہی کہنا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھا۔ اس لئے کیوں نہ ہم پہلے ہی مرزا صاحب کی ذات پر گفتگو کرلیں۔ جس شخص نے سرکار دو عالم ﷺ کی مسند ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے اور امت میں انتشار پیدا کیا ہے، اس ذات پر کیوں بحث نہ کی جائے؟

اکرام مرزائی: دیکھا! میں کہتا تھا کہ حیات عیسیٰ پر گفتگو نہیں کریں گے۔ آپ اس کا ثبوت ہی نہیں دے سکتے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہے اور وہی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوگا۔ کیا آپ قرآن میں دکھا سکتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھا لئے گئے؟

حافظ محمد حنیف: اگرچہ ہمارا موضوع طے نہیں ہے اور آئندہ گفتگو کے لئے موضوع کا تعین کیا جا رہا ہے۔ لیکن پھر بھی میں یہ واضح کرتا چلوں کہ قرآن کی آیت: ''**وما قتلوہ یقیناً ۰ بل رفعہ اللہ الیہ و کان اللہ عزیزاً حکیما** (النساء:۱۵۸،۱۵۷)''

جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا گیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ یعنی یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر خدا کو اوپر اٹھا لیا جسے وہ قتل کرنا چاہتے تھے۔ رہی یہ بات کہ اس میں آسمان کا ذکر کہاں ہے؟ تو اس سلسلہ میں میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اگر میں آپ کو تفسیروں کے حوالے دوں تو آپ ان کا انکار کردیں گے۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کو حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف لے چلوں۔ کیونکہ قرآن میں ایک مسئلہ اجمالی رنگ میں بیان ہوا اور حدیث رسول اللہ ﷺ نے اسے تفصیل سے بیان کردیا۔ مثلاً حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ (ابھی حافظ صاحب یہیں تک پہنچے تھے کہ مرزائی اکرام درمیان میں بول پڑا)

اکرام مرزائی: نہ، نہ، نہ! میرا مطلب یہ ہے کہ پہلے آپ رفع آسمانی ثابت کریں۔

حافظ محمد حنیف: میں نے تو رفع ثابت کر دیا یہودی جس کو قتل کرنا چاہتے تھے، اللہ نے اس کا رفع فرمایا۔

اکرام مرزائی: رفع سے مراد بلندی مرتبت ہے نہ کہ روح اور جسم کا اوپر اٹھایا جانا۔

مولانا محمد یونس: یہ معنی قیاس ہے۔ آپ قیاس کی طرف نہ جائیں اور من گھڑت ترجمہ نہ کریں۔

حافظ محمد حنیف: خدا نے بہت سی چیزیں حلال کی ہیں اور بہت سی حرام کی ہیں۔ قرآن میں کچھ چیزوں کے حلال اور حرام کا تذکرہ ہے۔ مثلاً ایک صاحب آپ سے سوال کرے کہ گدھا حلال ہے یا حرام اور ساتھ ہی یہ تقاضا بھی کرے کہ اس کا جواب قرآن سے دیں۔ مجھے آپ بتائیں کہ آپ قرآن سے دکھا سکتے ہیں کہ گدھا حلال ہے یا حرام؟ ظاہر ہے کہ ہمیں کسی چیز کی حلت یا حرمت پر قرآن پاک میں اشارہ نہیں ملتا تو ہمیں حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

اگر آپ یہی دیکھنا چاہتے ہیں کہ قرآن پاک میں آسمان کا ذکر کہاں ہے؟ تو میں بھی دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت کا لفظ بھی کہیں نہیں آیا۔ ثبوت آپ کے ذمے؟ میں پھر آپ سے کہتا ہوں کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی سے جان نہیں چھڑانا چاہتے ہیں جو ہمارے اور آپ کے اصلی اختلاف کا سبب ہے۔

اکرام مرزائی: آپ نے سوال کیا کہ قرآن میں کہیں موت کا لفظ نہیں آیا۔ حالانکہ قرآن مجید میں ''**وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل**'' موجود ہے۔ اس آیت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے پہلے کے رسول سب وفات پا چکے۔ جیسا کہ ''**قد خلت من قبله الرسل**'' سے واضح ہے۔ اگر سب نبی فوت نہیں ہوئے تو یہ اس آیت کے خلاف ہے۔ کیوں جی! ''**قد خلت**'' کا کیا معنی ہے؟

حافظ محمد حنیف: ''**قد خلت**'' کا معنی جگہ چھوڑنا، خالی کرنا اور گزرنا ہے۔ موت نہیں

ہے۔ میں نے آپ سے سوال یہ کیا تھا کہ آپ قرآن میں موت کا صحیح لفظ دکھائیں۔

اکرام مرزائی: گزرنا بھی موت کے معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔

حافظ محمد حنیف: اگر یہی معنی ہے تو پھر قرآن پاک کی اس آیت ''وکــــــذالک ارسلنک فی امة قد خلت من قبلها امم (الرعد: ۳۰)''

یہ حضور ﷺ کو فرمایا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ اے نبی ﷺ بھیجا ہم نے آپ کو ایک امت میں اس سے پہلے بہت سی امتیں ہو چکی ہیں۔ اگر ''قد خلت'' کا معنی موت کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلی سب امتیں مر چکی ہیں۔ حالانکہ عیسائی اب بھی موجود ہیں جو اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امتی کہلاتے ہیں اور یہودی اب بھی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتی ہونے کے دعویدار ہیں۔ اگر اس طرح معنی کئے جاتے رہے تو قرآن پاک معاذ اللہ غلط ٹھہرتا ہے۔

اکرام مرزائی: میں عالم نہیں ہوں۔ لیکن بہر حال عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا اور یہ کہنا کہ انہیں آسمان پر اٹھایا گیا تھا خلاف معمول ہے۔ (یعنی قانون قدرت کے خلاف ہے) جب یہ خلاف معمول ہے تو ہمیں پہلے اسی پر گفتگو کرنا چاہئے۔

حافظ محمد حنیف: کہاں آپ موت ثابت کر رہے تھے؟ کہاں یہ کہنے لگ گئے کہ یہ خلاف معمول (یعنی قانون قدرت کے خلاف) ہے۔ لیکن اگر واقعی یہ خلاف معمول ہے تو آپ کے مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

''ولم یمت ولیس من المیتین'' (نور الحق حصہ اوّل، خزائن ج ۸ ص ۶۹)

تو ذرا بتایئے کہ موسیٰ علیہ السلام کیسے زندہ ہیں اور آسمان پر کیسے پہنچ گئے؟

اکرام مرزائی: یہ غلط ہے مرزا صاحب نے کہیں نہیں لکھا۔

حافظ محمد حنیف: یہ ذمہ داری میری ہے کہ میں حوالہ دکھاؤں۔ اگر میں حوالہ دکھا دوں تو پھر آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس بات پر گفتگو کے لئے تیار ہو جائیں گے کہ مرزا صاحب کیا تھا اور کیا نہیں تھے۔ ان کا کردار کیا تھا اور اخلاق کیسے تھے؟

اکرام مرزائی: نہیں پھر بھی ہم گفتگو اسی موضوع پر کریں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں؟

حافظ محمد حنیف: آپ یہ کہہ چکے ہیں کہ میں عالم نہیں تو آپ ایک علمی بحث کیوں چھیڑنا چاہتے ہیں۔ آپ کا مقصد یہی ہے کہ مرزا قادیانی کے صدق و کذب کی آسان اور عام فہم بحث کو چھوڑ کر مشکل الفاظ کی بحث شروع کر دی جائے اور پھر لغت کی کتابوں تک نوبت پہنچ جائے۔ جو نہ آپ کی سمجھ میں آنے والی ہے اور نہ ہی ان لوگوں کی جو یہاں موجود ہیں۔

دیکھئے جناب! مرزا قادیانی آپ کے لئے حجت ہیں وہ جو کچھ فرمائیں گے، گو وہ ہم نہیں مانتے۔ لیکن آپ کو بلا چون و چرا قبول کر لینا چاہئے۔ آپ کے مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے نہیں ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۴۰، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱)

جب یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے ہی نہیں ہے اور جیسا کہ آپ کے مرزا قادیانی نے لکھا ہے تو اس پر بحث کیوں کرتے ہیں؟

اکرام مرزائی: یہ غلط ہے جھوٹ ہے، مرزا قادیانی نے نہیں لکھا۔

حافظ محمد حنیف: حوالہ دکھانا میری ذمہ داری ہے۔ اگر میں نہ دکھا سکوں تو میں جھوٹا۔

اکرام مرزائی: تو پھر ٹھیک ہے، یہ حوالہ دکھائیں۔

سامعین: ٹھیک ہے، یہ حوالہ ضرور دکھائیں۔ چنانچہ مرزائیوں اور مسلمان دوستوں کے مشورہ سے طے پایا کہ یہ گفتگو اچانک طے ہوئی تھی، کتابیں وغیرہ موجود نہیں تھیں۔ اس لئے گفتگو جمعہ ۹ر دسمبر کو ایک دوسرے مسلمان دوست ایوب صاحب کے مکان پر ہوگی۔ اس مرزائی نے اصرار کیا کہ گفتگو میرے مکان پر ہو۔

حافظ محمد حنیف: نہ آپ کی جگہ پر نہ میری جگہ پر بلکہ یہ غیر جانبدار قسم کے دوست ہیں، اس لئے گفتگو ایوب صاحب کے مکان پر ہوگی۔

نماز مغرب کا وقت لیٹ ہوا جا رہا تھا کہ گفتگو آئندہ پر ملتوی کر کے یہ مجلس برخواست کر دی گئی۔

۹ / دسمبر: ہمارا اندازہ تھا جو بالکل صحیح نکلا کہ آئندہ جمعہ کو یہ گفتگو سے بچتے ہوئے، ربوہ سے اپنا کوئی بڑا لیڈر بلوائے گا۔ چنانچہ میں نے بھی مولانا اللہ وسایا صاحب کو اطلاع دے کر لاہور سے بلوالیا۔

۹ / بجے گفتگو کا طے تھا۔ طاہر صاحب جو اس گفتگو کا اصل محرک تھے، انہیں قدرے تاخیر ہوگئی۔ حافظ صاحب نے فوراً رکشہ کیا اور جناح کالونی پہنچ گئے۔ تاکہ مرزائی دوست یہ نہ کہیں کہ دیکھو ۹ / بجے کا وعدہ کیا تھا اور نہیں آئے۔

معاملہ الٹ ہوگیا: یہ دونوں حضرات وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایوب صاحب نے مکان پر گفتگو رکھنے کی بجائے فیصل آباد کے مشہور مرزائی مراد کلاتھ ہاؤس والوں کی کوٹھی پر رکھ دی ہے۔ ہم فوراً سمجھ گئے کہ حیلے بہانے سے یہ گفتگو سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ دونوں حضرات کتابیں اٹھا کر فوراً مرزائیوں کے مکان پر پہنچ گئے۔ مسلمان صرف پانچ یا چھ آدمی تھے اور مرزائی پندرہ، سولہ۔ وہ کچھ کمرے میں بیٹھ گئے، کچھ مکان کے صحن میں اور کچھ مکان سے باہر، یہ چھ مسلمان ان کے محاصرے میں تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ایک پروفیسر نورالحق نور کو ربوہ سے بلایا ہوا تھا۔ ان حضرات نے کتابیں میز پر رکھیں تو پروفیسر صاحب نے اپنا یوں تعارف کرایا۔

”مجھے پروفیسر نورالحق نور کہتے ہیں۔ میں امریکہ، افریقہ اور دوسرے بہت سے ممالک کے دورے کر چکا ہوں۔“

مولانا اللہ وسایا: آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

پروفیسر صاحب: میں ربوہ رہتا ہوں اور وہیں سے حاضر ہوا ہوں اور آپ کا تعارف؟

مولانا اللہ وسایا: فقیر کا نام اللہ وسایا ہے۔ فقیر ربوہ میں ہی رہتا ہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کا ادنیٰ خادم ہے۔

چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں: مولانا اللہ وسایا نے جب اپنا نام اور تعارف کرایا تو ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ ایک رنگ آئے اور ایک جائے کہ یہ کون سی بلا ہمیں چمٹ گئی۔

پروفیسر صاحب: میں دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

مولانا اللہ وسایا: آپ دو چھوڑ تین باتیں کریں۔لیکن پہلے میری ایک بات سن لیں۔

طاہر صاحب: ہمارے اور اکرام صاحب کے درمیان ایک حوالے پر آ کر گفتگو ختم ہوئی تھی۔حوالہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ ایمانیات کا جز نہیں ہے۔مولانا محمد حنیف صاحب یہ حوالہ دکھانے کے پابند ہیں۔ پہلے حوالہ، پھر کوئی اور بات، سب نے کہا اچھا تو سنایئے حوالہ؟

(ازالہ اوہام ص۱۴۰،خزائن ج۳ص۱۷۱) پر لکھا ہے:''مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا نہیں، جو ہمارے ایمانیات کی جز یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے ایک پیش گوئی ہے۔جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔جس زمانے تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی۔اس زمانے تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو کچھ کامل نہیں ہو گیا۔''

یہ حوالہ انتہائی واضح ہے۔ذرا سوچئے جب یہ مسئلہ دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن نہیں ہے اور اس مسئلہ کا حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر اختلاف اس پر نہ ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی کی ذات پر ہوا۔مرزا صاحب خود فرماتے ہیں:''**کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا**''

ہر مسلمان نے مجھے قبول کیا اور میری دعوت کی تصدیق کی مگر کنجریوں کی اولاد نے مجھے قبول نہیں کیا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، ۵۴۸،خزائن ج۵ص ایضاً)

مرزا صاحب کو ساری دنیا کے مسلمان نہیں مانتے، اسی جرم کی وجہ سے مرزا صاحب نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو بیک قلم کنجریوں کی اولاد قرار دے دیا۔کنجریوں کی اولاد اس لئے نہیں کہا کہ مسلمان حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ گالی اس لئے دی کہ وہ مرزا صاحب کو نہیں مانتے۔آگے سنئے!

مرزا صاحب کا ایک لڑکا بشیر احمد ایم.اے ہے۔اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جو

یہ میرے ہاتھ میں ہے کہ ’’ہر وہ شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے۔ مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔ عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتا، محمد رسول اللہ کو مانتا ہے۔ مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

یہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو جو کافر بلکہ پکا کافر قرار دیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کی وجہ سے نہیں بلکہ مرزا صاحب کی ذات کی وجہ سے قرار دیا ہے۔

حافظ صاحب کی گفتگو یہیں تک پہنچی تھی۔ ان سے اس کا جواب نہ بنتا تھا، نہ بنا۔ البتہ گفتگو روکنے یا یوں سمجھئے کہ مزید ذلت و رسوائی سے بچنے کے لئے اکرام صاحب نے کترنی کی طرح زبان چلاتے ہوئے حضرت داؤد علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور کچھ دوسرے نبیوں پر اتنے گندے اور سوقیانہ الزام لگائے کہ الامان والحفیظ!

مولانا اللہ وسایا: کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے یہاں کوئی وارث نہیں ہیں؟ جب یہاں کسی دوسرے نبی کا ذکر ہی نہیں ہے تو اصل گفتگو سے فرار کیوں؟ اور خلط مبحث کیوں کیا جارہا ہے؟ اگر آپ کا مطلب بحث برائے بحث ہے تو چشم ما روشن دل ماشاد۔ سنئے! مرزا صاحب کی ایسی عبارت میں پیش کرسکتا ہوں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ العیاذ باللہ! خدا نے مرزا سے بدفعلی کی تھی۔ ابھی مولانا اللہ وسایا صاحب نے اتنی ہی بات کی تھی کہ مرزائیوں نے شور مچادیا۔ بکواس ہے، غلط ہے۔

مولانا اللہ وسایا: شرافت کا جواب شرافت ہے۔ یہ شخص اٹھارہ نبیوں کی توہین کر گیا۔ آپ چپ رہے۔ میں نے مرزا قادیانی کی ایک بات کی تو گالیاں دیتے ہو۔ مجھ سے حوالہ مانگو کہ مرزا نے یہ کہاں لکھا ہے؟

لیکن مرزائیوں نے صاف انکار کردیا کہ ہم کوئی بات نہیں کرتے، ان کے انکار پر دوستوں نے کتابیں اٹھائیں اور بخاری مسجد میں آگئے۔ ان حضرات کو دیکھ کر وہاں محلّہ کے نوجوان جمع ہوگئے۔

مولانا اللہ وسایا صاحب نے کتابیں سامنے رکھ لیں اور حوالے سنانے شروع کیئے۔ حوالے سنکر سب توبہ توبہ کر اٹھے۔ سب نوجوانوں نے اصرار کیا کہ رات کو درس قرآن پاک ہو جائے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے جمعہ سمندری پڑھانا تھا، وعدہ کرلیا گیا کہ میں سمندری سے شام کو واپس آ جاؤں گا۔ آپ درس قرآن پاک کا اعلان فرما دیں......رات کو اچھا خاصا اجتماع ہوا، مولانا اللہ وسایا صاحب نے درس قرآن پاک دیا اور مرزائیت کا کچا چٹھا کھولا۔ اگرچہ مرزائیوں کی ذلیل اور کمینہ حرکت کی وجہ سے گفتگو ادھوری رہ گئی۔ تاہم دوستوں کے ساتھ مجلس اور رات کے درس قرآن سے وہ مقصد پورا ہوگیا۔

✿ ...... ✿ ...... ✿

مباہلہ کا چیلنج منظور ہے

قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد کے نام کھلا خط

جناب مرزا طاہر احمد ہیڈ آف دی قادیانی جماعت ساکن لندن!

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ!

جون ۱۹۸۸ء کے وسط میں آپ کا چار سطری بیان مباہلہ کے عنوان سے پاکستان کے اخبارات میں شائع ہوا۔ پاکستان و برطانیہ کے متعدد علمائے کرام نے اپنے اپنے طور پر مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کا اعلان کیا۔ ۶/جولائی ۱۹۸۸ء تک پاکستان کے کسی اخبار میں ان حضرات علمائے کرام کے مباہلہ قبول کرنے کے متعلق آپ کا ردعمل معلوم نہیں ہوا۔ بالآخر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چار خدام وقفہ وقفہ سے لندن پہنچے۔ ۹/جولائی ۱۹۸۸ء کے اخبار ''ملت'' لندن میں آپ کی طرف سے مباہلہ کا پھر اعلان شائع ہوا۔ پاکستانی اخبارات کی نسبت اس میں کچھ زیادہ تفصیلات تھیں۔

چنانچہ ۱۲/جولائی ۱۹۸۸ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہم چار خدام نے ایک اخباری بیان اور اشتہار اردو اخبارات لندن کو بھیجا۔ ۱۳/جولائی ۱۹۸۸ء کے روزنامہ ملت لندن کے آخری صفحہ پر اشتہار اور اردو روزنامہ ''جنگ'' لندن کے پہلے صفحہ پر بیان شائع ہوا اور ۱۴/جولائی ۱۹۸۸ء کو روزنامہ ''جنگ'' لندن کے صفحہ ۷ پر اشتہار اور ''ملت'' لندن کے پہلے صفحہ پر بیان شائع ہوا۔ (جو لف ہذا ہیں) اس وقت ہمیں مباہلہ کی تفصیلات سوائے اخباری بیانات کے معلوم نہ تھیں۔ ۱۳/جولائی ۱۹۸۸ء کو رجسٹر ڈاک سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دنیا بھر کے معاندین اور مکفرین اور مکذبین کو ''مباہلہ کا کھلا چیلنج'' نامی ۲۶ صفحاتی پمفلٹ اور اس کے ساتھ آپ کے پریس سیکرٹری رشید احمد چوہدری کے دستخطوں سے ۱۲/جولائی ۱۹۸۸ء کا لکھا ہوا ایک خط موصول ہوا، جس میں لکھا تھا کہ:

’’آپ کا شمار بھی انہی معاندین احمدیت میں ہوتا ہے۔ اگر آپ بدستور اپنے معاندانہ مؤقف پر قائم ہیں تو آپ کو جماعت کی طرف سے باقاعدہ یہ دعوت دی جاتی ہے کہ آپ اس چیلنج کو بغور پڑھ کر پوری جرأت کے ساتھ اس کی تشہیر کریں۔‘‘

اس کو اوّل سے آخر تک غور سے پڑھا۔ اس میں آپ نے بعض امور کو خلط ملط کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن کی تصریحات ذیل میں پیش خدمت ہیں۔ انہیں ملاحظہ فرمائیں۔ ان تصریحات کے بعد ہمیں کلیتاً آپ کے مباہلہ کا چیلنج قبول ہے۔ ہمیں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آپ نے آمنے سامنے میدان میں آکر مباہلہ کی بجائے تحریری مباہلہ کا راستہ اختیار کر کے قرآنی تصریحات کو کیوں نظر انداز کیا؟ یہی آپ کے دادا جان مرزا غلام احمد قادیانی سے شکایت تھی کہ انہوں نے بھی پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے سامنے لاہور آنے کی جرأت نہ کی۔ یہی شکایت آپ کے والد مرزا بشیر الدین سے تھی کہ وہ بھی آپ کی ہی جماعت کے ایک فرد (جو بعد میں مرزائیت سے تائب ہوگئے تھے) مولوی عبدالکریم مباہلہ کے سامنے تشریف نہ لائے۔ مولوی عبدالکریم نے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ آپ کے والد نے قبول نہ کیا۔ انہوں نے مباہلہ نامی اخبار قادیان سے شائع کیا۔ ہم مباہلہ کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتے کہ وہ کن خفیہ امور، رنگین واردات اور سنگین الزامات پر آپ کے والد سے مباہلہ چاہتے تھے۔ تفصیلات اس لئے مناسب نہیں کہ آپ کی طبع نازک پر گراں گزریں گی۔ (اگر تفصیلات کسی کو درکار ہوں تو وہ ’’تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق‘‘، ’’کمالات محمودیہ‘‘، ’’ربوہ کا پوپ‘‘، ’’ربوہ کا رسپوٹین‘‘، ’’ربوہ کا مذہبی آمر‘‘، ’’شہر سدوم‘‘ وغیرہ نامی کتب کا مطالعہ فرمائے) آپ نے بھی آمنے سامنے نہ آکر اپنے ان اکابرین کی سنت پر عمل کیا ہے۔

آپ نے ۸؍جون ۱۹۸۸ء میں مباہلہ کا چیلنج دیا۔ قدرت کی شان بے نیازی کہ آپ کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی جون ۱۸۹۳ء میں عبداللہ آتھم عیسائی کو چیلنج دیا تھا۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشین گوئی دربارۂ عبداللہ آتھم کا حشر ہوا، وہی آپ کے اس مباہلہ کا ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز! آپ کے دادا نے کہا کہ پندرہ دن سے مراد پندرہ ماہ ہیں اور

پندرہ ماہ میں عبداللہ آتھم مرجائے گا۔ نہ مرا تو مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے، مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ جب وہ پندرہ ماہ میں نہ مرا تو آتھم کی عیسائی پارٹی نے مرزا قادیانی کا پتلا بنا کر اس کے ساتھ وہی حشر کیا۔

مرزا طاہر صاحب! یقین جانئے! کہ اس تحریر کے لکھتے وقت ہمارے قلوب اس طرح ایمان ویقین سے لبریز ہیں کہ صرف ایک سال کی مہلت نہیں، اگر ہمیں آپ اپنے ساتھ آگ میں کود جانے کا چیلنج دیتے تو اس کے لئے بھی ہم تیار تھے۔ اگر ہے شوق تو اعلان کیجئے اور پھر حضرت محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت کے ہم دیوانوں کا ذوق جنوں دیکھئے۔ اس بات کو دیوانوں کی بڑ نہ سمجھیں۔ پیدا کرنے والی ذات کی قسم اگر آپ آگ میں چھلانگ لگانے کا مباہلہ کا چیلنج دیں تو بھی ہمیں آگ کچھ نہیں کہے گی۔ جس پروردگار عالم نے محمد عربی ﷺ کے والد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو ٹھنڈا کیا تھا، وہ محمد عربی ﷺ کے صدقے آپ ﷺ کے غلاموں پر بھی آگ کو ٹھنڈا کردیں گے۔ بہرحال آپ کا میدان میں آمنے سامنے نہ آنا اور جون کے مہینہ کو اپنے مباہلہ کے لئے منتخب کرنا یا قدرت کا آپ سے منتخب کروانا ایسے امور ہیں جس پر ہم اللہ رب العزت کے حضور سجدہ ریز ہیں۔

تصریحات

ا...... آپ نے اپنے پمفلٹ مباہلہ کے صفحہ ا پر لکھا ہے۔ ''احمدیت کو قادیانیت اور مرزائیت کے فرضی ناموں سے پکارا جارہا ہے۔'' آنجناب کے معرض وجود میں آنے سے پہلے آپ کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانہ میں آپ لوگوں کی جماعت کے سالانہ جلسہ پر آپ کے ایک شاعر نے یہ شعر کہے تھے ؎

کیا راز طشت از بام جس نے عیسائیت کا
یہی وہ ہیں یہی وہ ہیں یہی ہیں پکے مرزائی

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۰۷ء)

یہ شعر آپ کے اخبار میں شائع ہوئے۔ اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی سمیت

کسی مرزائی نے اپنے آپ کو مرزائی کہلوانے پر اعتراض نہ کیا۔ تعجب ہے کہ مرزائی کا خطاب پاکر آپ کے دادا اور آپ کے نام نہاد صحابہ تو خاموش رہیں اور آپ آج اس پر چیں بجبیں ہوں۔ آخر کیوں؟ جناب اگر مرزائی یا قادیانی کہنے سے آپ غصہ ہوتے ہیں تو مرزا قادیانی پر غصہ نکالیں یا حکیم نورالدین پر جس کا قول (کلمتہ الفصل ص۱۵۴) پر مرزا بشیراحمد ایم.اے آپ کے چچا نے نقل کیا ہے، جس میں آپ کی جماعت کے لئے ''مرزائی'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

آپ کی جماعت کو قادیانی کہنے میں بھی ہمارا قصور نہیں۔ حکیم نورالدین کی وفات پر آپ لوگوں کا ''گدی نشین'' ہونے پر اختلاف ہوا۔ ایک گروہ نے لاہور کو اپنا مرکز بنایا اور دوسرے نے قادیان کو۔ اگر آپ لوگ نہ لڑتے تو یہ لاہوری اور قادیانی کا خطاب نہ پاتے، اور یہ بات بھی سمجھ سے بالاتر ہے کہ آپ لفظ قادیانی پر کیوں برا مناتے ہیں؟ آخر مرزا غلام احمد بھی تو اپنے نام کے ساتھ قادیانی لکھتا تھا۔ اگر قادیانی کا لفظ برا ہے تو جو شخص اپنے نام کے ساتھ اس کو شامل کرتا تھا اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

ہم اپ کو احمدی اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ ایسا کہنا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ کیونکہ احمد آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی امت تو اپنے آپ کو احمدی کہلا سکتی ہے، آپ لوگوں کے مرزا کا نام احمد نہیں تھا۔ بلکہ غلام احمد تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ احمد اور چیز ہے غلام اور چیز ہے۔ احمد کے ماننے والوں کو تو احمدی کہا جا سکتا ہے۔ مگر غلام کے ماننے والوں کو نہیں، انہیں غلامی کہیں غلمدی کہیں، قادیانی کہیں، مرزائی کہیں، کچھ کہیں یا کہلوائیں احمدی ان کو نہیں کہا جا سکتا۔

۲...... آپ نے مباہلہ کے صفحہ۴ پر لکھا ہے کہ مباہلہ کے دو پہلو ہیں...... ہم ان دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دو طریق پر مباہلہ کا چیلنج شائع کر رہے ہیں۔ ہر مکذب، مکفر کو کھلی دعوت ہے کہ مباہلہ کے جس چیلنج کو چاہے قبول کرے۔ ہمیں آپ کے مباہلہ کے دونوں پہلو قابل قبول ہیں۔ دادا کا بھی اور پوتے کا بھی۔

۳...... آپ نے ص ۶ پر کہا ہے کہ ہم سب مکذبین ومکفرین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس چیلنج کو غور سے پڑھ کر اس کو قبول کرنے کا اعلان کریں۔ ہم نہ صرف اس عبارت ص ۶ تا ۸ میں مندرجہ مرزا کے دعاوی کو غلط سمجھتے ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں جہاں کہیں جو دعاوی کیئے ہیں، ان تمام دعاوی میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مفتری، دجال، کذاب، لعنتی، کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور پختہ ایمان ویقین کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی پر شیطان کا غلبہ تھا۔ اسے کوئی وحی نہ ہوتی تھی، وہ کذاب ودجال تھا۔ اگر ہم اس اعلان میں جھوٹے ہیں تو ہمارے پر خدا کی لعنت، ورنہ مرزا طاہر اور اس کی تمام روحانی وجسمانی ذریت پر بے شمار ''لعنة اللہ علیٰ الکاذبین''

مرزا طاہر صاحب! آپ کا چیلنج نمبر۲ آپ کے رسالہ کے صفحہ ۹ سے شروع ہوکر صفحہ ۱۸ پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں ۹، ۱۰ اپر ۹ باتوں کا ذکر ہے۔

نمبر۱...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ مرزا خدا تھے۔

نہ جانے مباہلہ کے شوق میں آپ نے اپنے دادا کے دعاوی سے انکار کیوں شروع کر دیا ہے؟ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳) پر لکھا ہے کہ: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی خدا ہوں۔'' اپنی کتاب کے اگلے صفحہ پر دعویٰ کیا کہ: ''زمین وآسمان کو بھی میں نے بنایا۔'' (یاد رہے کہ نبی کا خواب بھی شریعت میں حجت ہوتا ہے)

نمبر۲...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ مرزا خدا تھے یا خدا کے بیٹے تھے۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کہا کہ ''اسمع یا ولدی'' اے میرے بیٹے سن! (البشریٰ ج ۱ ص ۴۹، حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

پھر کہا کہ مجھے خدا نے کہا کہ ''انت منی بمنزلة ولدی'' تو مجھ سے میرے فرزند کے مانند ہے۔

نمبر۳...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ مرزا خدا کا باپ تھا۔

حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص ۹۵، خزائن ج ۲۲ ص ۹۹) پر ’’اپنے بیٹے کو خدا جیسا قرار دیا۔‘‘ جب مرزا کا بیٹا خدا ہوا تو مرزا قادیانی خدا کا باپ ہوا۔

جناب مرزا طاہر صاحب! اگر طبع نازک پر گراں نہ گزرے تو سینہ تھام کر سنئے کہ آپ کے دادا نے صرف خدا، خدا کا باپ یا بیٹا ہونے کا ہی دعویٰ نہیں کیا بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وہ کام کیا جو مرد اپنی عورت کے ساتھ کرتا ہے۔

(اسلامی قربانی نمبر ۳۴ ص ۱۲)

مرزا نے کہا کہ مجھے حمل ہو گیا۔ (کشتی نوح ص ۴۸، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

دس ماہ کے بعد دردزہ ہوا اور پھر کہا کہ ’’بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے ...... تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

نمبر ۴ ...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ مرزا قادیانی تمام انبیاء کرام سے بشمول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے افضل و برتر ہے۔ حالانکہ جناب کے دادا مرزا قادیانی کی کتاب (حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲) پر مرزا نے کہا کہ مجھے الہام ہوا کہ ’’آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔‘‘

کیا اس میں تمام انبیاء علیہم السلام سے افضلیت کا دعویٰ نہیں؟ آپ کے باپ مرزا بشیر الدین قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت النبوۃ ص ۲۵۷) پر لکھا کہ: ’’مرزا بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔‘‘ مرزا نے اپنی کتاب (نزول المسیح ص ۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷) پر لکھا ہے کہ: ’’اگرچہ دنیا میں بہت سارے نبی تھے۔ مگر میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔‘‘ نیز یہ شعر ہے کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

اب بتایئے! کہ اس نے انبیاء علیہم السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا یا نہیں؟ لیجئے رحمت عالم ﷺ کے متعلق اس شخص نے اپنی کتاب (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۳) پر لکھا ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ کے معجزات تین ہزار تھے'' اور اپنی کتاب (تذکرۃ الشہادتین ص۴۳، خزائن ج۲۰ص۴۳) پر اپنے نشانات کی تعداد دس لاکھ لکھی ہے اور پھر (نصرۃ الحق ص۵، خزائن ج۲۱ص۶۳) پر لکھا ہے کہ ''نشان اور معجزہ ایک چیز ہے۔'' ان تینوں حوالوں کو ملائیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضور ﷺ کے معجزات تین ہزار تھے اور مرزا قادیانی کے دس لاکھ تھے۔

مرزا طاہر صاحب آپ کو بار بار سوچنا چاہئے کہ اب آپ صحیح کہتے ہیں یا آپ کے دادا؟ لیجئے! مرزا قادیانی کی موجودگی میں آپ کی جماعت کے ایک شاعر اکمل نے کہا۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(بحوالہ اخبار بدر قادیان ج۲ نمبر۴۳ص۱۴، مورخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء)

نیز مرزا نے اپنی کتاب (الاستفتاء ص۸۷، خزائن ج۲۲ص۷۱۵) پر لکھا ''اتانی مالم یوت احدا من العالمین'' مجھ کو وہ کچھ چیز دی گئی جو دونوں جہانوں میں کسی کو نہیں دی گئی۔

نمبر۵...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا ہے کہ آپ کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مرزا کی وحی کے مقابلہ میں حدیث مصطفیٰ ﷺ کوئی شئے نہیں۔ لیکن اے کاش اس عقیدۂ فاسدہ کی تردید سے پہلے آپ نے مرزا قادیانی کے ان حوالہ جات کو پڑھ لیا ہوتا۔ مرزا نے کہا کہ ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میرے دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن ہے اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ص۱۴۰)

نمبر٦...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا ہے کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ مرزا کی عبادت گاہ عزت واحترام میں خانہ کعبہ کے برابر ہے...... آپ نے یہاں غلط کہا، دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ حالانکہ اصل حوالہ یہ ہے کہ آپ کے مرزا قادیانی نے قادیان کی اپنی عبادت گاہ کو (جسے آپ لوگ مسجد کہتے ہیں) مسجد اقصیٰ قرار دیا اور کہا ''**سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ**'' میں مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔

(خطبہ الہامیہ ص ۲۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

نمبر۷...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ قادیان کی سرزمین مکہ مکرمہ کے ہم مرتبہ ہے۔ حالانکہ مرزا نے کہا ہے کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے۔ یعنی مکہ، مدینہ اور قادیان کا۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۰ حاشیہ، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

مرزا طاہر صاحب! مرزا قادیانی کے اس حوالہ کے بعد فرمائیں کہ آپ کے مرزا کے نزدیک مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور قادیان کی حیثیت ایک جیسی ہے یا نہیں؟ اور ساتھ ہی صرف مرزا طاہر نہیں بلکہ پوری مرزائی امت کو چیلنج ہے کہ وہ قرآن سے قادیان کا لفظ نکال کر دکھائیں ورنہ قرار کریں کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا۔ ''**لعنۃ اللہ علی الکاذبین**''

نمبر۸...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ یہ ہمارا عقیدہ نہیں کہ سال میں ایک دفعہ قادیان جانا تمام گناہوں کی بخشش کا موجب ہے۔ حالانکہ آپ لوگوں کا صرف یہ عقیدہ نہیں کہ سال میں ایک دفعہ قادیان جایا جائے۔ بلکہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ قادیان تمام بستیوں کی ماں ہے۔ (یعنی ام القریٰ) پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جائے، پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔

(حقیقت الرؤیا ص ۴۶، از بشیر الدین والد مرزا طاہر)

اسی مرزا بشیر الدین نے کہا کہ جو قادیان نہیں آتا یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں

رکھتا۔ اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو...... یہ بالکل درست ہے کہ یہاں (قادیان) میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔ (منصب خلافت ص ۳۲)

نمبر۹...... مرزا طاہر صاحب! آپ کا یہ کہنا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ حج بیت اللہ کی بجائے قادیان کے جلسہ میں شمولیت ہی حج ہے۔ حالانکہ آپ کے والد نے کہا...... آج جلسہ (قادیان) کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ (برکات خلاف ص ۵)

اس (قادیان) جگہ نفلی حج سے زیادہ ثواب ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مرزا قادیانی نے کہا۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین ص ۵۲، از مرزا قادیانی)

اس حوالہ میں حرمین شریفین مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کی طرح قادیان کو ارض حرم قرار دیا جارہا ہے۔ ان تمام حوالہ جات کو سامنے رکھ کر اب مرزا طاہر آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ نے جن باتوں سے انکار کیا ہے...... کیا وہ آپ کا انکار صحیح ہے یا محض دھوکا دہی اور فریب کاری ہے۔

مرزا طاہر صاحب! آپ نے تقریباً ہر صفحہ پر ایک ایک بات کے اختتام پر ’’لعنة الله علیٰ الکاذبین‘‘ کا ورد کیا ہے۔ آپ کے دادا مرزا قادیانی نے بھی اپنی کتاب (نور الحق ص ۱۱۸ تا ۱۲۲، خزائن ج ۸ ص ۱۵۸ تا ۱۶۳) میں چار صفحات پر صرف لعنت، لعنت کا ورد کیا ہے۔ جس کے جواب میں صرف اتنا عرض ہے کہ آپ کی ذکر کردہ نو باتوں کی وضاحت وحوالہ جات آپ کی ہی کتب سے عرض کر دیئے ہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ ان سے انکار کریں، تو ان کتابوں کے مصنّفین اور آپ سب لوگوں کے لئے بموجب حکم قرآنی ’’لعنة الله علیٰ الکاذبین‘‘ اب اگر ہے ہمت تو مرد میدان بنیں اور آمین کہیں۔

پمفلٹ مباہلہ کے ص۱۰ کی آخری سطر سے ص۱۱ کے آخر تک آٹھ باتوں کا ذکر ہے۔ ذیل میں اس کی وضاحت ملاحظہ ہو۔

۱...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ مرزا قادیانی نے ختم نبوت سے صریح انکار نہیں کیا۔ حالانکہ مرزا کی کتاب (دافع البلاء ص۲۳۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱) پر ہے کہ ’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘ نیز (ایک غلطی کا ازالہ ص۱۷، خزائن ج۱۸ ص۲۱۱) پر کہا کہ: ’’خدا تعالیٰ نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے۔‘‘ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر دعویٰ نبوت و رسالت ختم نبوت کا صریح انکار نہیں تو اور کیا ہے؟

۲...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا ہے کہ مرزا قادیانی نے قرآن مجید میں لفظی ومعنوی تحریف نہیں کی۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص۷۷ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۴۰) میں لکھا ہے کہ: ’’انا انزلناہ قریباً من القادیان ‘‘ کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا کہ یہ قرآن میں لکھا ہوا ہے۔ اس میں ایک ہی عبارت سے تحریف لفظی وتحریف معنوی ثابت ہوئی۔

۳...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ مرزا نے روضۂ رسول ﷺ کی توہین نہیں کی۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۷۰، خزائن ج۱۷ ص۲۰۵) پر کہا کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔ مرزا کی یہ عبارت روضۂ رسول ﷺ کے متعلق ہے یا غار حرا کے متعلق۔ بہرحال! یہ بدترین قسم کی سفاکانہ گستاخی ہے۔

۴...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ مرزا نے حضرت حسینؓ کے ذکر کو گوہ کا ڈھیر نہیں کہا۔ حالانکہ مرزا قادیانی اپنی کتاب ضمیمہ نزول المسیح جس کا دوسرا نام اعجاز احمدی ہے۔ اس کے (ص۸۲، خزائن ج۱۹ ص۱۹۴) پر شیعہ قوم کو مخاطب ہو کر لکھتا ہے کہ: ’’تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے کہ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ (گندگی) کا ڈھیر ہے۔ کیا اس میں مرزا نے

خدا کے ذکر کو کستوری اور حضرت حسینؓ کے ذکر کو گوہ سے تشبیہ نہیں دی۔ (نا معلوم مرزا طاہر انکار کر کے لوگوں کی آنکھوں میں کیوں مٹی ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے؟)

۵...... مرزا طاہر صاحب آپ نے کہا کہ مرزا نے جھوٹے مدعیان نبوت کا مطالعہ کر کے دعویٰ نہیں کیا۔

طاہر صاحب! آپ یہاں بھول گئے۔ دراصل ہمارا (مسلمانوں کا) مؤقف یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے باعث اس کا روحانی رشتہ مسیلمہ کذاب سے ملتا ہے اور ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والوں کا روحانی سلسلہ حضرت صدیق اکبرؓ سے ملتا ہے۔ پس جھوٹے مدعیان نبوت کا مرزا قادیانی جانشین اور زلہ خوار ہے۔

۶...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ مرزا قادیانی نے انگریزوں کے ایماء پر اسلامی نظریۂ جہاد کو منسوخ نہیں کیا۔

نہ معلوم مرزا طاہر صاحب! سیدھے ہاتھ سے کان پکڑنے سے کیوں شرماتے ہیں۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق مرزا قادیانی پر وحی نہیں ہوتی تھی۔ وہ ایک دجال و کذاب، مفتری اور کاذب اور کافر تھا۔ اس لئے اس نے جہاد کو منسوخ کیا تو ظاہر ہے کہ انہیں لوگوں کے کہنے پر کیا جن کو منسوخیٔ جہاد سے فائدہ پہنچ سکتا تھا اور وہ انگریز تھے۔

۷...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ مرزا نے تشریعی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ حالانکہ مرزا قادیانی کی یہ عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مرزا قادیانی تشریعی نبوت کا مدعی تھا۔ لیجئے! عبارت یہ ہے۔ ’’ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔‘‘ (اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

۸...... مرزا طاہر! آپ نے کہا کہ قرآن کے مقابل پر ہماری کتاب دو تذکرہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اور نہ ہی ہم اسے قرآن شریف کے ہم پلہ قرار دیتے ہیں۔

مرزا طاہر! دو امور ہیں ایک یہ کہ مرزا قادیانی کے نزدیک اپنی وحی کا درجہ کیا ہے؟ آیا وہ قرآن کے برابر ہے یا نہیں؟ (نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷) پر ہے کہ میں اپنی وحی کو قرآن مجید کی طرح خطاؤں سے پاک سمجھتا ہوں۔ (حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰) پر ہے کہ قرآن شریف کی طرح میں اپنی وحی پر ایمان لاتا ہوں۔ (تبلیغ رسالت ص ۶۴۸، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۵۴، اربعین نمبر ۴ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴) پر ہے کہ تورات، انجیل اور قرآن کی طرح اپنی وحی پر بھی ایسا ایمان ہے۔

ان تمام حوالہ جات کو سامنے رکھ کر جلال الدین شمس مرزائی نے کہا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا۔

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مرزا قادیانی کی وحی قرآن مجید کے ہم پلہ ہے۔ اب سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ اس کی وحی کے مجموعہ کا کیا نام ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا نام تذکرہ ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک تذکرہ نامی کتاب قرآن مجید کے ہم پلہ ہے اور پھر یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ قرآن مجید کا ایک نام تذکرہ بھی ہے۔ ''کلا انھا تذکرۃ'' مرزائیوں نے اپنی الہامی کتاب کا نام قرآن نہیں رکھا کہ مسلمان مشتعل نہ ہوں۔ قرآن مجید کا دوسرا غیر معروف نام تذکرہ رکھ دیا تا کہ یہ بھی ثابت کر سکیں کہ یہ ہماری کتاب بھی قرآن ہے۔

ص ۱۰ سے ۱۱ تک آٹھ باتوں سے مرزا طاہر نے انکار کر کے کہا ہے کہ ''لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین'' ہم نے ان تمام باتوں کو مرزا قادیانی کی کتابوں سے ثابت کر دیا۔ اب ہم بھی کہتے ہیں مرزا طاہر بھی کہے کہ ''لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین'' تا کہ دنیا کے سب سے بڑے کذاب مرزا قادیانی کی روح پر بھرپور لعنتوں کی بارش ہو۔ ایک بار پھر ''لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین''

پمفلٹ کے ص ۱۲ پر مرزا طاہر صاحب نے چار باتوں سے انکار کیا۔

۱...... کہ مرزا قادیانی دھوکہ باز اور بے ایمان نہیں تھا۔ حالانکہ اس کے دھوکے باز، بے ایمان، وعدہ خلاف وحرام مال کمانے والا ثابت کرنے کے لئے صرف ایک حوالہ کافی ہے۔ جس میں اس نے لکھا ہے کہ ’’پچاس کتابیں لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ لہٰذا پچاس کا وعدہ پانچ سے پورا ہوگیا۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۹)

کیونکہ:

الف...... پچاس کتب کے پیسے لئے اور کتابیں پانچ دیں۔ پینتالیس کتابوں کے پیسے کھا گیا۔ حرام خور و بے ایمان ہوا۔

ب...... پچاس کا وعدہ کیا صرف پانچ دیں۔ وعدہ خلافی کی، دھوکہ بازی کی۔ وعدہ خلاف و دھوکہ باز ثابت ہوا۔

۲...... مرزا کو گھر کا مال کھانے کی پاداش میں والد نے گھر سے نہیں نکال دیا تھا۔

مرزا طاہر صاحب! خوامخواہ کیوں غلط بیانی دھوکہ دہی سے معاملہ کو خلط ملط کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے باپ کی پنشن سات سو روپے اس زمانے میں وصول کر کے غبن کر لی۔ جس کے باعث شرم کے مارے گھر سے باہر نکلا رہا۔ گھر کا مال غبن بھی کیا اور گھر سے باہر بھی نکلا رہا...... اس بات کے انکار سے پہلے اپنے چچا مرزا بشیر احمد ایم.اے کی کتاب (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۴۳، روایت نمبر ۴۹) ہی کو پڑھ لیا ہوتا تاکہ آپ کو شرمساری نہ ہوتی۔

۳...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ مرزا کی اکثر پیشین گوئیاں اور مبینہ وحی الٰہی جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ مرزا طاہر صاحب! بلاوجہ خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں، مرزا قادیانی کی اکثر نہیں، تمام پیش گوئیوں کو ہم غلط مانتے ہیں اور اس کو وحی الٰہی نہیں بلکہ القائے شیطانی یقین کرتے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی ہمارے نزدیک اپنے تمام دعاوی میں جھوٹا، مکار، عیار، دھوکہ باز، دجال، کذاب، مفتری و بے ایمان تھا۔

۴...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ ہمارے مخالفین کا یہ الزام ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو لاکھوں ایکڑ زمینیں دی گئیں۔ مرزا طاہر صاحب! آپ کیوں بلاوجہ ضد کر رہے ہیں؟ ربوہ کی زمین سر موڈی نے نہیں دی؟ اور سندھ اور تھر پارکر کی زمین کس نے کس خوشی میں آپ کو الاٹ کی تھی؟

ان چار امور کو ذکر کر کے مرزا طاہر صاحب آپ نے ''لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین'' کا ورد کیا ہے۔ جس کے جواب میں ہم نے تمام حوالے نقل کر دیئے ہیں۔ تاکہ آپ کو اپنا آئینہ دکھایا جاسکے۔ حوالہ جات غلط ہیں تو انکار کی جرأت کریں۔ ورنہ ہماری طرف سے ''لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین'' کا تحفہ قبول کریں۔

پمفلٹ کے ص۱۲ کی آخری دو سطروں سے ص۱۳ مکمل پر گیارہ باتوں سے انکار کیا ہے۔

۱...... جماعت احمدیہ انگریز کا خود کاشتہ پودا نہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب کتاب البریہ میں شامل درخواست (ص۱۳، خزائن ج۱۳ ص۳۵۰) پر انگریز گورنر کو خط لکھا کہ سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔

مرزا طاہر صاحب! مرزا قادیانی صرف اپنی جماعت کو نہیں بلکہ اپنے خاندان کو جس میں اب آپ بھی ہیں، انگریز کا خود کاشتہ قرار دے رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو پاکستان میں جب گرم ہوا لگی تو آپ نے بھی اپنے مالکان کے ہاں آ کر پناہ لی...... اب انکار چہ معنی دارد!

۲...... قادیانی ملت اسلامیہ کے دشمن نہیں۔

صرف دشمن نہیں بلکہ بدترین دشمن ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور ملت اسلامیہ کی کیا دشمنی ہوسکتی ہے کہ تمام ملت اسلامیہ کو قادیانی جماعت نے کافر قرار دے دیا ہے۔

ملاحظہ ہو...... مرزا طاہر صاحب! آپ کے والد کی کتاب (آئینہ صداقت ص ۳۵) پر ہے کہ: ’’کل مسلمان جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ تمام مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے کنجریوں کی اولاد کہا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

فرمایئے! اس سے بڑھ کر ملت اسلامیہ کی اور کیا دشمنی ہوسکتی ہے۔

مرزا طاہر نے کہا ہے کہ ہمارے دشمن ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ:

۳...... مرزائیت عالم اسلام کے لئے سرطان ہے۔

۴...... یہودیوں کی اور انگریزوں کی اسلام دشمن سازش ہے۔

۵...... اسرائیل اور یہودیوں کی ایجنٹ ہے۔

مرزا طاہر صاحب! یقین فرمایئے کہ یہ تینوں آپ پر الزامات نہیں بلکہ حقائق ہیں۔ رہتی دنیا تک ہم مسلمان ان کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ آپ اپنے گھر میں بیٹھ کر ان کا انکار تو کر سکتے ہیں۔ مگر حقائق کی دنیا میں سامنا کرنا آپ کے لئے مشکل ہے۔

۶...... یہ کہ یہ جماعت امریکہ کی ایجنٹ ہے۔ اس میں کیا کلام ہے۔ ۱۹۵۳ء کی انکوائری میں ہائیکورٹ کے جج صاحبان کے سامنے پاکستان کے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین نے یہ تسلیم نہیں کیا تھا کہ اگر میں مسلمانوں کے مطالبہ پر کہ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی آنجہانی کو وزارت خارجہ سے ہٹا دیتا تو امریکہ گندم کا ایک دانہ نہ دیتا اور پھر آج کل امریکہ کی سینٹ کی وہ کمیٹی جو پاکستان کی امداد کی بندش کی رپورٹیں کر رہی ہے کہ وہاں پاکستان میں مرزائیوں کو تنگ کیا جارہا ہے۔ لہٰذا پاکستان کو امداد نہ دی جائے۔ ان تمام حقائق کے ہوتے ہوئے آپ کا انکار کرنا شدید زیادتی نہیں تو اور کیا ہے۔

۷...... اس جماعت اور روس میں خفیہ مذاکرات۔

۸...... اسرائیلی فوج میں مرزائی جماعت کا وجود۔

۹...... چھ سو پاکستانی قادیانی اسرائیل فوج میں موجود ہیں۔

۱۰...... قادیانی شرپسندی کے لئے اسرائیل میں ٹریننگ لیتے ہیں۔

۱۱...... جرمنی میں چار ہزار قادیانی گوریلا تربیت حاصل کرتے ہیں۔ان تمام امور کو ذکر کر کے مرزا طاہر نے ان سے انکار کیا ہے۔حالانکہ یہ تمام باتیں صرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے نہیں بلکہ پاکستان کے نامور سیاستدان، اخبارات وغیرہ کہہ چکے ہیں اور اخبارات نے فوٹو دیے ہیں کہ جب اسرائیل میں مرزائی مشن کا ایک سربراہ جانے لگا تو اپنے بعد آنے والے کو تعارف کے لئے اسرائیلی وزیراعظم سے ملوایا۔یہ تمام فوٹو اخبارات میں چھپ چکے ہیں۔

کیا مرزا طاہر صاحب! آپ اس پر مباہلہ کرتے ہیں کہ اسرائیل میں قادیانی مشن کام نہیں کر رہا ہے۔مرزا طاہر صاحب! کریں انکار...... ہے ہمت تو میدان میں اتریں، آئیں بائیں شائیں کر کے بات کو ادھر سے ادھر لے جا کر معاملہ کو الجھانا ہی دجل وفریب ہے۔جس کا حصہ آپ کو اپنے دادا مرزا قادیانی سے ملا ہے۔اسرائیل میں قادیانی مشن ہے اور یہ کہ یہ یہودیوں کے ایجنٹ ہیں۔یہ ایسے امور ہیں جن سے آپ جرأت سے انکار کریں، ہم جرأت سے ’’لعنة الله علیٰ الکاذبین‘‘ کہیں۔

مرزا طاہر صاحب! آپ نے ص۱۴ پر آٹھ باتوں سے انکار کیا ہے۔

۱...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ یہ درست نہیں کہ ہمارا کلمہ مسلمانوں والا کلمہ نہیں۔

۲...... یہ کہ جب مسلمانوں والا کلمہ پڑھتے ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں۔

ان دونوں باتوں سے انکار کر کے آپ اپنے مجرم ضمیر کو تو دھوکہ دے سکتے ہیں۔ جن لوگوں کی مرزائیت کے لٹریچر پر نظر ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷) پر کہا ہے کہ مجھے وحی ہوئی ’’محمد رسول الله والذین معه‘‘ اس وحی الٰہی میں میرا نام (یعنی مرزا کا) محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ قرآن مجید کا جزو ہے اور اس میں محمد رسول اللہ سے مراد رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس ہے نہ کہ مرزا قادیانی۔لیکن مرزا یہ کہتا ہے کہ ’’اس سے مراد میں ہوں۔‘‘ اسی

طرح مرزا قادیانی کے لڑے اور مرزا طاہر کے چچا مرزا بشیر احمد ایم.اے نے اپنی کتاب (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸) پر کہا ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی...... مسیح موعود (مرزا) کی آمد نے محمد رسول اللہ ﷺ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس۔ یہ عبارت صاف صاف پکار پکار کر بلکہ چیخ چیخ کر مرزائیوں کے عقیدہ کا اظہار کر رہی ہے کہ کلمہ طیبہ میں مرزائیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ ﷺ کے مفہوم میں مرزا قادیانی بھی شریک ہوگیا۔ پس ثابت ہوا کہ جب مسلمان کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو مسلمانوں کے نزدیک محمد رسول اللہ سے مراد صرف اور صرف رحمت عالم ﷺ ہوتے ہیں۔ جس طرح کلمہ طیبہ کے جزاوّل ''لا الہ الا اللہ'' میں رب العزت کی ذات وصفات میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ جو شریک بنائے، وہ مشرک ہے۔ اسی طرح دوسرے جز ''محمد رسول اللہ'' میں رحمت عالم ﷺ کا بھی کوئی شریک نہیں جو اس میں کسی کو شریک بنائے وہ بھی مسلمان نہیں۔

اس لئے جب مسلمان کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہیں تو ان کی مراد آپ ﷺ ہوتے ہیں اور جب مرزائی کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو ان کی مراد مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا کلمہ اور ہے اور مرزائیوں کا کلمہ اور ہے۔ اب ان واضح عبارتوں کے بعد مرزا طاہر صاحب! آپ کے انکار پر ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ ''لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین''

۳...... مرزا طاہر نے کہا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ہمارا خدا وہ خدا نہیں جو محمد رسول اللہ کا خدا ہے۔

نہ معلوم مرزا طاہر عمداً جھوٹ بول رہے ہیں یا اس سے دھوکہ دینا مطلوب ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ ''ربنا عاج'' کہ ہمارا رب عاج ہے۔ مرزا قادیانی نے اس کا ترجمہ نہیں کیا۔ جب کہ لغت میں عاج کا معنی ہاتھی دانت یا گوبر ہے۔ ظاہر ہے کہ اس الہام کے ہوتے ہوئے مرزائیوں کا خدا ہاتھی دانت یا گوبر سے بنا ہوا ہے۔ پس یہ عقیدہ خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات کے متعلق نہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اور نہ قرآن کا۔

مرزا طاہر کے والد مرزا بشیر الدین نے کہا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ’’یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض یہ کہ آپ نے تفصیلاً بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے (مسلمانوں سے) ہمارا اختلاف ہے۔‘‘

(روزنامہ الفضل قادیان ج۱۹ شمارہ ۱۳، مورخہ ۳۰ رجولائی ۱۹۳۱ء)

اس حوالہ کو مرزا طاہر پڑھیں اور سوچیں کہ باپ تو کہتا ہے کہ ہمیں مسلمانوں سے ہر چیز میں اختلاف ہے اور بیٹا کہتا ہے نہیں۔ اب فیصلہ کریں کہ باپ جھوٹا تھا یا بیٹا جھوٹا ہے۔ جب کہ ہمارے نزدیک دونوں ...... اور مصداق ہیں۔ ’’لعنة الله علىٰ الكاذبين‘‘ کا۔

۴...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ہمارے فرشتے وہ نہیں جن کا ذکر قرآن وسنت میں ہے۔

حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶) پر کہا کہ یہ میرے پاس آنے والے کا نام ٹیچی ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو: ’’ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا کچھ نہیں۔ میں نے کہا کہ آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا ٹیچی۔‘‘

اس حوالہ سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ مرزا کے پاس آنے والا فرشتہ ٹیچی نامی تھا۔ دوسرا یہ کہ مرزا کا فرشتہ جھوٹ بھی بولتا تھا۔ اس لئے کہ جب مرزا قادیانی نے اس سے نام پوچھا تو اس نے کہا کہ نام کچھ نہیں۔ اگر نام ٹیچی تھا تو یہ کہہ کر جھوٹ بولا کہ میرا نام کچھ نہیں۔ اگر نام کچھ نہیں تھا تو دوسری مرتبہ پوچھنے پر ٹیچی نام بتا کر جھوٹ بولا یا پہلے جھوٹ بولا یا بعد میں۔ بہرحال جھوٹ بولا۔ تو ٹیچی فرشتہ اور جھوٹ بولنے والا فرشتہ مرزائیوں کا ہوسکتا ہے۔ قرآن وسنت کا نہیں۔ کیونکہ قرآن تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ’’لا یعصون الله

مسلمانوں کے نزدیک ''فرشتے معصیت سے پاک ہوتے ہیں۔ جب کہ مرزائیوں کے نزدیک فرشتے جھوٹ بولتے ہیں۔

۵...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ یہ بھی غلط ہے کہ قادیانیوں کے رسول مختلف ہیں۔ حالانکہ چوہدری ظفر اللہ خان کا ٹریکٹ جو مارچ ۱۹۳۴ء میں بتقریب یوم التبلیغ شائع ہوا اس میں ہے کہ۔

خدا کے راست باز نبی رامچندر پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی کرشن پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی بدھ پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی زرتشت پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی کنفیوشش پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی احمد (یعنی مرزا) پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی بندہ بابا نانک پر سلامتی ہو

(منقول از پیغام صلح لاہور ج ۲۱ نمبر ۲۲، مورخہ ۱۱/اپریل ۱۹۳۴ء)

اب فرمایئے! مرزائیوں کے نزدیک یہ لوگ نبی تھے۔ جب کہ مسلمانوں کے نزدیک قرآن وحدیث میں کہیں ان کا ذکر نہیں اور ظلم یہ کہ مرزا قادیانی کو بھی نبیوں کی فہرست میں مرزائی شامل کرتے ہیں۔ جب کہ مسلمانوں کے نزدیک وہ دجال، کذاب، مفتری، کافر و بے ایمان تھا۔

۶...... مرزا طاہر صاحب آپ نے کہا کہ ہماری عبادت اسلامی عبادت سے مختلف نہیں۔ اس کا جواب اسی بحث کے نمبر ۳ میں گزر چکا ہے۔

۷...... مرزا طاہر صاحب! آپ نے کہا کہ ہمارا حج مختلف نہیں۔ حالانکہ آپ کے والد مرزا بشیر الدین نے کہا کہ ''ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔''

(خطبہ جمعہ مرزا محمود مندرجہ برکات خلافت ص ۵، تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء)

شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے یہاں (قادیان) آنے کو حج قرار دیا ہے۔ایک واقعہ مجھے (مرزا محمود کو) بھی یاد ہے۔ صاحبزادہ عبداللطیف (کابلی) حج کے ارادہ سے کابل سے روانہ ہوئے تھے۔وہ جب یہاں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حج کرنے سے متعلق اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔اس پر حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ اس وقت اسلام کی خدمت کی بے حد ضرورت ہے اور یہی حج ہے۔ چنانچہ پھر صاحبزادہ صاحب حج کے لئے نہ گئے اور یہیں رہے۔ کیونکہ وہ اگر حج کے لئے چلے جاتے تو احمدیت نہ سیکھ سکتے۔ (تقریر جلسہ سالانہ مرزا محمود مندرجہ الفضل قادیان ج ۲ شمارہ ۸، مورخہ ۵رجنوری ۱۹۲۲ء)

۸...... مرزا طاہر صاحب آپ نے کہا کہ یہ غلط ہے کہ ہمارے تمام بنیادی عقائد قرآن وسنت سے جدا ہیں۔

دیکھئے تمام بحث تفصیل سے پہلے گذر چکی ہے۔قرآن وحدیث کا واضح حکم یہ ہے کہ رحمت عالم ﷺ اللہ رب العزت کے آخری نبی ہیں اور اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں رسول و نبی ہوں۔قرآن وحدیث کی رو سے رحمت عالم ﷺ کو ایمان کی حالت میں دیکھنے والے صحابہؓ ہیں۔جب کہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا کو دیکھنے والے صحابہ ہیں۔

مسلمانوں کے نزدیک رسول اکرم ﷺ کی گھر والیاں ام المؤمنین ہیں......

مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی بیوی ام المؤمنین ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک رسول اکرم ﷺ کی اولاد در اولاد اہل بیت ہیں۔

مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی اولاد اہل بیت۔

مسلمانوں کے نزدیک سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرہؓ بنت نبی ﷺ......

مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی بیوی سیدۃ النساء ہے۔

غرض! یہ کہ مرزائیت کسی مذہب وعقیدہ کا نام نہیں بلکہ رحمت عالم ﷺ کے دین متین سے مکمل بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ جسے قادیانی احمدیت کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

جس کی کسی قدر تفصیلات اوپر بیان ہو چکی ہیں۔

ص ۱۵ سے ص ۱۸ تک مرزا طاہر صاحب آپ نے کچھ سیاسی اعمال وافعال کا ذکر کیا ہے کہ ہم لوگ آپ کی جماعت کی طرف یہ الزامات منسوب کرتے ہیں اور آپ نے بڑے شدومد سے ان کا انکار کیا ہے۔

انصاف کا خون نہ کریں۔ ان چیزوں کا مباہلہ سے کیا تعلق ہے۔ یہ ساری باتیں آپ میں نہ بھی پائی جائیں تب بھی مرزا قادیانی اور اس کی جماعت غلط اور اس کے قائد جھوٹ پر مبنی ہیں۔ یہ ساری باتیں آپ میں پائی جائیں تب بھی مرزائیت جھوٹے عقیدہ کی حامل ایک جھوٹی جماعت ہے۔ یہ الزامات صحیح ہیں تو بھی مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔ یہ الزام سیاسی غلط ہیں تو بھی مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔

ص ۱۹ سے ص ۲۶ تک مرزا قادیانی کی دو عبارتیں اور آخر میں اپنی دعا تحریر کی ہے۔ آپ کے اصل عقائد بمعہ حوالہ جات کی تفصیل کے لئے، قادیانیوں کو دعوت اسلام، نامی کتابچہ لف ہذا ہے۔ اسے علیحدگی میں پڑھیں اور اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ اصل حقائق کیا ہیں۔

ضروری گذارش

بعض جگہ تحریر میں قدرے تلخی آ گئی ہے۔ دراصل وہ بھی آپ کی کرم فرمائی کا نتیجہ ہے کہ آپ نے واضح اپنی عبارتوں کے باوجود ناحق انکار کر کے بلاوجہ معاملہ کو الجھایا ہے اور پھر الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے، آپ نے مسلمانوں کو غلط کار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

آخری گذارش

آپ کے مباہلہ کے پمفلٹ کے متعلق جتنی ضروری تصریحات تھیں وہ ہم نے عرض کر دیں ہیں۔ ان حوالہ جات کو پڑھیں، اپنی کتابوں سے ملائیں، تمام تر حوالہ جات صحیح ثابت ہوں تو پھر فیصلہ کریں کہ آپ نے مباہلہ نامی پمفلٹ شائع کر کے مخلوق خدا کو دھوکہ دینے کی کیوں ناکام کوشش کی ہے؟

مرزا طاہر صاحب! یقین کیجئے کہ یہ تمام تر حوالہ جات ہم نے بڑی دیانتداری کے ساتھ عرض کر دیئے ہیں۔ اللہ رب العزت جن کے حضور ہم سب کو بالآخر پیش ہونا ہے اس کو حاضر و ناظر یقین کر کے دل کی گہرائیوں سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے کوئی بھی حوالہ نقل کرنے میں بد دیانتی یا اس سے غلط مطلب براری کے لئے خیانت نہیں کی۔ یہ تمام تر آپ کے لٹریچر کے حوالہ جات ہیں۔ اب اگر ہے ہمت تو قرآنی تصریحات کو سامنے رکھ کر جگہ اور وقت کا تعین کریں، ہم آپ کے ساتھ آمنے سامنے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم اللہ رب العزت کی ذات کو گواہ بنا کر پختہ ایمان و یقین کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک جھوٹا مدعیٔ نبوت تھا۔ اس کے تمام تر لایعنی دعاوی سب فریب جھوٹ، مکاری وعیاری کا مرقع تھے۔ اس کو وحی الٰہی نہیں بلکہ القائے شیطانی ہوتا تھا۔ وہ اور اس کے سارے ماننے والے ہر دو گروپ لاہوری و قادیانی کو ہم کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ مرزا ابوجہل و شیطان کی طرح رحمت عالم ﷺ کے دین کا دشمن تھا۔

اس پر آپ جب چاہیں مباہلہ کے لئے ہم تیار ہیں۔ اگر آپ نے جگہ اور وقت کا تعین نہ کیا تو پھر مجبوراً یہ قدم ہمیں اٹھانا ہوگا تاکہ حق و باطل کا ایک بار پھر تصفیہ ہو۔ مباہلہ کے بعد ہم معاملہ اللہ رب العزت پر چھوڑ دیں گے کہ وہ باطل کو مٹانے والا ہے۔ اس عزم کے ساتھ ہم اس تحریر کو ختم کرتے ہیں کہ آپ بھی ہمیشہ اپنے باپ، دادا کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کبھی بھی ہمارے سامنے میدان میں آکر قرآنی تصریحات کے مطابق مباہلہ نہیں کریں گے۔ نہ آپ کو اس کی جرأت ہوگی۔ آپ نقلی مسیحی ہیں۔ اصلی مسیحی، نصاریٰ نجران جس طرح رحمت عالم ﷺ کے سامنے مباہلہ کے لئے نہی آئے تھے نقلی مسیحی قادیانی بھی رحمت عالم ﷺ کے خدام کے سامنے کبھی آنے کی جرأت نہیں کریں گے۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار

ایک قادیانی کے چند سوالات اور ان کے مفصل جوابات

آج مورخہ ۱۳؍ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ بمطابق ۱۷؍فروری ۲۰۱۱ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر مولانا اللہ وسایا، مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر سے ’’ختم نبوت کانفرنس منعقدہ مصطفیٰ آباد فیصل آباد‘‘ کے لئے روانہ ہوئے۔ پروگرام کچھ یوں ترتیب دیا گیا کہ فیصل آباد سے آگے ’’جڑانوالہ روڈ ورکشاپ سٹاپ‘‘ پر کچھ افراد قادیانیوں کے رہتے ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ ہمارے کچھ اشکالات ہیں۔ ان کا جواب ہمیں مل جائے اور کوئی ہماری تشفی کرادے تو ہم اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ بھی بتادیا گیا تھا کہ یہ پروگرام ’’جامع مسجد شوکت علی فضلی‘‘ واقع برلب جڑانوالہ روڈ میں ہوگا۔ اس عظیم اور نیک مقصد کے لئے مولانا نے سفر فرمایا، اور اپنے ہمراہ مولانا عبدالرشید سیال مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد، اور راقم الحروف کو بھی کمال شفقت فرماتے ہوئے لے لیا۔ نماز عصر کے وقت جامع مسجد مذکورہ بالا میں پہنچے۔ اذان ہوچکی تھی۔ جماعت باوضو تیار بیٹھی تھی۔ مولانا اللہ وسایا اور ان کے رفقاء نے نماز کی تیاری کی۔ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بعد مولانا حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے۔ الحمدللہ! اس سوالیہ نشست کے بارے میں جن جن مسلمانوں کو علم ہوا تو وہ بھی کافی تعداد میں جمع ہوگئے۔ جس میں عوام کے علاوہ علماء بھی تھے، تو حاضرین نے مولانا اللہ وسایا کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ قادیانی ہمیں بہت تنگ کرتے ہیں اور ہر آئے دن ہم سے الٹے پلٹے سوالات کرتے رہتے ہیں۔ جن کا نہ سر نہ پاؤں۔ ہمیں تو اتنا علم نہیں کہ انہیں جواب دے کر مطمئن کرسکیں اس لئے حاضرین کی یہ تعداد جمع ہوگئی ہے کہ ہم بھی قادیانیوں کے سوالات سنیں اور مولانا کے جوابات بھی۔ تاکہ ہمارے ایمان میں اضافہ ہو، اور آئندہ کوئی قادیانی سوال کرے تو ہم اسے جواب دے کر مطمئن کرسکیں۔ چنانچہ مولانا اللہ وسایا نے دریافت فرمایا کہ کون صاحب ہیں اور کہاں ہیں؟ تو نمازیوں میں سے چند رفقاء گئے اور اسے لے آئے۔ جب وہ مسجد میں پہنچا تو مولانا اللہ وسایا نے باوجود نقاہت کے کھڑے ہوکر اس سے معانقہ فرمایا اور اپنے ساتھ بائیں جانب بٹھالیا۔ بعد از طلب خیریت، نام دریافت فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا میرا نام محمد اسلم ہے۔

محمد اسلم قادیانی کے سوالات واشکالات سے پہلے مولانا نے کچھ گذارشات بطور تمہید کے فرمائیں! جو آگے تمہید کے زیر عنوان قارئین ملاحظہ فرمائیں گے۔لیکن اس تمہید سے پہلے راقم الحروف (دین پوری) عرض گذار ہے۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ مولانا اللہ وسایا کی صحت، علم وعمل، کمال فطانت وسرعت زکاوت، اور خدمات ختم نبوت میں برکت رکھیں۔اسلم قادیانی کو اعتراض کرنا بھی کسی نے نہ سکھایا تھا۔ بمشکل ایک لفظ یا ایک جملہ کہہ پاتا اور آگے خاموشی سادھ لیتا،مگر مولانا اللہ وسایا اس کا مکمل اعتراض پہلے اس کے آگے رکھتے،اور اس سے تائید لیتے کہ تو یہ کہنا چاہتا ہے؟ تو وہ جی ہاں میں جواب دیتا۔پھر مولانا اللہ وسایا اس کا مفصل اور مکمل جواب ارشاد فرماتے۔وہ پوری آیت کیا اس کے ترجمہ کا ایک لفظ اور وہ بھی قادیانیت کے نقطۂ نظر اور غلیظ نظریے (جو صبح وشام انہیں رٹوائے گئے تھے) کے مطابق کہتا۔مولانا اللہ وسایا اس آیت کے سیاق وسباق کو ملاکر مکمل ترجمہ وتفسیر کر کے کمال دیانت اور کامل اعتماد کے ساتھ اس کا جواب مرحمت فرماتے۔یوں محسوس ہوتا کہ اب اسلم قادیانی، قادیانیت ترک کر کے داخل اسلام ہو جائے گا،اور اس بات کی مسرت اور مولانا اللہ وسایا کے مسکت جوابات کو سن کر حاضرین مجلس کے چہروں پر اور خود مولانا اللہ وسایا کے مبارک چہرے پر بشاشت وانبساط نمایاں طور پر بندہ راقم الحروف محسوس کرتا۔مگر ہدایت کا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضہ میں رکھا ہے۔وہ جسے چاہے ہدایت سے نوازتا ہےاور اس کے آگے دم مارنے کی کسی کو ہمت نہیں۔

نیز راقم بخوبی جانتا ہے کہ اس دن مولانا اللہ وسایا کی طبیعت بہت ناساز تھی۔ ضعف ونقاہت الگ تھی۔مولانا اللہ وسایا ایک جواب سے ابھی فارغ نہ ہو پاتے کہ اسلم قادیانی پھر کوئی شوشہ چھوڑ دیتا۔مولانا اللہ وسایا دوبارہ کمال دیانت کے ساتھ برجستہ جواب ارشاد فرماتے۔

اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ کہ مولانا اپنی جوابی تقریر میں ’’مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ ملعون ودجال کی ناپاک اور غلیظ کتب سے بھی ازبر حوالہ جات نہایت دیانتداری سے پیش فرماتے اور ان حوالہ جات میں کئی ایسی کتب کا نام لیا جن کے متعلق جو میں نے بھی کبھی نہیں سنا تھا۔نیز اس تقریر وگفتگو میں بندہ (دین پوری) کے سامنے بھی عجیب وغریب نکات سامنے آئے جنہیں زندگی میں آج پہلی مرتبہ سننے کا اتفاق ہوا اور کیوں نہ ہو کہ ایسے

مواقع کبھی کبھی فراہم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا اللہ وسایا کی صحت اور خدمات ختم نبوت میں برکت عطا فرمائیں۔ آمین! اور مولانا اللہ وسایا کے علوم و معارف سے ہمیں مستفیض فرمائیں۔ آمین!

نوٹ: یاد رہے کہ یہ مجلس بعد از نماز عصر تا مغرب اور بعد از نماز مغرب تا عشاء منعقد رہی۔

تمہید

سوالات سے قبل مولانا اللہ وسایا نے تمہیداً فرمایا کہ مجھے یہاں کے دوستوں نے بتایا کہ ایک صاحب قادیانی ہے، وہ کہتا ہے کہ میرے کچھ اشکالات ہیں، کچھ سوالات ہیں۔ مولوی صاحب آ کر جواب دے دیں۔ میرے اشکالات دور کر دیں تو میں اسلام قبول کرلوں گا۔ مجھے اس سفر کا اندازہ تو نہیں تھا کہ کتنا دور ہے؟ اس لئے یہاں پہنچنے میں کچھ دیر ہوگئی۔ میں نے سمجھا تھا کہ شاید ڈھڈی والا ہوگا، جہاں ہمارے دوست شاہ صاحب رہتے ہیں۔ تاہم! برادر! میں نہایت اختصار کے ساتھ سب سے پہلے دو باتیں عرض کرتا ہوں۔ آپ توجہ سے سنیں۔

ا...... پہلی بات تو یہ ہے کہ ایمان اور اسلام اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک معاملہ ہے۔ میں آپ کو دھوکہ دے سکتا ہوں۔ آپ مجھے دھوکہ دے سکتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا۔ بندہ اپنے رب کو کبھی دھوکہ نہیں دے سکتا۔ ایسے نا بھائی اسلم؟ جی بالکل! (اسلم نے جواب میں کہا) میری آپ سے درخواست ہے کہ قبول اسلام سے پہلے ایک مرتبہ نہیں دس مرتبہ سوچ لو۔ کیونکہ قبول اسلام کے بعد اسلام کو چھوڑ دینا دوبارہ کفر کی طرف واپس ہوجانا، قادیانیت میں چلے جانا، یہ اسلام میں ناقابل برداشت جرم ہے۔ جس سے پورے معاشرہ کا نظام خراب ہوجاتا ہے۔ معاشرہ میں فساد لازم آجاتا ہے۔ جو شرعاً بہت بڑا جرم ہے۔ مذہب اسلام کے ساتھ مذاق ہے یہ کیا بات ہوئی؟ کہ صبح اسلام قبول کیا۔ شام کو چھوڑ دیا۔ آج اسلام میں داخل ہوئے، کل کو ماری چھلانگ اور پھر کفر میں جا پڑے۔ یہ ایک گھناؤنا فعل ہے۔ جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ احباب جو یہاں جمع ہیں، ان حاضرین میں سے کسی ایک کو بھی میں نے نہیں بلایا، اور نہ ہی میں اس حق میں ہوں۔ میں اور آپ تو بس کسی کونے میں بیٹھ جاتے۔ آپ مجھ سے پوچھتے جاتے، سوالات کرتے

جاتے۔ میں ان سوالات کا جواب دیتا جاتا۔ آپ اپنی کہتے جاتے میں اپنی کہتا جاتا بات کسی کنارے جالگتی۔ بہرحال! میں دوبارہ درخواست کرتا ہوں کہ قبول اسلام سے پہلے دس دفعہ سوچ لیں، بیس دفعہ سوچ لیں۔ آج نہیں! کل سہی! جب شرح صدر ہوا اسلام قبول کرلو۔

۲...... دوسری بات یہ ہے کہ ختم نبوت پر وعظ کرنا یا قادیانیت کی تردید کرنا میرا پیشہ نہیں، کہ جان کر میں نے یہ پیشہ اختیار کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تھوڑی بہت زمین دے رکھی ہے۔ اسی سے میرا روٹی کپڑا اور دیگر ضروریات زندگی پوری ہوجاتی ہیں۔ لہٰذا یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ یہ میرا پیشہ نہیں، بلکہ میں نے اپنی عاقبت اور قبر کو سامنے رکھ کر اسے حق اور سچ سمجھ کر اختیار کیا ہوا ہے، کہ شب وروز تحفظ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کرتا ہوں اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ آپ نے بھی اپنی عاقبت اور قبر کو سامنے رکھ کر قادیانیت کو حق اور سچ سمجھ کر اسے اختیار کیا ہے۔ کوئی دنیاوی مفاد آپ کے بھی پیش نظر نہیں۔ کیوں بھائی اسلم؟ جی بالکل اسی طرح ہی ہے۔ (اسلم قادیانی نے جواب میں کہا) یوں میں اور آپ ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس دوران (یعنی گفتگو کے دوران) ڈنڈی نہیں ماروں گا۔ آپ کے سوالات واشکالات کا اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر صحیح صحیح جواب دوں گا اور آپ بھی وعدہ کریں کہ دوران گفتگو ڈنڈی نہیں ماریں گے، صحیح صحیح بات کریں گے۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ میرا وعدہ ہے۔ دوران گفتگو ڈنڈی نہیں ماروں گا۔ کیونکہ میں اب زندگی کے اس حصے میں ہوں پتہ نہیں کس وقت بلاوا آجائے۔ اب میں نے دھوکہ دے کے کیا کرنا ہے؟ اپنی عاقبت تو خراب نہیں کرنی۔ میری بات سمجھ آئی ہے؟ جی بالکل!

یاد رکھیں! اس مجلس کے بعد آپ کو اختیار رہے! ایک مجلس نہیں کئی مجلسیں آپ اختیار کریں۔ پھر سوچیں جلدی نہ کریں۔ آج نہیں کل! جب جی چاہے اسلام قبول کرلیں۔ (یہ باتیں بطور تمہید مولانا اللہ وسایا نے اسلم قادیانی کو مانوس اور اپنے قریب کرنے کے لئے ارشاد فرمائیں)

سوالات وجوابات

مولانا نے پھر اسلم قادیانی سے فرمایا: اب آپ دل کھول کر سوال کریں۔ پوچھیں۔ اپنے اشکالات میرے سامنے رکھیں اور میں جواب دوں۔

اسلم قادیانی: میں عالم نہیں ہوں۔ پڑھا ہوا نہیں۔ خلیفۂ وقت کی کتابوں میں جو کچھ پڑھا ہے اس کے تحت پوچھتا ہوں۔ سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یہود نے (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا اور وہ سولی نہیں چڑھے۔ ان لوگوں کو شبہ میں ڈال دیا۔ قتل بھی نہیں ہوئے۔ سولی بھی نہیں چڑھے۔ انہیں شبہ میں ڈال دیا۔ انہیں کون سی شبہ پڑ گئی۔ پھر آگے ہے کہ انہیں اللہ نے طرف اپنے اٹھالیا۔ میں نے اہل سنت والجماعت کے ایک عالم دین (جنہیں شاید آپ بھی جانتے ہیں) مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے ترجمہ میں بھی دیکھا۔ انہوں نے بھی اس طرح کا ترجمہ کیا ہے! اب آپ اس سے حیات ثابت کریں؟

(حضرت نے قران پاک منگوایا اور سورۂ نساء کی وہ آیات کھولیں اور پڑھیں)

مولانا اللہ وسایا: لو جی! یہ ہے وہ آیت کریمہ جس کے متعلق آپ کہتے ہیں۔ دیکھئے! بات یہاں سے شروع ہو رہی ہے۔ ''اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ فبما نقضهم میثاقهم وکفرهم بآیٰت اللہ، وقتلهم الانبیاء بغیر حق، وقولهم قلوبنا غلف، بل طبع اللہ علیها بکفرهم، فلا یؤمنون الا قلیلا ○ وبکفرهم وقولهم علی مریم بهتانا عظیما ○ وقولهم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ، وما قتلوه وما صلبوه، ولکن شبه لهم، وان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه، ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقینا ○ بل رفعه اللہ الیه، وکان اللہ عزیزًا حکیمًا (نساء: ۱۵۵ تا ۱۵۸)'' ﴿ان کو جو سزا ملی سو ان کی عہد شکنی پر، اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے، اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق، اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے، سو یہ نہیں، بلکہ اللہ نے مہر کر دی ان کے دل پر، کفر کے سبب سو ایمان نہیں لاتے مگر کم، اور ان کے کفر پر، اور مریم علیہا السلام پر بڑا بہتان باندھنے پر، اور ان کے اس کہنے پر، کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم علیہا السلام کے بیٹے کو، جو رسول تھا اللہ کا، اور انہوں نے نہ اس کو مارا، اور نہ سولی پر چڑھایا۔ لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے، اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں، تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کچھ نہیں ان کو اس کی خبر، صرف اٹکل پر چل رہے ہیں، اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک، بلکہ اس کو اٹھالیا۔ اللہ نے اپنی طرف، اور اللہ تعالیٰ ہے زبردست، حکمت والا۔﴾

بھائی اسلم: اللہ تعالیٰ نے یہاں سے بات شروع کی ہے اور یہودیوں کے لعنتی ہونے کے اسباب بیان فرمائے ہیں، اور وہ اسباب دو حصوں میں تقسیم فرمائے ہیں۔ (۱) اقوال۔ (۲) افعال۔ جو باتیں تھیں وہ ان کے اقوال اور قول کہہ کر بتائے اور جو کام تھے، افعال تھے۔ وہ افعال کہہ کر، کام کہہ کر، فعل کہہ کر بتائے۔ مثلاً فرمایا:

۱...... ان کے لعنتی ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ وہ وعدہ خلافی اور عہد شکنی کرتے تھے۔

۲...... ان کے لعنتی ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے۔ اللہ کی آیات کا مذاق اڑاتے تھے۔ اللہ کی آیات کا انکار کرنا، یا مذاق اڑانا یہ کفر ہے جو یہود نے کیا۔

۳...... ان کے لعنتی ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا قتل ناحق کیا۔ انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ایک قتل کرنا دوسرا ناحق قتل کرنا۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ کریلا اور نیم چڑھا۔ ایک قتل کرنا دوسرا انبیاء علیہم السلام کا قتل کرنا اور قتل بھی ناحق تو اس فعل قتل کی وجہ سے بھی وہ لعنتی ہوئے۔

۴...... ان کے لعنتی ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ''ہمارے دلوں پر غلاف ہے'' تمہاری رشد و ہدایت کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ان کے تکبر و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ اس وجہ سے رشد و ہدایت کا اثر ان کے دلوں پر نہیں ہوتا۔

۵...... ان کے لعنتی ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ انہوں نے مائی مریم (علیہا السلام) پر غلط بہتان باندھ کر کفر کا ارتکاب کیا۔ دونوں کام کئے، زبانی کلامی بہتان بھی لگایا اور فعل کفر بھی اختیار کیا۔ دیکھئے! ان کے قول کو قول کہہ کر بتلایا اور ان کے فعل کو فعل کہہ کر بتلایا۔

۶...... ان کے لعنتی ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ یہود کہتے تھے۔ ''ہم نے مسیح عیسیٰ بیٹے مریم (علیہا السلام) کو قتل کر ڈالا'' میری آپ سے درخواست ہے کہ نبی کا قتل کرنا کفر ہے۔ بلکہ ارادۂ قتل بھی کفر ہے۔ پھر اس پر فخر کرنا، اکڑنا یہ اس سے بھی بڑھ کر کفر ہے۔

بھائی اسلم: یہاں یہ فرق سمجھیں! کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کے اسباب میں یہود کا قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بیٹے مریم علیہا السلام کو قتل کر دیا۔ معلوم ہوا صرف ان کا قول ہے واقعہ میں قتل نہیں کیا۔ اگر قتل کیا ہوتا تو حسب سابق اللہ تعالیٰ فرماتے: ''وقتلهم

وصلبهم المسیح عیسیٰ ابن مریم ’’جیسا کہ آیت مبارکہ میں اس سے قبل فرمایا: ’’**وقتلهم الانبیاء بغیر حق** ‘‘اگر قتل کیا ہوتا تو قرآن قول نقل نہ کرتا۔فعل نقل کرتا۔یہ فرق ضرور سمجھیں۔

اب ان کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو فرمایا: ’’**ماقتلوه** ‘‘کہ ان یہود نے سرے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل ہی نہیں کیا۔

بھائی اسلم: یہاں اہل علم بیٹھے ہیں جو صرف ونحو کے علوم رکھتے ہیں، اور وہ زیادہ سمجھتے ہیں۔مثلاً عربی میں ایک جملہ استعمال کیا جاتا ہے۔کہا جاتا ہے: ’’**ما ضربوه** ‘‘اس کا معنی یہ ہے کہ: ’’اس پر سرے سے فعل ضرب واقع نہیں ہوا۔‘‘ یہ نہیں کہ مارا تو ہے مگر تھوڑا سا مارا ہے۔مارا تو ہے بس کٹا پا چڑھایا ہے۔جانوں نہیں مارا۔یہ ترجمہ نہیں بلکہ یہ ترجمہ ہے کہ: ’’اس پر سرے سے فعل ضرب واقع نہیں ہوا۔‘‘

تو اب بالکل اسی طرح سمجھیں ’’**ما قتلوه** ‘‘کا معنی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سرے سے فعل قتل واقع نہیں ہوا۔ایسے نہیں ہے۔جیسا کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ’’حضرت مسیح کو اتنا مارا گیا کہ آدھ مرے ہوئے ہو گئے تھے۔یا ان کے جسم پر کنگھیاں پھیری گئی تھیں۔پھر علاج معالجہ سے ٹھیک ہو گئے تھے وغیرہ۔‘‘ یہ بالکل غلط ہے۔

پھر فرمایا: ’’**ما صلبوه** ‘‘کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کو سولی پر بھی نہیں چڑھایا۔کیا مطلب؟ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سرے سے فعل صلب واقع نہیں ہوا۔یہ قرآن کہہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سرے سے فعل صلب واقع نہیں ہوا۔

بھائی اسلم! اللہ کے گھر میں بیٹھ کر، باوضو ہو کر، قرآن پر ہاتھ رکھ کر، اور اپنی قبر کو سامنے رکھ کر کہہ رہا ہوں کہ یہ اس کا صحیح ترجمہ ہے۔غلط ترجمہ کر کے اور جھوٹ بول کر میں نے اپنی قبر کالی نہیں کرنی۔یہ تیرے سمجھانے کے لئے کہہ رہا ہوں۔آگے فرمایا: ’’**ولکن شبه لهم** ‘‘کہ وہ شبہ میں ڈال دیئے گئے۔اب یہ کہ وہ شبہ کس چیز کا تھا؟ جس میں وہ ڈالے گئے؟ قتل کوئی مخفی چیز نہیں ہوتی۔یہ قاتل کھڑا ہے۔یہ لاش پڑی ہے۔یہ خون گرا ہوا ہے۔یہ آلۂ حرب وضرب پڑا ہے۔قتل کوئی مخفی چیز تو ہے نہیں جو آنکھوں سے نظر نہ آئے۔پھر شبہ کس چیز کا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اپنا ایک آدمی تیار کیا۔جس کا نام یہودا تھا کہ تو اندر

جا، باقی سب تیرے پیچھے آ کر اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیں گے۔ چنانچہ دروازہ کھولا۔ اندر داخل ہوئے۔ ان کے منصوبۂ قتل سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اس کا ثبوت بھی قرآن میں موجود ہے۔ اس طرح کہ قران پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ''وایدناہ بروح القدس'' ﴿کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعہ مدد کی۔﴾ دیکھئے! یہ آیت مبارک بھی اس پر پوری پوری صادق آ رہی ہے۔

بھائی اسلم! ماننا نہ ماننا مقدر کی بات ہے۔ سمجھنا نہ سمجھنا مقدر کی بات ہے۔ مگر قرآن پاک کی یہ خوبی ہے کہ اگر اس کا ترجمہ صحیح کیا جائے تو اٹھارہ آیات کریمہ نگینے کی طرح جڑتی آتی ہیں، اور مالا تیار ہوتی جاتی ہے، اور اگر ترجمہ غلط کیا جائے تو اگلی آیت آگے آ کر رکاوٹ ڈال دیتی ہے کہ ترجمہ غلط ہے۔ جب تک صحیح ترجمہ نہ کیا جائے آگے نہیں بڑھنے دیتی۔

اب اگلی آیت سنو! دوسری جگہ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں: ''ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین'' ﴿یہود نے بھی تدبیر کی، اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنے والے ہیں۔﴾ مکر: خفیہ تدبیر کو کہا جاتا ہے۔

یہ دیکھو دوسری آیت مبارکہ ہے جو پوری پوری صادق آ رہی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہود نے بھی تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی۔ یہود کی تدبیر تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی اور صلیب دینے کی، اور اللہ کی تدبیر تھی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو بچانے کی۔ اب نتیجہ کیا نکلا؟

قرآن کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کامیاب رہی۔ اللہ کی تدبیر کیسے کامیاب رہی؟ ہوا اس طرح کہ جس یہودا کو انہوں نے اندر بھیجا تھا اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی۔

سوال: اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس طرح ممکن بھی ہے؟ کہ ایک چیز پر دوسری چیز کی شبیہ ڈال دی جائے؟ کیا شکل بدلنا ممکن ہے؟ کوئی اس کی مثال؟

جواب: بالکل ممکن ہے! اور قرآن پاک میں اس کی مثال موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر کھڑے تھے، اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہو رہی تھی، دوران گفتگو اللہ تعالیٰ

نے دریافت فرمایا: اے موسیٰ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ جواب دیا عصا! فرمایا اسے زمین پر ڈالو! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا جو ڈالا۔ تو اللہ کے حکم سے سانپ کی شکل اختیار کرلی، اوراب لگا حرکت کرنے ایک سیکنڈ لگا، یا وہی عصا تھا، یا اب سانپ بن گیا۔ پھن نکالی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مارے ڈر کے دوڑنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’لا تخف‘‘ ﴿مت ڈریئے۔﴾ اپنا عصا لے لو! جب عصا اٹھایا تو اب وہی لکڑی رہ گئی۔ جو رب لکڑی کو سانپ بنا سکتا ہے، وہی رب اس بندے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ بھی ڈال سکتا ہے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔ یہودیوں نے اس بندے کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر پکڑ لیا۔ اب نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ گھونسہ مار، کوئی ٹھوکر مار، کوئی ڈنڈا مار، نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ پکڑا اور سولی چڑھا دیا۔ جب اسے سولی دی تو پریشان ہوئے کہ جو بندہ ہم نے بھیجا تھا وہ کہاں گیا؟

اسلم قادیانی: ان لوگوں کو یہ پتہ نہیں تھا کہ جو بندہ ہم نے بھیجا تھا وہ کہاں گیا؟ وہ اتنے پاگل تھے؟ ان باتوں کو رہنے دیں۔ مجھے یہ سمجھائیں کہ انہیں شبہ کس چیز کا لگا؟۔

مولانا اللہ وسایا: میں اسی شبہ کی طرف آ رہا ہوں۔ میرے بھائی! یادرکھیں بھائی اسلم! مسلمانوں کی کتابیں بھی اور عیسائیوں کی کتابیں بھی۔ مسلمانوں کی تفسیریں اور عیسائیوں کی اناجیل بھی اس بات پر گواہ ہیں، اور یہ بتلاتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مکان میں تنہا نہیں تھے۔ حضرت کے ساتھ اس مکان میں کئی حواری بھی موجود تھے اور حضرت اپنے گھر کے چشمہ سے غسل فرما کر باہر تشریف لائے۔ اپنے حواریوں کے پاس، تو ان کے سامنے ایک تقریر فرمائی۔ جس میں یہ بھی فرمایا: کہ کون شخص تم میں سے اس بات پر راضی ہے، کہ اس پر میری شباہت ڈال دی جائے، اور وہ میری جگہ قتل کیا جائے، اور قیامت کے دن میرے ساتھ رہے۔ یہ سنتے ہی ایک نوجوان کھڑا ہوا اور قربانی دینے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ! پھر اسی طرح اعلان فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہوا۔ حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ! تیسری مرتبہ پھر اعلان فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ اچھا تو ہی وہ شخص ہے؟ اس کے فوراً بعد اس نوجوان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روشندان سے آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ اب یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لئے جو مکان میں داخل ہوئے، تو

اس حواری (جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی تھی) کو گرفتار کیا۔ قتل کر کے صلیب چڑھا دیا۔ بھائی اسلم! میں نے آپ کو پہلے اور انداز میں سمجھایا۔ اب اور انداز میں عرض کر رہا ہوں! یہ دونوں باتیں مسلمانوں کی کتب میں موجود ہیں۔ مفسرین کی کمال دیانت دیکھیں! کہ انہوں نے اپنی تفاسیر میں دونوں قول اور دونوں باتیں نقل کر دی ہیں۔ عیسائیوں نے صرف پہلی بات کو لیا۔ دوسری کو ذکر نہیں کیا۔ یاد رکھیں! قرآن پاک کوئی تاریخی کتاب نہیں یہ تو احکامات اور اصول وضوابط کی کتاب ہے۔ تاریخی کتاب نہیں۔

اسلم: جی بالکل! تاریخی کتاب نہیں۔

مولانا اللہ وسایا: اللہ تعالیٰ تجھے بہتر بدلہ دے میرا بھائی! تو بہت ہی سمجھدار ہے۔

اب یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''**ولکن شبہ لھم**'' کہ انہیں شبہ لگ گیا، تو وہ شبہ کیا تھا؟ سنیں میری درخواست! جو بات میں نے پہلے کہی ہے کہ یہودیوں نے اپنا بندہ اندر بھیجا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو چلے گئے آسمانوں پر، اور انہوں نے یہودا کو پکڑ کر قتل کیا اور سولی چڑھا دیا۔ تو شبہ اس طرح لگا کہ چہرہ اس کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا ہے اور ہڈ، بت ہمارے ساتھی کے لگتے ہیں۔ یہ عیسیٰ (علیہ السلام) ہے تو ہمارا ساتھی کہاں؟ اور اگر یہ ہمارا ساتھی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں؟ یہ جو اس جستجو میں پڑے ہیں قرآن نے اسے کہا: ''**شبہ لھم**'' جب تک وہ قتل نہیں ہوا تو قرآن نے ''**شبہ لھم**'' نہیں کہا اب قتل ہو گیا اور یہ تحقیق اور جستجو میں پڑے تو قرآن نے کہا: ''**شبہ لھم**'' اور آج تک یہودا سی چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ قرآن نے کہا: ''**ما لھم بہ من علم الا اتباع الظن**'' ﴿ان کے پاس اس کا علم نہیں ہے وہ اٹکل کی باتیں کر رہے ہیں۔﴾ مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی اٹکل کے سوا کچھ نہیں کہا۔ اس کا صحیح علم کسی کو بھی نہیں، یہ ہے وہ شبہ جس کے متعلق تو پوچھتا ہے۔ کوئی بات سمجھ میں آئی؟ اب شبہ سمجھ میں آیا؟

اسلم قادیانی: ہوں! دیکھو جی! بات تو ہوئی نا۔

مولانا اللہ وسایا: دیکھئے! بھائی اسلم! یہود کہتے تھے۔ ''**انّا قتلنا**'' (کہ بے شک ہم نے قتل کر دیا) اس میں ایک ''**انّا**'' کی ضمیر جمع کی ہے اور ''**قتلنا**'' کی ضمیر نا بھی جمع کی ہے۔ یہود نے کہا پکی بات ہے۔ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ بیٹے مریم (علیہما السلام) کو، قاتل کہتے ہیں ہم نے قتل کیا۔ قرآن النافی میں کہتا ہے۔ ''**ما قتلوہ**'' ﴿انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا۔﴾

’’ولکن شبه لهم ‘‘ ﴿اور لیکن انہیں شبہ میں ڈال دیا گیا۔﴾ سمجھ گئے بھائی اسلم! جی سمجھ گیا۔ آگے چلیں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل بھی نہیں ہوئے۔ سولی بھی نہیں دیئے گئے تو ہوا کیا؟ قرآن نے کہا: ’’بل رفعه الله اليه ‘‘ ﴿کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔﴾ بھائی اسلم! غور کریں۔ یہاں چار جملے اللہ تعالیٰ نے ذکر کئے ہیں: (۱) ’’ما قتلوه ‘‘ (۲) ’’ما صلبوه ‘‘ (۳) ’’ما قتلوه ‘‘ (۴) ’’بل رفعه ‘‘ ان میں سے ’’ماقتلوه ‘‘ کی ضمیر ’’ہ ‘‘ کی ’’ما صلبوه ‘‘ کی ضمیرہ کی پھر ’’ماقتلوه ‘‘ کی ضمیر بھی ’’ہ ‘‘ کی اور ’’بل رفعه ‘‘ کی ضمیر بھی ’’ہ ‘‘ کی۔ یہ چاروں ضمیریں ’’ہ ‘‘ کی ہیں اور چار کی چار حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی طرف راجع ہیں۔ اس سے مراد حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہیں! کیا مطلب؟ جس عیسیٰ علیہ السلام کو انہوں نے قتل نہیں کیا۔ جس عیسیٰ علیہ السلام کو انہوں نے پھانسی نہیں دی۔ پھر کہا جس عیسیٰ علیہ السلام کو پکی بات ہے انہوں نے قتل نہیں کیا۔ اسی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ ذرا اور انداز سے سمجھیں۔ قتل جسم ہوتا ہے تو اٹھایا بھی جسم گیا ہے۔ اگر قتل روح کی گئی ہے تو اٹھائی بھی روح گئی ہے۔ آج تک دنیا میں کسی کی روح کو قتل نہیں کیا گیا، اور نہ ہی اس کا (سوا مرزا قادیانی کے) کوئی قائل ہے۔ فعل قتل جسم کا ہوتا ہے روح کا نہیں۔

اسلم قادیانی: حکم دیں تو عرض کروں؟

مولانا اللہ وسایا: میرا بھائی حکم کیا؟ تو دل کھول کر سوال کر۔ تیرے لئے تو بیٹھا ہوں۔

اسلم قادیانی: حضور ﷺ کے نعلین کو نجاست لگی ہوئی تھی۔ رب کو گوارا نہ ہوا۔ اللہ تو غیرت رکھتا ہے۔ کافر کو اللہ تعالیٰ نے نبی کی شکل کیوں اور کیسے دے دی؟

مولانا اللہ وسایا: اللہ تجھے دیوے عزت بھائی اسلم! اور تجھے خوش رکھے تو نے بہت اچھا سوال کیا! اب تو مجھے بتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے نبی کی شکل دے کر عزت کرائی تو بات تو ہوئی، اور اگر شکل نبی کی دے کر جوتے مروائے تو تو خود سوچ۔ میں نے تجھے دو روایتوں کے حوالے سے، عیسائیوں اور مسلمانوں کی کتابوں کے حوالے سے مفصل بات سمجھا دی ہے، اور یہ بھی بتایا ہے کہ ہمارے مفسرین کی کمال دیانت دیکھئے! کہ انہوں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرمائی اور نہ ہی گھڑی مسلمانوں کے معتبر ائمہ کے حوالے بھی، اور یہودیوں کے اقوال بھی انہوں نے کمال دیانت سے لکھ دیئے ہیں اور بتا دیئے ہیں، اور پھر تفصیل کے

ساتھ یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی جسم کو اپنی طرف اٹھالیا۔جس جسم کو انہوں نے قتل نہیں کیا۔ میں نے اتنی وضاحت کے ساتھ آپ کو بات سمجھا دی۔ مجھے کہاں سے پھر دھکیل کے پیچھے لے آیا! اور بھی بہت سی باتیں میں نے آپ کو سمجھانی ہیں۔ یہ تو تیرے سمجھنے اور سوچنے کے لئے اتنی لمبی چوڑی تفصیل ذکر کی ہے۔اب کی ہوئی ساری تقریر مجھ سے پھر نہ کروا۔سمجھ گیا ہے یا نہیں؟

اسلم: جی بالکل سمجھ میں آ گئی ہے بات۔

مولانا اللہ وسایا: جزاک اللہ! میرے بھائی! آگے چلئے۔

اب آپ پوچھیں گے کہ اللہ تو ہر جگہ موجود ہے۔اس میں آسمان کا لفظ کہاں ہے؟

اسلم قادیانی: میں نے تو آسمان کی بات ہی نہیں کی؟

مولانا اللہ وسایا: آپ نہیں کرتے، لیکن قادیانی تو کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس آیت میں آسمان کا لفظ دکھاؤ؟ تو میں ان سے متعلق کہہ رہا ہوں۔ایک قادیانی نے مجھ سے گفتگو کے دوران پوچھا۔آپ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں۔آسمان پر اٹھائے گئے ہیں، تو آسمان کا لفظ دکھائیں؟ کہاں ہے؟ میں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں اٹھایا تو کس چیز کو اٹھایا؟ کہنے لگا روح کو۔ میں نے کہا روح کو کہاں اٹھایا؟ کہنے لگا آسمان کی طرف۔ میں نے کہا میرا اور آپ کا جھگڑا آسمان کا تو ہے ہی نہیں، تو بھی کہتا ہے آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔فرق صرف اتنا ہے کہ تو کہتا ہے صرف روح اٹھائی گئی۔ میں کہتا ہوں جسم اور روح دونوں اٹھائے گئے۔ آسمان کا تو سرے سے جھگڑا ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہیں۔ان کی توجہ کائنات کے ذرے ذرے پر موجود ہے۔ لیکن جب جہت بتانی یا ثابت کرنی ہوگی تو نسبت آسمان کی طرف کریں گے۔اس بات کی مؤید یہ آیت مبارکہ ہے۔دیکھئے! قرآن کہتا ہے: ”ء امنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض (ملک:١٦)“ ﴿ کیا تم اس ذات سے بے خوف ہو جو آسمان میں ہے۔ یہ کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے۔ ﴾ دیکھیں! اس آیت مبارکہ میں جہت کو ثابت کیا تو نسبت آسمان کی طرف کی، جیسے یہ آیت کریمہ اس پر شاہد ہے۔اسی طرح حدیث پاک کا ایک واقعہ بھی اس کا مؤید اور شاہد ہے۔

واقعہ: حدیث پاک میں ہے۔ حضرت معاویہ بن حکمؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میری ایک باندی ہے جو میری بکریاں چراتی ہے۔ میری ایک بکری گم ہوگئی تو میں نے اس سے پوچھا۔ بکری کہاں گئی؟ اس نے کہا بھیڑیا کھا گیا ہے۔ میں نے غصہ میں اس کے چہرے پر طمانچہ رسید کر دیا۔ نیز مجھ پر کفارہ بھی ہے۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ مؤمنہ بھی ہے یا نہیں کہ کفارہ میں اسے آزاد کر دوں اور اپنے جرم کی بھی تلافی کر لوں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اسے میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ معاویہ بن حکمؓ اس باندی کو حضور ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے اس باندی سے استفسار فرمایا۔ ''**این اللہ؟**'' ﴿اللہ کہاں ہے؟﴾ بولی: ''**فی السماء**'' ﴿کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہیں۔﴾ فرمایا: ''**من انا؟**'' ﴿میں کون ہوں؟﴾ بولی: ''**انت رسول اللہ**'' ﴿آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔﴾

آپ ﷺ نے معاویہ بن حکمؓ سے ارشاد فرمایا۔ ''**انها مؤمنة**'' ﴿یہ تو ایماندار باندی ہے﴾ لہٰذا اسے آزاد کر سکتا ہے۔ دیکھئے! اس حدیث میں باندی نے جہت کے سوال میں اللہ تعالیٰ کی نسبت آسمان طرف کی اور آپ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا، اور اس کے ایمان کی شہادت بھی دی۔

اور دوسری آیت مبارکہ ہے: ''**ام امنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا** (ملک:۱۷)'' ﴿کیا تم اس ذات سے بے خوف ہو جو آسمان میں ہے۔ یہ کہ تم پر پتھروں کی بارش برسائے۔﴾ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کی جہت کی نسبت آسمان کی طرف کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ بیسیوں آیات اور بیسیوں احادیث مبارکہ میں اس طرح کے الفاظ اور اس طرح کا مضمون وارد ہے، اور خود مرزا قادیانی نے بھی اپنی کتابوں میں جگہ بہ جگہ آسمان کا لفظ لکھا ہے۔ مثلاً ''براہین احمدیہ'' میں لکھا ہے: ''حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔'' (براہین احمدیہ ص۳۶۱ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۴۳۱)

اسلم قادیانی: میرا سوال تو آسمان کے بارے میں ہے ہی نہیں؟

مولانا اللہ وسایا: تو نہیں بھائی، جو قادیانی اس طرح کا سوال کرتے ہیں میں ان کے جواب میں کہہ رہا ہوں۔ تو تو میرا بھائی ہے۔ میری یہ گفتگو، میری یہ درخواست اور گذارش، ان قادیانیوں سے متعلق ہے جو اس طرح کے الٹے پلٹے سوال کرتے ہیں۔

سیدنا مسیح عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) آسمانوں کی طرف روح اور جسم دونوں

کے ساتھ اٹھائے گئے ہیں۔اس بات کو مضبوط اور پختہ کرنے کے لئے آگے قرآن کہتا ہے:
''عزیزاً حکیما'' یہاں دولفظ ذکر فرمائے ہیں۔(۱) عزیز۔(۲) حکیم۔

عزیز کا معنی طاقت والا، زبردست ہے اور حکیم کا معنی حکمت والا ہے۔اگر **''بل رفعه''** میں روحانی طور پر اٹھایا جانا مراد ہوتو **''بل رفعه''** کی **''عزیزا حکیما''** کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رہتی۔اس لئے کہ **''عزیز''** اور **''حکیم''** دونوں لفظ ایسے موقع پر استعمال کئے جاتے ہیں۔جہاں پر کوئی عجیب وغریب امر پیش آیا ہو۔یہاں عجیب امر جسم اور روح کا آسمان پر اٹھایا جانا پیش آیا ہے۔اس لئے قرآن نے **''عزیزاً حکیما''** فرمایا ہے۔

نکتہ

بھائی اسلم دیکھئے! ہر لطیف چیز کا مرکز اوپر ہے اور ہر کثیف چیز کا مرکز نیچے۔اسے ایک مثال سے سمجھیں، دیکھیں! گیند ہے، اس میں ہوا بھر کر اس کا منہ بند کر کے پانی کی تہہ میں لے جا کر چھوڑیں گے تو پانی کو چیرتی ہوئی اوپر آجائے گی۔اس لئے کہ ہوا ایک لطیف چیز ہے اور اس کا مرکز اوپر ہے۔اس لئے یہ اپنے مرکز کی طرف خود بخود آئی۔اسی طرح اینٹ، پتھر، ڈھیلا اوپر پھینکے جائیں تو یہ نیچے تڑاخ کر کے گریں گے۔اس لئے کہ یہ کثیف چیزیں ہیں اور ہر کثیف اور وزنی چیز کا مرکز نیچے ہے۔اس لئے اینٹ، پتھر وغیرہ نیچے آگرے۔بالکل یوں ہی سمجھیں کہ روح ایک لطیف چیز ہے اور ہر کسی کی روح اوپر جاتی ہے تو یہاں اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز کیسے ثابت ہوگی؟ جس کا معنی طاقت کا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طاقت یہاں کیسے ثابت ہوئی؟ یاد رکھیں! جس جسم نے (جو کہ کثیف ہے) یہاں رہنا تھا وہ اوپر چلا گیا؟ اب یہ کہ کیسے چلا گیا؟ قرآن نے کہا **''عزیزاً''** (کہ اللہ تعالیٰ زبردست ہے، طاقت والا ہے) وہ اپنی قوت وطاقت سے سیدنا مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو اوپر لے گیا۔اب رہا یہ سوال؟ کہ پیغمبر تو اور بھی ہیں۔سیدنا مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو کیوں اٹھا کر لے گیا؟ تو قرآن نے کہا **''حکیما''** (وہ حکمت والا ہے) اس نے اپنی حکمت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر اٹھا لیا ہے تم کون ہو؟ ٹیں ٹیں کرنے والے۔

پھر سوال ہوتا ہے؟ کہ کیا سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ساری زندگی وہاں

آسمانوں پر ہی رہیں گے؟ تو اسکے جواب میں آگے قرآن کہتا ہے: ''**وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا** (نساء: ۱۵۹) '' ﴿اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔﴾

مطلب یہ ہے کہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر تشریف فرما ہیں۔ ساری زندگی وہاں نہیں رہیں گے۔ قرب قیامت میں دجال پیدا ہوگا۔ اس وقت تشریف لائیں گے، اور دجال کو قتل کریں گے اور یہود و نصاریٰ کے وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل وصلیب کے مدعی تھے یا ہوں گے۔ وہ حضرت کو دیکھ کر ایمان لائیں گے، اور اس بات کا یقین کر لیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ مرے نہیں تھے۔ پھر کچھ عرصہ دنیا میں رہ کر انتقال فرمائیں گے، اور حضور ﷺ کے روضہ اقدس میں دفن ہوں گے۔

اب یہ کہ وہ آ کر کیا کارنامے سرانجام دیں گے؟ تو اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخاری شریف (جسے مرزا قادیانی نے بھی اپنی کتابوں میں **اصح الكتب بعد كتاب الله كتاب البخارى** کہا ہے) میں ہے: ''**قال رسول الله ﷺ والذى نفسى بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا، فيكسر الصليب، ويقتل الخنزير، ويضع الحرب، ويفيض المال، حتى لا يقبله احد، حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها ثم يقول ابوهريرة ؓ: واقروا! ان شئتم! وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا** (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۹۰) '' ﴿رسول الله ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ یقیناً وہ زمانہ قریب ہے جب تم میں ابن مریم علیہما السلام حاکم عادل ہونے کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر (سؤر) کو قتل کریں گے۔ جنگ کا خاتمہ کریں گے۔ مال ودولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا، اور لوگوں کی نظر میں ایک سجدہ کی قدر وقیمت دنیا ومافیہا سے زیادہ ہوگی۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ فرمانے لگے۔ اگر تم چاہو تو بطور تائید کے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھ لو۔ ''**وان من اهل الكتاب**...... **الخ** '' (اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان

کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر قیامت کے دن گواہ ہوں گے)﴾

دیکھیں بھائی اسلم! اس حدیث پاک میں حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد کے فرائض اور انجام دیئے جانے والے کارنامے ذکر فرمائے ہیں۔

۱...... پہلی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکم عادل ہوں گے۔ یہاں انصاف کا راج ہوگا۔

۲...... نصاریٰ کے سب سے بڑے شعار صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ یعنی صلیب پرستی ختم ہوجائے گی۔

۳...... خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ یعنی جو حلال سمجھ کر اسے کھاتے اور اس سے محبت رکھتے ہیں، اور اسے پالتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی تردید کریں گے، اور وہ مسلمان ہو کر خود خنزیر کا صفایا کر دیں گے۔

اسلم قادیانی: حضرت! کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود خنزیروں کو قتل کریں گے؟ یہ تو نبی کے منصب اور ان کی شان کے خلاف ہے؟

مولانا اللہ وسایا: بھائی اسلم! آپ بات سمجھنے کی کوشش کریں۔ انشاء اللہ! ساری صورتحال آپ پر واضح ہو جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ! خود خنزیروں کو قتل نہیں کریں گے۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے خنزیر کھانے والی اور اس کا ریوڑ پالنے والی قوم نہ رہے گی۔ وہ قوم اس لئے نہیں رہے گی کہ اس وقت سب کے سب مسلمان ہو جائیں گے۔ جب وہ مسلمان ہو جائیں گے تو اب وہی مسلمان جو خود اپنے ہاتھ سے خنزیر کو پالتے تھے وہی اپنے ہاتھوں سے خنزیروں کو قتل بھی کریں گے۔ یہ قتل چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگا، اور آپ کا نزول، قتل کا سبب بنا، اس لئے قتل کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کر دی گئی۔ اب میں مثال کے ساتھ آپ کو سمجھاتا ہوں۔ دیکھئے! ''ذوالفقار علی بھٹو'' کو ''جنرل ضیاء الحق'' نے پھانسی دی۔ دی یا نہیں دی؟ جی بالکل دی۔ حالانکہ پھانسی کا فیصلہ کرنے اور سنانے والا ''مشتاق احمد (چیف جسٹس لاہور)'' تھا اور پھانسی کا پھندا گلے میں ڈالنے اور لٹکانے والا مشہور جلاد ''تارا مسیح'' تھا۔ مگر بایں ہمہ پھانسی کی نسبت جنرل ضیاء الحق کی طرف کی جاتی ہے اور کی جاتی رہے گی۔ کیونکہ یہ پھانسی والا

کام اس کے عہد اقتدار اور اس کی سلطنت میں ہوا۔ حالانکہ اس نے خود پھانسی نہیں دی۔ دوسری مثال لیجئے! ''جنزل ایوب خان'' نے ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں فتح حاصل کی۔ حالانکہ لڑنے والے فوجی تھے۔ چونکہ عہد حکومت اور سلطنت ایوب خان کی تھی اور حکم اس کا تھا۔ اس لئے فتح کی نسبت ایوب خان کی طرف کی جائے گی۔ اسی طرح خنزیر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قتل ہوں گے تو احادیث مبارکہ میں اس کا کریڈٹ آپ کو دیا گیا۔

بھائی اسلم! اگر قادیانیوں کے بقول قتل خنزیر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین لازم آتی ہے تو پھر قادیانی جماعت کے بہت بڑے مفتی، مفتی صادق اپنی کتاب ''ذکر حبیب'' میں لکھتے ہیں کہ ''مرزا قادیانی کے ایک مرید نے مرزا قادیانی سے شکایت کی کہ لوگ مجھے کتا مار پیر کہتے ہیں۔ اس پر مرزا قادیانی نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے۔ خدا نے مجھے سؤر مار کہا ہے۔'' (ذکر حبیب ص۱۶۲)

اس کے علاوہ ''تحفہ گولڑویہ، براہین احمدیہ، کشتی نوح، سیرت المھدی'' وغیرہ مرزا قادیانی کی کتابوں میں اس طرح کی کئی باتیں موجود ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے قتل خنزیر باعث ملامت ہے تو مرزا قادیانی کے لئے کیوں نہیں؟ اچھا آگے چلئے۔

۴...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگ کا خاتمہ کر دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے۔ صرف ایک دین، دین اسلام باقی رہے گا۔ اسی کو حضور ﷺ نے یوں بیان فرمایا: ''**حتی یھلک اللّٰہ فی زمانہ الملل کلھا غیر الاسلام**'' ﴿حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام ادیان و مذاہب باطلہ کا خاتمہ کر دیں گے۔﴾ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت قتل خنزیر اور جنگ موقوف کرنے پر کیا اشکال باقی رہا؟۔

اسلم قادیانی: جی! کوئی نہیں۔

مولانا اللہ وسایا: بہت اچھا! آگے چلئے۔

۵...... مال و دولت کی بہتات ہوگی۔ یعنی اخروی برکات کے ساتھ ساتھ دنیاوی برکات کا ظہور بھی ہوگا۔

۶...... عبادت محبوب ہوگی۔ حضرت ابوہریرہؓ ہوں یا دیگر صحابہ کرام (رضوان اللہ

تعالیٰ علیھم اجمعین) قرآن پاک کی تفسیر حضور ﷺ کے فرمان میں ڈھونڈتے تھے۔
اس حدیث پاک میں بھی حضرت ابو ہریرہؓ نے آیت ’’وان من اھل الکتاب ...... الخ!‘‘ کی تفسیر حضور ﷺ کے فرمان سے کر کے فرمایا کہ اگر تمہیں یقین نہیں تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ’’وان من اھل الکتاب‘‘ پڑھ کے دیکھ لو۔

دیکھ، بھائی اسلم! پہلی آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے اور اس آیت میں واپس آنے کا ذکر ہے۔ خود مرزا قادیانی نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ ’’براہین احمدیہ‘‘ میں لکھتا ہے۔ ’’ھو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ...... الخ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔‘‘ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

یہ تھی وہ آیت کریمہ جس کے متعلق آپ پوچھ رہے تھے، اور میں نے تفصیل آپ کے سامنے رکھ دی۔

ایک قادیانی سے گفتگو

ایک قادیانی سے میری گفتگو ہو رہی تھی۔ دوران گفتگو کہنے لگا۔ عیسیٰ فوت ہو گئے۔ ان کی جگہ آیا مرزا قادیانی، میں نے کہا دلیل؟ کہنے لگا قرآن میں ہے عیسیٰ فوت ہو گیا ہے۔ میں نے کہا یہ بات مجھے سمجھا دے، میں نے مان لیا فوت ہو گیا، تو فوت شدہ کیسے آ گیا؟ یہ بات مجھے سمجھا دے۔ میں نے کہا کیا حضور ﷺ کا یہی کام رہ گیا تھا کہ فوت ہونے والے کے بارے میں کہتے رہے کہ وہی دوبارہ آئے گا؟ کیا یہی کام رہ گیا تھا؟ بس! کوئی تو عقل کی بات ہونی چاہیئے۔

دیکھیئے، بھائی اسلم! کیا اسلم اور عبدالرشید ایک کچھ ہو سکتے ہیں؟ جمیل اور عبدالرشید ایک ہو سکتے ہیں؟ عبدالرشید جمیل کے گھر جا کر دروازہ پر دستک دے، اندر سے آواز آئے کون؟ عبدالرشید کہے میں جمیل! وہ کہیں تو تو عبدالرشید ہے۔ تو جمیل کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ کہے نہیں جناب! میں جمیل ہوں۔ جب جمیل اور عبدالرشید ایک نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا ہو تو دنیا کا

نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ معاشرہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ یہ تیرے سوچنے کی باتیں ہیں بھائی اسلم! ایک اور بات کہتا چلوں۔ حضور ﷺ بھی قسم اٹھا کر فرما رہے ہیں۔ ''کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ عنقریب عیسیٰ بیٹا مریم علیہا السلام کا تم میں نازل ہوگا۔'' اس کے بالمقابل مرزا قادیانی بھی قسم اٹھا کر کہتا ہے۔ ''ابن مریم مر گیا حق کی قسم۔''

(ازالہ اوہام ص ۷۶۴، خزائن ج ۳ ص ۵۱۴)

دیکھیں! اب ایک پیش گوئی حضور ﷺ کی ہے اور ایک مرزا قادیانی کی۔ ایک کی پیش گوئی سچی اور ایک کی جھوٹی ہوگی۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ دونوں سچی ہوں۔ یہ تو اجتماع ضدین ہے، اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی بھی سچی نہ ہو، تو ماننا پڑے گا کہ ایک سچی اور ایک جھوٹی ہے۔ کیسے بھائی اسلم؟ جی بالکل!

مولانا اللہ وسایا: قادیانیوں کا مقدر دیکھو۔ وہ کہتے ہیں مرزا قادیانی کی بات سچی ہے اور حضور ﷺ (نعوذ باللہ! نقل کفر کفر نباشد) کی جھوٹی۔

اسلم قادیانی: ''استغفر اللہ، توبہ توبہ'' حاضرین نے بھی درد بھرے لہجے میں کہا۔ ''استغفر اللہ، استغفر اللہ''

اسلم قادیانی: سورۂ مائدہ کی ایک آیت ہے۔ جس میں ہے کہ جتنے بھی رسول آئے وہ فوت ہو گئے۔ یہ آیت حضور (ﷺ) پر نازل ہوئی ہے۔ آپ سے پہلے کے رسولوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ لہٰذا وہ بھی فوت ہو گئے۔

مولانا اللہ وسایا: (قرآن پاک کی وہ آیت کھولی اور فرمایا، دیکھ!) بھائی اسلم! یہ ہے سورۂ مائدہ کی وہ آیت مبارکہ جس کے متعلق تو کہتا ہے۔ دیکھئے: ''**ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقة کانا یا کلان الطعام** (المائدہ: ۷۵)'' ﴿مسیح ابن مریم علیہا السلام تو رسول ہے۔ اس سے پہلے رسول ہو چکے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ ہے۔ دونوں طعام کھایا کرتے تھے۔﴾

یہ ہے اس کا ترجمہ بالکل اس طرح کی آیت کریمہ سورۂ آل عمران میں ہے۔ جو حضور ﷺ کے متعلق نازل ہوئی۔ دیکھئے: ''**وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** (آل عمران: ۱۴۴)'' ﴿اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہے۔ ہو چکے اس سے پہلے بہت سے رسول۔﴾ میرے ماں باپ، میرا جسم و روح، حضور ﷺ پر قربان۔ یہ آیت حضور ﷺ پر

نازل ہوئی۔ بھائی اسلم! میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کیا حضور ﷺ اس وقت زندہ تھے یا نہیں؟

اسلم قادیانی: زندہ تھے۔

مولانا اللہ وسایا: جس طرح اس آیت کے نزول کے وقت حضور ﷺ زندہ تھے تو اسی طرح پہلی آیت مبارکہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ تھے۔ جس طرح اس آیت سے حضور ﷺ کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس آیت سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔

اسلم قادیانی: مجھے سمجھاؤ ذرا! میری سمجھ میں نہیں آیا؟

مولانا اللہ وسایا: آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔ چلو بقول تمہارے! اس آیت (پہلی آیت مبارکہ) سے ثابت ہوا اس آیت (دوسری آیت مبارکہ) سے ثابت نہ ہوا۔ تو کہہ دے۔ اس آیت سے نہ سہی اس آیت سے ہی سہی۔

اسلم قادیانی: میری سمجھ میں نہیں آیا۔

مولانا اللہ وسایا: ''سورۂ مائدہ'' کی آیت میں ہے۔ ''قد خلت من قبله الرسل'' ﴿کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے رسول ہو چکے ہیں۔﴾ اور سورۂ آل عمران کی آیت میں بھی ''قد خلت من قبله الرسل'' ﴿کہ حضور ﷺ سے پہلے رسول ہو چکے ہیں۔﴾ ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ''سورۂ مائدہ'' والا حکم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر اس وقت نازل ہوا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے رسول گذر چکے ہیں، اور ''سورۂ آل عمران'' والا حکم حضور سرور کائنات ﷺ پر اس وقت نازل ہوا جب آپ ﷺ زندہ تھے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ سے پہلے کے رسول گذر چکے۔ ان دونوں آیتوں کے حکم سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ بھی زندہ، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ تھے۔ ان سے وفات تو ثابت نہیں ہوتی۔

بھائی اسلم! یہ فرق تیرے مولویوں نے تجھے نہیں سمجھایا، میں تجھے سمجھاتا ہوں۔

اسلم قادیانی: دیکھو جی! بات صاف ہے مجھے انہوں نے یہ فرق نہیں بتلایا، اور نہ ہی

دوسری آیت بتلائی۔ بس صرف ایک آیت بتلائی ہے۔ (پھر اسلم نے مولانا اللہ وسایا سے دریافت کیا کہ) اچھا یہ بتاؤ؟ یہ کس سورۃ کی آیت ہے؟ اور کون سے نمبر کی آیت ہے؟ (یہاں اسلم قادیانی کا دماغ چکرا گیا)

مولانا اللہ وسایا: یہ ہمارے نزدیک ہمارے قرآن پاک کے مطابق ''سورۂ مائدہ'' کی آیت نمبر ۷۵ ہے اور تمہارے نزدیک آیت نمبر ۷۶ ہے۔

اسلم قادیانی: وہ کس طرح؟

مولانا اللہ وسایا: یہی تو قادیانی لوگ امت کو دھوکہ دیتے ہیں، اور سادہ لوح مسلمانوں کو چکر دیتے ہیں۔ یاد رکھیں۔ ہمارے اعداد وشمار کے مطابق قرآن پاک کی سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۷۵ ہے اور قادیانیوں کے اعداد وشمار کے مطابق آیت ۷۶ ہے۔ (دیکھئے! مرزا بشیرالدین محمود کی تفسیر صغیر ص ۲۴۳) بھائی اسلم! ''مرزا بشیرالدین محمود'' نے اپنی تفسیر میں سورۂ مائدہ کی آیت کے تحت حاشیہ میں سورۂ آل عمران کا حوالہ بھی دیا ہے اور دونوں آیتوں سے وفات مسیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اب میں تھوڑی سی تفصیل عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ سورۂ مائدہ والی آیت میں عیسائیوں کے دو فرقوں کی تردید کر کے صحیح صورتحال سمجھائی ہے۔

پہلا گروہ: یہ فرقہ کہتا ہے کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام خود خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرقہ کی تردید یوں فرمائی۔ ''**لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم، وقال المسیح یبنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم** (المائدہ: ۷۲)'' ﴿البتہ وہ کافر ہوئے جن کا یہ قول ہے کہ مسیح ابن مریم (علیہما السلام) ہی خدا ہے۔ کیونکہ مسیح نے تو خود کہا ہے لوگو! میرے اور اپنے خدا کی عبادت کیا کرو۔﴾ دیکھئے! جو فرقہ سیدنا مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو خدا کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے کافر کہا اور ساتھ کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ وہ تو بنی اسرائیل کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ خدا کی عبادت کیا کرو۔ جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام خدا ہوتے تو اپنی عبادت کی تعلیم دیتے، نا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔

دوسرا گروہ: یہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرے ہیں۔ یعنی خدائیت تین کے مجموعے کا نام ہے۔

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔
۲...... حضرت مریم علیہا السلام۔
۳...... اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی۔

اس فرقہ کے تردید اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی: ''**لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثة** (مائدہ:۷۳)'' ﴿البتہ وہ کافر ہوئے جن کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے۔﴾

اس آیت مبارکہ میں اس فرقہ کو کافر کہا گیا ہے۔ جو تثلیث کا قائل ہے۔ ان دونوں فرقوں اور گروہوں کی تردید کر کے صحیح صورتحال بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''**ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل** '' کہ مسیح عیسیٰ بیٹا مریم (علیہا السلام) کا۔ (نہ تو خدا ہے اور نہ ہی تین میں سے تیسرا ہے۔ بلکہ) صرف خدا کا رسول ہے۔ جیسے کہ ان سے پہلے رسول ہو گزرے ہیں۔ ان رسولوں کی طرح یہ بھی ایک رسول ہیں۔ جیسے وہ خدا نہیں تھے۔ اسی طرح یہ بھی خدا نہیں۔ دیکھئے! جو لوگ ایک کو تین اور تین کو ایک کہتے تھے۔ ان پر دلیل قائم کی کہ ہزاروں شخصوں نے ماں بیٹا کو لوازم بشری کا محتاج پایا اور دیکھا ہے، بایں ہمہ انہیں خدا کہنے کی ناپاک جرأت کس طرح کی ہے؟ یہ ان کا کفر ہے۔ بھائی اسلم! یہاں پر بندہ سوچ سکتا ہے اور بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اس میں موت وحیات کی کیا بحث ہے؟

اب اگر بالفرض! کوئی آدمی یہ آیت سورۂ مائدہ کی قادیانیت کے ''**علی الرغم** '' پیش کردے کہ ''**قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یهلک المسیح ابن مریم وامه ومن فی الارض جمیعاً** (المائدہ:۱۷)'' ﴿آپ فرمادیں! کون سی چیز خدا کو روک سکتی ہے؟ اگر وہ یہ چاہے کہ مسیح ابن مریم علیہا السلام اور اس کی ماں کو نیز تمام وہ مخلوق جو صفحۂ زمین پر ہے۔ ہلاک کردے۔﴾ اس میں ایک تو ''ہلاک کر دے'' بتلا رہا ہے کہ اب تک اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ابن مریم علیہا السلام کو ہلاک نہیں کیا، اور دوسرا جملہ ''**من فی الارض جمیعاً** '' بھی بتلا رہا ہے کہ ''**جمیع من فی الارض** '' زندہ ہیں تبھی تو مسیح بھی زندہ ہیں۔ تو قادیانی کیا جواب دیں گے؟ اگر سورۂ مائدہ کی اس آیت سے استدلال صحیح نہیں، تو قادیانیوں کا غلط استدلال بدرجۂ اولیٰ واتم غیر صحیح ہے۔

اب دوسری آیت سورۂ آل عمران والی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ آیت مبارکہ غزوۂ احد کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اس وقت جب کہ حضور ﷺ زخمی ہوگئے، تو شیطان لعین نے آواز لگا کر کہا کہ (العیاذ باللہ) حضرت محمد ﷺ مارے گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں کا لشکر منتشر ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ نے عجیب انداز سے مسلمانوں کو سمجھایا کہ ذرا سوچو تو سہی! کیا احکامات شرعیہ کی تعمیل صرف اس وقت تک کی جاتی ہے۔ جب تک نبی اپنی امت میں بہ نفس نفیس موجود رہے؟ یہ نظریہ وخیال بالکل غلط ہے۔ ذرا خیال تو کرو کہ حضور ﷺ سے پہلے کتنے اور کس قدر رسول گذر چکے ہیں۔ کیا وہ سب اپنی امتوں میں اب موجود ہیں، اور کیا ان کے متبعین نے اپنا دین محض اس وجہ سے ترک کر دیا ہے کہ وقت کے نبی چونکہ ہمارے اندر موجود نہیں تو ان کی شریعت بھی قابل عمل نہیں۔ حالانکہ کسی امت نے بھی ایسے نہیں کیا۔ جب کسی امت نے بھی ایسا نہیں کیا تو تم ایسا کروگے کیا؟ بس اتنی بات اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ اس میں وفات مسیح کی کون سی دلیل اور کون سی بات ہے؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ’’خلت‘‘ کا معنی پھر کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ: ’’خلا، خلو، خلت‘‘ کا معنی ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا ہے۔ جگہ خالی کرنا یہ معنی صحیح ہے۔ اس کے لئے میں قرآن سر پر رکھنا چاہتا ہوں۔ فوت ہونا، مرجانا یہ ترجمہ غلط ہے۔ قرآن پاک بھی یہی معنی سمجھاتا ہے۔ دیکھو قرآن کہتا ہے: ’’**واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الیٰ شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن** (البقرہ:۱۴)‘‘ ﴿منافقین جب مؤمنین سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں۔ ہم ایمان لائے اور جب علیحدہ ہوکر اپنے سرداروں کے ہاں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو ان سے مزاق کرتے ہیں۔﴾

بھائی اسلم! قرآن کہہ رہا ہے: ’’**واذا خلوا**‘‘ اوران کے متعلق کہہ رہا ہے جو زندہ تھے۔ مر نہیں گئے تھے۔ منافقین کی خباثت اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینا اس کو قرآن نے یوں بتایا ہے کہ منافقین جب ایمانداروں سے ملتے تو انہیں دھوکہ دیتے اور کہتے۔ ہم بھی مؤمن ہیں اور واپس اپنے سرداروں کے پاس جاتے اور سرداران سے پوچھتے کہ کہاں گئے تھے؟ تو جواب دیتے ہم مؤمنین سے گپ شپ کرنے ان سے مزاق کرنے کے لئے گئے تھے۔ یہاں ’’خلوا‘‘ کا معنی جگہ خالی کرنا، ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانا ہے۔

مرجانا، فوت ہو جانا نہیں۔ یہ قرآن کہہ رہا ہے۔ ’’خلا، خلوا، خلت‘‘ کا ترجمہ جگہ خالی کرنا، ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانا، منتقل ہونا اور گذر چکے ہے۔ یہی ترجمہ مرزا قادیانی نے کیا ہے اور یہی ترجمہ ’’حکیم نورالدین‘‘ نے کیا ہے۔ البتہ دنیا کا سب سے پہلا شخص جس نے ’’خلت‘‘ کا ترجمہ موت اور مر گئے سے کیا ہے۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا ’’مرزا بشیرالدین محمود‘‘ ہے۔

بھائی اسلم! بتا! کیا قرآن پاک آج نازل ہوا ہے؟

اسلم قادیانی: جی نہیں! یہ تو بہت پہلے نازل ہوا ہے۔

مولانا اللہ وسایا: جزاک اللہ! جب قرآن بہت پہلے حضور ﷺ پر نازل ہو چکا۔ آج نازل نہیں ہوا۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے جتنے مفسرین گذرے ہیں اور جتنی تفاسیر لکھی جا چکی ہیں۔ یاد رکھو! مرزا قادیانی سے پہلے کسی بھی ایک مفسر نے اور کسی بھی تفسیر نے ’’موت‘‘ ترجمہ نہیں کیا، اور نہ ہی بتایا۔ دیکھئے! ’’مرزا بشیرالدین محمود‘‘ کی تفسیر۔

(تفسیر صغیر ص۲۴۳)

اٹھارہ آیات بتلا رہی ہیں کہ: ’’خلا، خلوا، خلت‘‘ کا معنی ’’موت‘‘ نہیں، گذر جانا ہے۔ ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا ہے۔ یہ قرآن پاک کا اعجاز ہے۔ میرے ماں باپ، میرا جسم اور روح قربان ہو۔ قرآن پاک نے کمال کا لفظ ذکر کیا ہے۔ ’’خلت‘‘ کہ تمام نبیوں نے یہ جہان چھوڑ دیا ہے۔ دوسرے جہاں میں تشریف لے گئے ہیں۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کی مرضی کے مطابق عارضی طور پر زمین کو چھوڑ کر آسمانوں پر تشریف لے گئے ہیں۔ کیا فصاحت و بلاغت ہے۔ اس ایک لفظ میں کہ اس کے مقابلے میں کوئی دوسرا لفظ دنیا کا کوئی شخص لا نہیں سکتا، اور نہ تا قیامت لا سکتا ہے۔ اگر ہمت ہے تو دکھاؤ؟

اسلم قادیانی: جی ’’خلا‘‘ کا معنی جگہ کو خالی کرنا ہے؟

مولانا اللہ وسایا: ہاں! جگہ کو خالی کرنا، گذر جانا، گذرنا ہے۔ ’’مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ سے پہلے کسی بھی مفسر نے ’’موت‘‘ ترجمہ نہیں کیا۔ اگر کیا ہو تو جو چور کی سزا وہ میری سزا۔ میں نے ترجمہ غلط نہیں کیا۔ بھائی اسلم! کیسے کر سکتا ہوں۔ مرنے کا وقت قریب ہے۔ داڑھی سفید ہو گئی ہے۔ بوڑھا آدمی ہوں۔ میں نے تیری قبر میں نہیں جانا، تو نے میری قبر میں نہیں۔ مسجد

میں باوضو ہو کر قرآن پہ ہاتھ رکھ کر کہہ رہا ہوں میں نے آپ کو صحیح ترجمہ بتایا ہے۔

چیلنج

ایک اور بات بتاؤں! مرزا قادیانی کا ایک مرید ہے۔ جس کا نام ''خدا بخش مرزائی'' ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ''**عسل مصفّٰی**'' ہے۔ یہ کتاب ''مرزا خدا بخش'' نے لکھ کر ''مرزا غلام احمد قادیانی'' کو دکھائی۔ اس کتاب کے ایک ایک حرف پر ''مرزا غلام احمد'' کی تصدیق ثبت ہے۔ گویا کہ ''**عسل مصفّٰی**'' ''مرزا غلام احمد قادیانی کی تصدیق شدہ کتاب ہے۔ اس کتاب کے ص ۱۶۲ سے ۱۶۵ تک پہلی صدی ہجری سے لے کر تیرھویں صدی ہجری تک کے مجددین کی ایک فہرست لکھی ہے، اور نام بنام لکھی ہے، اور یہ وہ فہرست ہے جسے قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں اور کیوں نہ تسلیم کریں۔ جب کہ مرزا قادیانی کی تصدیق شدہ ہے۔ ان مجددین میں سے کسی ایک نے بھی ''خلت'' کا ترجمہ ''موت'' سے نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو دکھا دیں؟

مولانا اللہ وسایا نے استفسار کرتے ہوئے فرمایا۔ بھائی اسلم! مجھے یہ سمجھا دے۔ مرے عیسیٰ (علیہ السلام) بنے غلام احمد نبی؟ یہ عقدہ حل کر دو اور مجھے سمجھا دو۔ غلام احمد قادیانی کیسے عیسیٰ بنا؟ تیرے منہ میں گھی شکر!

اسلم قادیانی: ہم کہتے ہیں مثیل مسیح، کیا آپ نے یہ بات سنی ہے؟

مولانا اللہ وسایا: نہیں میں نے نہیں سنا۔ مگر میں اس چکر میں پڑا ہوا ہوں اللہ واسطے آپ مجھے اس چکر سے نکال دیں۔ بہت پھنسا ہوا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح کیسے بنا؟

اسلم قادیانی: (نے حواس باختہ ہو کر کہا) ہم کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان ایک ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: میں یہ نہیں پوچھ رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان ایک وجود ہے یا دو؟ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے اس چکر سے نکالو! اور یہ بات سمجھاؤ! کہ غلام احمد قادیانی کیسے مسیح بنا؟ قرآن کہتا ہے مسیح زندہ آسمان پر ہیں۔ حدیث بھی یہی کہتی ہے کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) آسمانوں پر تشریف فرما ہیں۔ قرب قیامت میں واپس تشریف لے آئیں گے۔ قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) فوت ہو گیا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام

فوت ہوگئے تو کیا فوت ہونے والا دوبارہ آئے گا؟ یا آیا ہے؟ جب فوت ہوگیا تو فوت ہونے والے نے آ کر کیا کرنا ہے؟ اور ''مرزا غلام احمد قادیانی'' نے آ کر کیا کیا ہے؟ بس اس نام والے چکر سے مجھے نکال دے؟

اسلم قادیانی: دیکھو جی! ایک بندے کے متعلق ہم کہتے ہیں شیر ہے۔ حالانکہ اس کا کان نہیں شیر کے کان کی طرح، اس کی دم بھی نہیں۔ اسی طرح ہم مثیل مسیح کہتے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: اسلم! پورے قرآن میں اور ذخیرۂ احادیث میں بلکہ قرآن پاک کی کسی آیت اور ذخیرۂ احادیث میں سے کسی ایک حدیث میں مثیل کا لفظ دکھا دے۔ بس لڑائی ختم۔ بحث ختم! میں دعویٰ سے کہتا ہوں! پورے قرآن میں اور ذخیرۂ احادیث میں کہیں بھی مثیل کا لفظ نہیں اگر کوئی قادیانی دکھا دے جو چور کی سزا وہی میری سزا۔

اسلم قادیانی: میں نے سنا ہے مرزا قادیانی کا دعویٰ مثیل مسیح کا ہے۔ بس!

مولانا اللہ وسایا: قادیانی دھوکہ دیتے ہیں۔ مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ وہ مسیح موعود ہے اور کبھی کہتے ہیں وہ مثیل مسیح ہے۔ وغیرہ! مرزا قادیانی نے خود ''ازالہ اوہام'' میں لکھا ہے: ''اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔''

آگے لکھتا ہے: ''میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

اس عبارت میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور ساتھ ہی یہ کہا کہ: ''کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔'' جب کہ اسی کتاب کے ٹائٹل پر لکھا ہوا موجود ہے۔ ''حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود' ادھر یہ کہتا ہے کہ مجھے مسیح موعود خیال کرنے والے کم فہم ہیں۔ ادھر کتاب کے ٹائٹل پر ''مسیح موعود'' لکھا ہوا ہے۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ اسی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں لکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر الہام فرمایا ہے۔ جس میں فرمایا: ''**وجعلنک المسیح ابن مریم**'' (ازالہ اوہام ص ۶۷۴، خزائن ج ۳ ص ۴۶۴، ۵۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۰۹) کیا دنیا میں انصاف نام کی کوئی چیز ہے؟

اسلم قادیانی: کیا یہ عبارت ''ازالہ اوہام'' کی ہے؟ کیا اس میں اس طرح لکھا ہوا ہے؟
مولانا اللہ وسایا: قسم ہے رب کی! سچی بات ہے۔اس میں لکھا ہوا ہے۔
اسلم قادیانی: آپ کو پتہ ہے؟ ہم کتنا چندہ دیتے ہیں؟ ہم دو تین ہزار اس لئے تو نہیں دیتے کہ ہمارا دیا ہوا رائیگاں جائے؟
مولانا اللہ وسایا: یہ بات کہہ کر تو مجھے پھر وہیں لے آیا ہے جہاں سے بات شروع کی تھی۔ میں نے شروع میں تجھے کہا تھا کہ میں حق نہ سمجھ کر یہ کام نہیں کر رہا، اور تو بھی اپنے کام کو حق نہ سمجھ کر نہیں کر رہا۔ نہ میرا مفاد دنیوی اس کام سے وابستہ ہے، نہ تیرا مفاد دنیوی اس کام سے وابستہ ہے۔ اب سن! جتنا چندہ تم اپنی جماعت کو دیتے ہو پھر وہ جس مقصد کے لئے دیتے ہو۔ اطفال کا، لجنہ کا، خدام کا، ناصرات کا سب مجھے پتہ ہے۔ پھر وہ چندہ کہاں کہاں جا کر خرچ ہوتا ہے؟ وہ بھی مجھے معلوم ہے۔

واقعہ

بھائی اسلم! تجھے ایک واقعہ سناتا ہوں اور یہ واقعہ مفتی سرور شاہ نے اپنی کتاب ''کشف الاختلاف'' میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ''مرزا غلام احمد قادیانی'' کے چار مرید (۱) محمد علی، (۲) مفتی صادق، (۳) سرور شاہ، (۴) خواجہ کمال، خود ''مرزا غلام احمد قادیانی'' کے زمانہ میں کہیں جا رہے تھے اور تانگے پر سوار تھے۔ بات چل پڑی کہ ہم اپنی بیویوں سے کہتے ہیں۔ صحابہؓ کی طرح فقر و فاقہ کی زندگی گذارو۔ تکلف و تصنع سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ تا کہ اپنی آمد میں سے بچا بچا کر قادیان بھیجیں۔ چنانچہ ہم ایسا ہی کرتے ہیں، اور اپنی آمد کا وافر حصہ وہاں بھیجتے ہیں۔ ادھر حال یہ ہے کہ ان کی بیویاں ٹھاٹھ باٹھ سے رہتی ہیں۔ ہمارے پیسے اور دیئے ہوئے چندے پر پلتی ہیں۔ کام ٹکے کا نہیں ہو رہا۔ اب چلتے ہیں اور حضرت سے کہتے ہیں۔ ہمارے پیسے کا حساب دو۔ سرور شاہ کو آگے کیا کہ تو نے بات کرنی ہے۔ چنانچہ یہ قادیان گئے اور مرزا غلام احمد قادیانی سے بات کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی سنتے ہی غصے میں آ گیا، اور کہنے لگا میں تمہارا منشی لگا ہوا ہوں۔ پیسے کا حساب دوں۔ مجھے ایک طرف کر دو۔ پھر تمہیں دیکھتا ہوں۔ (دیکھئے تفصیل: کشف الاختلاف ص۱۲ تا ۱۴)

غرضیکہ بھائی اسلم! مجھے سب پتہ ہے۔ ''مرزا غلام احمد'' کہاں کہاں پیسہ خرچ کرتا

تھا۔ ''مرزا محمود'' کہاں کہاں خرچ کرتا تھا۔ ''حکیم نورالدین، مرزا ناصر، مرزا طاہر'' کہاں کہاں خرچ کرتے تھے اور اب کہاں کہاں خرچ ہو رہا ہے۔ اگر اس بات کو میں نہیں جانتا تو پھر کائنات میں اور کوئی شخص نہیں جانتا۔ اس داستان کو تو مت چھیڑ۔ بہت طویل بھی ہے، اور بھیانک بھی۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے اسلم قادیانی کہنے لگا:

اسلم قادیانی: امام مہدی کی نشانیوں میں سے ہے۔

مولانا اللہ وسایا: ٹھہر! بھائی!! پہلے یہ تو بتا کہ مسیح اور مہدی ایک ہیں یا دو؟

اسلم قادیانی: جی!

مولانا اللہ وسایا: یہ ایک ہیں کہ دو؟

اسلم قادیانی: ہمیں ایک بتایا گیا ہے۔ (یعنی مسیح اور مہدی ایک شخصیت بتائی گئی ہے دو نہیں)

مولانا اللہ وسایا: پکی بات ہے ایک ہیں؟

اسلم قادیانی: جی! پکی بات ہے۔

مولانا اللہ وسایا: مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''تحفہ گولڑویہ'' میں لکھا ہے......

اسلم قادیانی: یہ اور کتاب ہے؟ (یعنی مرزا غلام احمد کی یہ کوئی اور کتاب ہے؟)

مولانا اللہ وسایا: ہاں ہاں یہ اور کتاب ہے۔

اسلم قادیانی: دیکھو جی! اس نے تو یہ بھی کہا ہے کہ: ''میں سے میں پیدا ہوا ہوں۔'' (یعنی میں اپنے آپ سے پیدا ہوا ہوں)

مولانا اللہ وسایا: بالکل اس نے تو یہ بھی کہا ہے کہ مجھے حیض آتا ہے، اور مجھے دس مہینے حمل رہا ہے۔ چنانچہ ''حقیقت الوحی'' میں لکھا ہے ملاحظہ ہو: ''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

اور دوسری کتاب ''کشتی نوح'' میں لکھا ہے: ''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔'' (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

بہرحال! میرا سوال آپ سے یہ ہے کہ کیا اس طرح آج تک ہوا ہے کہ کوئی اپنے آپ سے پیدا ہوا ہو؟ یہ تو ہے کہ مرد و عورت کے اختلاط سے بچہ پیدا ہوتا ہے؟ مگر اپنے آپ

سے کوئی پیدا ہوا ہو اس کی کوئی مثال؟

اسلم قادیانی: روحانی طور پر ہوتا ہے۔

مولانا اللہ وسایا: کوئی ہوا ہے؟

اسلم قادیانی: خاموش!

مولانا اللہ وسایا: کہہ دے پھر کہ نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہے تو پھر اسے مسیح ماننا پڑ جائے گا۔ مرزا غلام احمد کو نہیں! سنو! خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی ''تحفہ گولڑویہ'' (جس کا میں حوالہ دینا چاہتا ہوں) میں لکھا ہے: ''سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی نظیر کوئی نہیں ہوتی۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۹۵)

اگر اپنے آپ سے آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا، تو سمجھ لے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹ بولا ہے۔ اگر کوئی پیدا ہوا ہوتا تو دنیا میں اس کی نظیر موجود ہوتی۔

اور دو سطر چھوڑ کر آگے لکھتا ہے: ''یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ بجز خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء کے افعال اور صفات نظیر رکھتے ہیں۔'' (حوالہ بالا)

اسلم قادیانی: امام مہدی کی آسمانی نشانی یہ ہے۔

مولانا اللہ وسایا: پہلے یہ تو بتا کہ مسیح اور مہدی ایک ہیں یا دو؟

اسلم قادیانی: ایک ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: مرزا غلام احمد قادیانی نے ''تحفہ گولڑویہ'' میں لکھا ہے کہ: ''مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۶، خزائن ج ۱۷ ص ۱۶۷)

اس عبارت سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مسیح، اور مہدی، اور دجال تینوں الگ الگ ہیں۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ وہ مشرق میں ہوں گے یا مغرب میں؟ بہر حال یہ تینوں الگ الگ ہیں ایک نہیں۔ یہ تو عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ تین ایک اور ایک تین۔ تین، تین ہی ہوتے ہیں۔ دو نہیں ہو سکتے۔ دو تین نہیں ہو سکتے۔ یہ فرق رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ سارے دین کا ستیاناس ہو جائے گا۔

بھائی اسلم! میری طرف دیکھو!! آپ سے میری درخواست ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ''کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰)''

(اس وقت (خوشی کے باعث) تمہارا کیا عالم ہوگا۔ جب عیسیٰ بیٹا مریم علیہا السلام کا تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا)

''فیکم'' اور ''منکم'' دونوں حدیث پاک کے الفاظ ہیں اور عربی میں ہیں۔ یہ دونوں الگ الگ شخصیات کی خبر دے رہے ہیں۔ ''فیکم'' بتلا رہا ہے کہ تم میں نازل ہوگا اور ''منکم'' بتلا رہا ہے کہ تم میں سے ہوگا۔ ایک تم میں نازل ہوگا اور ایک تم میں سے ہوگا۔ یہ دو شخصیتیں ہیں۔ ایک نہیں۔ ایک (عیسیٰ علیہ السلام) بن باپ کے صرف ماں سے پیدا ہوا، اور ایک (امام مہدی علیہ الرضوان) باپ اور ماں دونوں سے پیدا ہوا۔ ایک بنی اسرائیل میں سے ہوا، اور ایک میری اولاد میں سے ہوں گے۔ سیدہ فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ سیدنا امام حسنؓ اور سیدنا امام حسینؓ کی اولاد میں سے حسنی اور حسینی ہوں گے۔ ایک پیدا ہو چکے ہیں یروشلم میں اور ایک پیدا ہوں گے مدینہ منورہ میں۔ ایک کا نام عیسیٰ علیہ السلام، ماں کا نام مریم علیہا السلام ہے، اور ایک کا نام حضور ﷺ نے فرمایا میرے نام کے موافق (محمد) ہوگا، اور ان کے باپ کا نام میرے والد ماجد کے نام (عبداللہ) کے موافق (عبداللہ) ہوگا۔ یہ فرق یاد رکھیں! اور یہ فرق ''فیکم'' اور ''منکم'' بتلا رہے ہیں اور یہ فرق بھی سمجھا رہے ہیں کہ ایک امام ہوگا اور ایک مقتدی۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ جامع مسجد دمشق کے مشرقی مینار پر تو نماز فجر (ایک روایت کے مطابق، اور ایک روایت میں نماز عصر کا ذکر بھی آتا ہے) کی اذان اور اقامت ہو چکی ہوگی۔ تکبیر تحریمہ کہی جانے والی ہوگی۔ امام مہدی علیہ الرضوان مصلّٰی پر جا چکے ہوں گے۔ اللہ اکبر! کہنے والے ہوں گے کہ اتنے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئیں گے۔ امام مہدی علیہ الرضوان کو معلوم ہوگا تو مصلّٰی سے پیچھے ہٹیں گے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں آگے کریں گے اور فرمائیں گے۔ آپ ہی پڑھائیں! ''تکرمة اللہ ھذہ الامة'' (اس فضیلت و بزرگی کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطاء فرمائی ہے) یہ اس امت کا اعزاز ہے کہ بنی اسرائیل کے جلیل القدر پیغمبر اس امت کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

بھائی اسلم! حضور ﷺ کا ایک فرمان نہیں، چالیس روایات امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق اور ایک سو بیس روایات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کتب احادیث

میں موجود ہیں۔ چالیس جمع ایک سو بیس، ایک سو ساٹھ کل احادیث مبارکہ ہیں۔ خدا کی ذات گواہ ہے۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ اس قدر احادیث بول رہی ہیں کہ مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ دونوں ایک نہیں۔ ایک والی بات مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے۔ نہ قرآن کی ہے اور نہ احادیث کی۔

اسلم قادیانی: سمجھ آ گیا۔

مولانا اللہ وسایا: بھائی اسلم! اب تو گلے لگ! فیصلہ تو بعد میں ہوگا۔ گلے تو لگ! اب تو صلح کر لے۔ دیکھ بھائی اسلم! یہ قادیانی کتنا بڑا پروپیگنڈا کرتے ہیں؟ اور شور مچاتے ہیں کہ مولویوں سے بچنا یہ گالیاں بہت دیتے ہیں۔ سچ بتائیں میں نے کتنی گالیاں آپ کو دی ہیں؟

اسلم قادیانی: کوئی گالی نہیں دی۔ آپ نے تو صحیح مسائل سمجھائے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: تو پھر میری درخواست مان! قادیانیت نرا فراڈ ہے۔ اس سے بچ جا، اس سے بچ جا!

اسلم قادیانی: وہ جی ہم جہاں کام کرتے ہیں گیٹ پر کلمہ لکھا ہوا تھا۔ لوگوں نے حکومت کو درخواست دی۔ انہوں نے وہ کلمہ اتار دیا ہے۔ مسلمانوں کا یہ کام تو نہیں کہ لکھا ہوا کلمہ اتروائیں؟

مولانا اللہ وسایا: میری درخواست سنئے! بالکل کلمہ نہیں اتارنا چاہئے۔ کلمہ تو اسلام اور مسلمانوں کی پہچان کا ذریعہ ہے۔ مگر میری گذارش ہے کہ ایک بندہ گوشت فروخت کرتا ہے۔ ذبح خنزیر کرتا ہے اور بورڈ پر یہ لکھ کر لگاتا ہے کہ یہ بکری کا گوشت ہے یا گوشت کتے کا رکھ کر بیٹھا ہے اور بورڈ پر لکھا ہوا ہے یہ بکری کا گوشت ہے۔ کیا اس طرح دھوکہ دینا صحیح ہے؟

اسلم قادیانی: نہیں! یہ تو بہت بڑا دھوکہ ہے۔ توبہ، توبہ!

مولانا اللہ وسایا: جب گوشت خنزیر کا ہو بورڈ بکری کے گوشت کا، یہ بورڈ رہے یا اتر جائے؟

اسلم قادیانی: اتار دینا چاہئے۔

مولانا اللہ وسایا: اب تو بتا؟ اندر قادیانیت ہو، اندر مرزا قادیانی ہو، اور بورڈ ہو ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' تو یہ بورڈ رہنا چاہئے یا اتار دینا چاہئے؟

اسلم قادیانی: اتار دینا چاہئے۔

مولانا اللہ وسایا: تو پھر میں کیسے رہنے دوں۔ یہ تو دھوکہ ہے امت کے ساتھ۔ یہ تو دھوکہ ہے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ۔ تیرے سمجھانے کے لئے یہ تھوڑا سا سخت لہجہ اختیار کیا ہے۔اسے محسوس نہ کرنا۔

آگے چلئے! مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا جس کا نام ہے۔ ''مرزا بشیر احمد ایم۔اے'' اس نے اپنی کتاب (کلمتہ الفصل ص ۱۰۵، ۱۵۸) پر لکھا ہے۔لوگوں نے اس سے سوال کیا کہ جب تم نے اپنا نبی علیحدہ بنالیا ہے، اور اس کی پیروی کررہے ہو تو کلمہ بھی علیحدہ بنا لو؟ اس نے جواب دیا ہمیں علیحدہ کلمہ بنانے کی ضرورت ہی نہیں۔ ہماری ضرورت اس کلمہ سے پوری ہو جاتی ہے۔ جب تک ہماری ضرورت پوری ہوتی رہے گی نیا کلمہ بنانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اسلم قادیانی: یہ کون سی کتاب ہے جس کا نام آپ نے لیا ہے؟

مولانا اللہ وسایا: کتاب کا نام ہے ''کلمتہ الفصل''

اسلم قادیانی: یہ کتاب مل جائے گی؟

مولانا اللہ وسایا: کیوں نہیں۔ بالکل مل جاتی ہے۔ مجھے علم نہیں تھا کہ وہاں کتابوں کی ضرورت ہوگی، اور اگر میں ساتھ بھی لاتا تو تو کہہ دیتا کہ یہ مولوی صاحب خود چھاپ کے لے آیا ہے اور قادیانی اس طرح کہہ بھی دیتے ہیں۔

اسلم قادیانی: ''ربوہ'' کی لائبریری سے مل جاتی ہے؟ یہ بھی مسئلہ ہے ہمیں لائبریری میں جانے بھی نہیں دیتے۔

مولانا اللہ وسایا: شریفا! لائبریری ان کی ہے۔ پوچھتا مجھ سے ہے؟ مجھے ان کی لائبریری سے کیا کام؟

اسلم قادیانی: کیا آپ نے وہ کتاب دیکھی اور پڑھی ہے؟ یا آپ ویسے کہہ رہے ہیں؟

مولانا اللہ وسایا: ہاں! ہاں! میں سفید داڑھی رکھ کر جھوٹ تھوڑا بول رہا ہوں۔ میں نے دیکھی کیا؟ اس کو پڑھا بھی ہے۔ سنیں! ''مرزا بشیر احمد'' نے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ (العیاذ باللہ) حضور ﷺ کی بعثت دو مرتبہ ہوئی۔ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں اور دوسری مرتبہ (العیاذ باللہ) مرزا غلام احمد کی شکل میں قادیان میں ہوئی۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ: ''مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔'' (ان دونوں

عبارتوں کے حوالے مع مکمل عبارت آگے آجائیں گے)

بھائی اسلم! بس اس حوالے پر اور اس بات پر کاٹ لگادے۔ میں تو تیرے سمجھانے کے لئے قرآن پاک کی طرف آیا ہوں، اور اب تک قرآن پاک کھول کر تجھے سمجھاتا آیا ہوں۔ اگر حوالوں پر آتے ہیں تو ''انشاء اللہ'' کمی نہیں چھوڑوں گا۔ اگر قرآن پاک کے حوالے سے بات نہ کرتا تو تو کہتا کہ دیکھو جی! مولوی صاحب نے تو قرآن پاک کی بات ہی نہیں کی۔ بس اب اس حوالے پر تو کاٹ لگادے۔

اسلم قادیانی: مجھے یہ حوالہ (یعنی''کلمۃ الفصل'' والا) دکھا سکتے ہو؟

مولانا اللہ وسایا: تو کہہ دے۔ میں حوالہ دکھانے کے لئے تیار ہوں! تو جہاں کہے۔ جس جگہ کا کہے! میں وہاں آنے کے لئے اور حوالہ دکھانے کے لئے حاضر ہوں۔ اگر حوالہ نہ دکھاؤں تو تیرا ہاتھ میرا گریبان، پکڑ کر مجھے کھینچنا اور ایک ایک چوک میں لے جاکر لوگوں سے کہنا یہ مولوی صاحب جھوٹے ہیں۔ مجھے حوالہ دکھانے کا کہہ کر پھر گئے ہیں اور حوالہ نہیں دکھاتے۔

اسلم قادیانی: بس حوالہ دکھاؤ۔

مولانا اللہ وسایا: کب دکھاؤں؟ میں آؤں یا تو آئے گا؟ یہاں کا کہو۔ جس جگہ کا کہو؟ حکم کرو!

اسلم قادیانی: کل آجائیں۔

مولانا اللہ وسایا: شریفا! میں آؤں؟ تو نہ آنا۔ بھائی اسلم! کوئی آجائے، پنچایت میں جس بندے کا تو کہے وہ آجائے، ورنہ کوئی آئے یا نہ آئے۔ اسلم تو ضرور آئے۔ اسلم! اسلم! (یہاں حضرت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور حضرت پر گریہ طاری ہوگیا دم گھٹنے لگا) تو کہہ کہ مولوی صاحب میرے گھر میں میرے دروازے پر چلو، اور میرے گھر کی صفائی کرو۔ جھاڑو دو تو میں اپنی ٹوپی اتار کر صفائی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اسلم قادیانی: استغفراللہ! میں اتنی گستاخی نہیں کرسکتا۔

مولانا اللہ وسایا: بھائی اسلم! میں بس اتنی درخواست ضرور کروں گا کہ قادیانیت نرا فراڈ ہے۔ سراسر دھوکہ اور فریب ہے۔ اس سے بچ جا۔ ہاں اب حکم کر!

اسلم قادیانی: بس مجھے یقین آگیا ہے حوالہ دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

مولانا اللہ وسایا: کاٹ لگادے۔
اسلم قادیانی: لگادی۔
مولانا اللہ وسایا: لگادی؟
اسلم قادیانی: جی! لگادی۔
مولانا اللہ وسایا: بس میں اس حوالے سے چھوٹ گیا؟
اسلم قادیانی: جی! بالکل چھوٹ گئے۔
مولانا اللہ وسایا: بالکل چھوٹ گئے؟ پکی بات ہے۔ چھوٹ گئے؟
اسلم قادیانی: پکی بات ہے چھوٹ گئے۔
مولانا اللہ وسایا: اچھا آگے چلیں! اور جو بات پوچھنی ہو؟ پوچھیں۔
اسلم قادیانی: حدیث میں آتا ہے۔ مہدی کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ چاند اور سورج کو اکٹھے گہن لگایا جائے گا۔
مولانا اللہ وسایا: ہاں آگے چلیں۔
اسلم قادیانی: باتیں ساری آپ کو آتی ہیں۔ آپ ساری باتیں جانتے ہیں (ہنستے ہوئے کہا) میں کیا بتاؤں؟ (حضرت بھی اور حاضرین مجلس بھی ہنسے اور)

مولانا اللہ وسایا نے فرمایا: بھائی اسلم! تو اشارہ کرتا ہے میں تیری بات کے آخر تک اور اس کی تہہ تک پہنچ جاتا ہوں۔ اب سن! جس حدیث کے متعلق تو کہہ رہا ہے۔ یہ ”سنن دارقطنی“ میں اس طرح ہے۔ ”**حدثنا ابوسعید الا صطخری حدثنا محمد بن عبداللہ بن نوفل حدثنا عبید بن یعیش حدثنا یونس بن بکیر عن عمر وبن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال: ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلة من رمضان، وتنکسف الشمس فی النصف منه ولم تکونا منذ خلق اللہ السمٰوٰت والارض**“ (دارقطنی ج۲ ص۶۵)

”محمد بن علی کہتے ہیں کہ ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ہیں۔ جب سے زمین وآسمان بنے ہیں۔ کسی کے لئے (یہ دونوں نشانیاں) نہیں بنیں۔ (۱) رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا۔ (۲) اور اسی رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہوگا اور جب سے زمین

وآسمان پیدا ہوئے ہیں۔کسی کے لئے یہ دونوں نشانیاں (ثابت) نہیں ہوئیں۔‘‘

بھائی اسلم! یہ حدیث نہیں یہ تو امام محمد بن علیؒ کا اپنا قول ہے۔اگر کوئی اسے حدیث ثابت کردے تو جو چور کی سزا وہی میری سزا۔محمد بن علی اپنا قول پیش کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں۔’’ان لمھدینا اٰیتین ‘‘کہ ہمارے مہدی کی دونشانیاں ہیں۔وہ اپنے مہدی کی طرف نسبت کر کے کہہ رہے ہیں۔ اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی تو یہ کہتا ہے۔میں حدیث والا مہدی نہیں ہوں۔کیونکہ امام مہدی علیہ الرضوان تو دجال کا مقابلہ کریں گے۔عیسائیوں کے خلاف جہاد کریں گے۔یہ کام مرزا غلام احمد قادیانی کے بس کے نہیں تھے، اور نہ ہی اس نے یہ کام کئے۔اس لئے کہا کہ میں حدیث والا مہدی اور خونی مہدی نہیں ہوں۔ بلکہ مرزا قادیانی تو امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق حضور ﷺ کی احادیث کو ضعیف، موضوع اور مجروح کہہ رہا ہے۔چنانچہ اپنی کتاب ’’حقیقت المہدی‘‘ میں لکھتا ہے:’’اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں۔ ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔‘‘

پھر آگے احادیث کو تقسیم کرتے ہوئے لکھتا ہے:’’اوّل وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر صحیح اور غلط ہیں۔‘‘

’’دوسری وہ حدیثیں ہیں جو ضعیف اور مجروح ہیں۔‘‘

(حقیقت المہدی ص۳،۴،خزائن ج۱۴ص ۴۲۹،۴۳۰)

اور دوسری کتاب ’’تحفہ قیصریہ‘‘ میں لکھتا ہے:’’میں خونی مہدی نہیں ہوں۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص۱۳،خزائن ج۱۲ص ۲۶۵)

مرزا قادیانی کے ان حوالہ جات سے آپ نے سمجھ لیا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک تو احادیث مہدی (علیہ الرضوان) سرے سے معتبر ہی نہیں۔پھر مرزا قادیانی کیسے مہدی ہے؟ نیز جس روایت سے تو نے استدلال کیا ہے۔اس کی سند میں دوراوی (۱) عمرو بن شمر۔ (۲) جابر ہیں جن کو محدثین نے ’’منکر الحدیث‘‘ اور ’’متروک الحدیث‘‘ کہا ہے۔(دیکھئے دارقطنی ج۲ص ۶۵ حاشیہ) لہٰذا یہ روایت تو سرے سے ساقط الاعتبار ہے۔قابل قبول ہی نہیں۔

اگر اس قول کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس میں ایک جملہ ہے’’اوّل لیلۃ من رمضان ‘‘کہ رمضان المبارک کی پہلی رات کا چاند گرہن ہوگا۔جب کہ مرزا غلام احمد

قادیانی کے زمانے میں رمضان المبارک کی تیرھویں تاریخ کا چاند گرہن ہوا ہے۔ پہلی رات کا نہیں اور یہ ایک مرتبہ نہیں ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی کے دنیا میں آنے سے پہلے ساٹھ مرتبہ گرہن ہو چکا ہے۔ دیکھئے! اس قول میں ہے: ''رمضان المبارک کی پہلی رات کا چاند'' جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے۔ ''ان تین میں سے پہلی'' اب آپ اندازہ لگائیں کہ مرزا قادیانی کی بات کہاں تک اور کس حد تک سچی ہے؟

اسلم قادیانی: دیکھو جی! پہلی تاریخ سے لے کر دس تاریخ تک کے چاند کو عربی میں ''ہلال'' تو کہتے ہیں نا۔

مولانا اللہ وسایا: قرآن کہتا ہے: ''والقمر قدرناہ منازل'' (ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کر رکھی ہیں) یہ قرآن پاک کی آیت ہے۔ اس میں پہلی رات کے چاند کو بھی ''قمر'' کہا گیا ہے اور دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں وغیرہ کی رات کے چاند کو بھی ''قمر'' کہا گیا ہے۔ ہلال نہیں۔

اسلم قادیانی: دیکھیں! مولانا صاحب! آج تک نہ ہماری کسی سے بات ہوئی ہے، اور نہ ہی کسی نے ہمیں یہ باتیں بتائی ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: میں بھی یہی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ کے لئے تو اوروں کو بھی پکڑ کر لے آ۔ میرے ساتھ ان کی بات کرا تجھے بھی سمجھا رہا ہوں۔ انہیں بھی سمجھاؤں گا۔

(گفتگو ابھی یہاں تک پہنچی تھی کہ اتنے میں مغرب کی اذانیں ہونے لگیں۔ حضرت نے فرمایا اذان دو۔ نماز پڑھ لیں۔ اسلم قادیانی سے پوچھا۔ کیا اتنی گفتگو کافی ہے۔ یا نماز کے بعد پھر بیٹھنا ہے؟ تو حاضرین مجلس نے عرض کیا۔

حاضرین مجلس: حضرت! نماز کے بعد دوسری نشست ہو جائے۔ اس میں مسلمانوں کا بھی فائدہ ہوگا اور اس (اسلم قادیانی) کی بھی تسلی ہو جائے گی۔ چنانچہ اذان ہوئی نماز جماعت کے ساتھ ادا ہوئی۔ اسلم قادیانی نے بھی حضرت کے ساتھ دائیں طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

دوسری نشست

(نماز مغرب ادا کرنے کے بعد مولانا اللہ وسایا حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے۔

اسلم قادیانی بھی مولانا اللہ وسایا کے ساتھ بیٹھ گیا۔مسکراتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے فرمایا)

مولانا اللہ وسایا: بھائی اسلم! تو ہمارا دین ومسلک قبول کرے یا نہ کرے؟ اب تو تو مرزائی نہیں رہا۔اس لئے کہ مغرب کی نماز تو نے ہمارے ساتھ پڑھ لی ہے۔اگر تو ہمارا دین قبول نہ بھی کرے بہر حال مرزائی تو نہیں رہا۔

اسلم قادیانی: مجھے تو اس مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے پندرہ بیس دن گذر گئے ہیں۔میں نے ''یاسین'' سے جو اس مسجد کا امام ہے کہا ہے کہ مجھے تسلی کرادو۔

مولانا اللہ وسایا: (اسلام کی ترغیب دیتے ہوئے فرمانے لگے) بس چھوڑ یار! اللہ کا نام لے اور اسلام قبول کر! اور مرزائیت پہ لعنت بھیج۔

اسلم قادیانی: تسلی کرلوں۔

مولانا اللہ وسایا: تسلی کر! بار بار کر! ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ کر! یہی بات تو میں نے شروع میں کر دی ہے کہ ایک مرتبہ نہیں دس مرتبہ سوچ لے۔مگر قبول اسلام کے بعد پھر لوٹ جانا یہ شریعت میں ناقابل معافی جرم ہے۔

اسلم قادیانی: دیکھو جی! جس بندے کے دل میں وسوسہ ہو تو وہ دور کرنا چاہئے۔وسوسہ دل میں نہ رہے۔

مولانا اللہ وسایا: بھائی اسلم! دنیا میں سب سے مشکل کام وسوسہ دور کرنا ہے۔جتنا مشکل کام وسوسہ دور کرنا ہے، دنیا میں اس سے زیادہ مشکل کام اور کوئی نہیں۔میری بات آپ سمجھ رہے ہیں؟

اسلم قادیانی: جی ہاں!

مولانا اللہ وسایا: جانتے ہو؟ وسوسہ کیا ہے؟

اسلم قادیانی: نہیں۔

مولانا اللہ وسایا: سنو! میں آپ کو وسوسہ سمجھاؤں۔مثال کے طور پر پانی کا گلاس بھرا ہوا رکھا ہو، اور آپ کو پیاس لگی ہو۔آپ نے پینے کے لئے پانی کا گلاس اٹھایا۔کسی نے کہہ دیا اسلم! یہ گلاس نہ اٹھانا۔اس سے پانی نہ پینا۔کیونکہ اس میں چوہے نے منہ مارا ہے۔آپ نے یہ سنتے ہی فوراً وہ گلاس پانی کا رکھ دیا۔تو یہ جو کہا کہ چوہا منہ مار گیا ہے۔یہی وسوسہ ہے۔اسے دور کرنا بہت ہی مشکل کام ہے۔اب ہزار آدمی تجھے کہتے رہیں کہ یہ پانی ٹھیک ہے۔پی لو۔

آپ کبھی ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔ آپ کے دل میں سے یہ بات نکالنی بہت مشکل ہے کہ چوہا منہ مار گیا ہے۔ اس لئے آپ وسوسہ چھوڑ دیں۔ اس لئے کہ دین ایک حقیقت کا نام ہے۔ وسوسہ کا نام دین نہیں، اور قادیانیت کیا ہے؟ بس ان قادیانیوں کا کام صرف یہی ہے۔ وسوسہ ڈالتے رہنا اور کوئی کام ان کا نہیں۔ ان کا کام وسوسہ ڈالنا ہے۔ اچھا! عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر ہیں؟ اچھا! وہاں کیا کھاتے ہوں گے؟ اچھا! وہاں کیا پیتے ہوں گے؟ اچھا! وہ تو پیر فرتوت ہو گئے ہوں گے؟ وہ حجامت کہاں کراتے ہوں گے؟ بس قادیانی اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے جاتے ہیں۔

اسلم قادیانی: وہ ہمیں یہ باتیں نہیں کرتے۔ ہمیں صرف یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) فوت ہو گئے ہیں۔ بس اور کچھ نہیں کہتے۔

مولانا اللہ وسایا: آپ سے نہ کرتے ہوں، ہم سے یہ باتیں کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو کیا کھاتے ہوں گے؟ کیا پیتے ہوں گے؟ وغیرہ وغیرہ۔

اسلم قادیانی: اچھا مجھے ایک اور بات بتاؤ۔ یہ آنکھوں دیکھا واقعہ ہے۔ خلیفہ رابع تھا۔ غالباً اس کا نام مرزا طاہر تھا۔ اس نے مباہلہ کا چیلنج کیا، اور پوری دنیا سے کیا، حتیٰ کہ ضیاء الحق سے بھی کہا کہ تو مباہلہ کا چیلنج قبول کر۔ کسی نے حتیٰ کہ ضیاء الحق نے بھی اس چیلنج کو قبول نہیں کیا۔

مولانا اللہ وسایا: بس! بھائی اسلم! یہ بات گھڑی گئی ہے۔ یہ بات من گھڑت ہے۔ اس کے مرنے کے بعد بنالی گئی ہے۔ جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ مرزا طاہر نے جنرل ضیاء الحق کے مرنے کے بعد اپنی طرف سے ایک بات گھڑ کر اپنی کتابوں میں لکھ دی ہے۔ بھائی اسلم! اگر مباہلہ کی بات کرتے ہو تو آؤ۔ وہاں سے شروع کرتے ہیں۔ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی سے) ''مرزا غلام احمد قادیانی'' زندہ تھا۔ (یہ تو مرنے کے بعد ایک کہانی گھڑ لی گئی ہے) یہ اس کی زندگی کی بات ہے اور یہ بات خود مرزے کی کتاب ''چشمہ معرفت'' اور ''حقیقت الوحی'' اور ''مجموعۂ اشتہارات'' میں بھی موجود ہے اور خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ ''ڈاکٹر عبدالحکیم خان'' مرزا قادیانی کا مرید تھا۔ عرصہ بیس (۲۰) سال تک مرزا قادیانی کا مرید رہا ہے۔ پھر جب مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھیں، اور مرزا قادیانی کا جھوٹ، کفر اور اس کا باطل ہونا اس پر واضح ہوا تو اس نے

مرزائیت سے توبہ کی، حتیٰ کہ مرزا قادیانی کی تردید میں چند رسالے بھی لکھے۔ مرزا قادیانی بھی ان کے سخت مخالف ہو گئے۔ بالآخر دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف موت (مرنے) کی پیش گوئیاں شائع کیں۔ یہ ایک لمبی داستان ہے۔ بہرحال! دوبدو، دو پہلوانوں نے ایک دوسرے کو کہا کہ تو فلاں تاریخ تک مرجائے گا۔ دوسرے نے کہا تو فلاں تاریخ تک مرجائے گا۔ ''ڈاکٹر عبدالحکیم خان'' نے مرزے سے کہا کہ تو ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک مر جائے گا۔ مرزے نے عبدالحکیم خان سے کہا کہ تو ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک مر جائے گا۔ اب سنئے! مرزا قادیانی کی کہانی خود مرزا قادیانی کی زبانی۔ سنئے! اور سر دھنئے!!

مرزا قادیانی اپنی کتاب ''چشمہ معرفت'' میں لکھتا ہے: ''ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ میں (مرزا غلام احمد۔ ناقل) اس کی زندگی میں ہی ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے۔ پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا۔ پھر مرتد ہو گیا۔ میں نے منع کیا۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر میں نے اسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ تب اس نے یہ پیش گوئی کی کہ میں (مرزا غلام احمد۔ ناقل) اس کی زندگی میں ہی ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، اور خدا اس کو (یعنی عبدالحکیم خان کو۔ ناقل) ہلاک کرے گا، اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا...... بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اس کی مدد کرے گا۔'' (چشمہ معرفت ص۳۲۱، ۳۲۲، خزائن ج۲۳ ص۳۳۷)

اس طرح کی باتیں مرزا قادیانی کی مختلف کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ دیکھئے:

(حقیقت الوحی ص۱۲۷، ۱۳۱، ۱۲۷، خزائن ج۲۲ ص۱۲۷، ۱۲۷، ۱۳۱، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۸۵، ۵۹۱، ۵۵۹، ۵۶۰)

نتیجہ یہ نکلا کہ ۴/اگست سے پہلے پہلے ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی مرگیا، اور ''ڈاکٹر عبدالحکیم خان'' اس کے بعد تک زندہ رہا۔ اب ایک پیش گوئی عبدالحکیم خان نے کی اور ایک پیش گوئی مرزا قادیانی نے کی، فیصلہ بھی مرزا قادیانی نے کر دیا ہے کہ خدا تعالیٰ سچے

کی مدد کرے گا۔ معلوم ہوا ڈاکٹر عبدالحکیم خان سچا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی مدد کی اور مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔ خدا تعالیٰ نے عبدالحکیم خان کے سامنے اسے ذلیل کیا، رسوا کیا، تو ضیاء الحق نے تو کہا بھی نہیں تھا کہ تو مر جائے گا۔ اگر کہیں لکھا ہوا ہے تو دکھا دو! یہ مرزا طاہر کی گھڑی ہوئی بات ہے یا دوسرے مرزائیوں کی، ضیاء الحق کی نہیں۔

اسلم قادیانی: ان ساری باتوں کو چھوڑو۔ مجھے حوالہ دکھاؤ!

مولانا اللہ وسایا: بتاؤ! جہاں تو کہے میں حوالہ دکھانے کے لئے تیار ہوں۔

اسلم قادیانی: جہاں کہو! میں آ جاؤں گا بس حوالہ دکھا دو۔

مولانا اللہ وسایا: کون سا حوالہ؟ حکم کر!

اسلم قادیانی: جس کتاب کا پہلے نام لے رہے تھے۔

مولانا اللہ وسایا: ''کلمۃ الفصل'' کا؟

اسلم قادیانی: جی ہاں۔

مولانا اللہ وسایا: تو صرف ''کلمۃ الفصل'' کا کہتا ہے۔ میں سارے حوالے دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ آج کی مجلس میں جو جو باتیں ہوئیں، تمام علماء کرام نے جو جو باتیں اس موضوع پر کہی ہیں، وہ سب دکھانے کے لئے تیار ہوں، تو حکم کر! وقت بتا! جگہ بتا!

اسلم قادیانی: صبح کو دکھا دو۔ دیر نہیں ہونی چاہئے۔ جہاں کہو میں آ جاؤں گا۔

حاضرین مجلس: ''چناب نگر'' رکھ لو وہاں آ جائے۔

مولانا اللہ وسایا: وہاں رکھ لو۔ میں حاضر ہوں۔

اسلم قادیانی: وہاں نہیں۔ واویلا نہیں کرنا۔ لوگوں نے شہرت کر دینی ہے۔

مولانا اللہ وسایا: اچھا حکم کر۔

اسلم قادیانی: ابھی دکھا دو۔

مولانا اللہ وسایا: تو کہہ دیتا کہ کتابیں بھی ساتھ لیتے آنا! تو میں کتابیں ساتھ لے کر آتا۔ میں تو اس لئے ساتھ لے کر نہیں جاتا۔ یہ قادیانی ہمیں بدنام کرتے ہیں کہ مولویوں نے خود اپنی طرف سے کتابیں چھاپی ہوئی ہیں۔ ہمیں ان کی کتابوں کے چھاپنے سے کیا کام؟ (یہاں مولانا عبدالرشید، مولانا سید خبیب شاہ کہنے لگے کہ کتاب ہمارے پاس ہے۔ ہم لے کر آ جاتے ہیں)

مولانا اللہ وسایا: تمہارے پاس کتاب ہے؟ اورابھی لے آسکتے ہو؟
شاہ صاحب: جی ہاں! ہےاورابھی منگا لیتے ہیں۔
مولانا اللہ وسایا: چلو منگا لو! ہم انتظار کر لیتے ہیں۔ (چنانچہ کتاب لینے رفقاء چلے گئے)
حاضرین مجلس: جتنا وقت کتاب آنے تک کا ہے اتنا ہم اور گفتگو کر لیتے ہیں۔
مولانا اللہ وسایا: بالکل ٹھیک ہے۔ جی بھائی اسلم! کوئی اور بات یا اشکال ہوتو بتاؤ۔
اسلم قادیانی: وہ کون سی آیت ہے جس میں ہے کہ پچھلوں میں بھی نبی آئے گا؟
(مولانا اللہ وسایا صاحب نے قرآن پاک کھول کر فرمایا)
مولانا اللہ وسایا: یہ ’’اٹھائیسواں پارہ سورۂ جمعہ‘‘ کی آیت ہے اور مکمل آیت یوں ہے:
’’ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ○ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم (جمعہ:۲،۳)‘‘

جس کا ترجمہ یوں ہے: ’’وہی وہ ذات ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے، پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں، اور ان کو سنوارتا ہے، اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور عقلمندی، اور اس سے پہلے وہ پڑے ہوئے تھے۔ صریح بھول میں اور دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہی میں سے جو ابھی نہیں ملے ان میں، اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔‘‘

یہ آیت مبارکہ حضور ﷺ کی بعثت عامہ کو بیان کر رہی ہے، اور یہ بتلا رہی ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت اور آپ ﷺ کی تعلیم اور آپ ﷺ کی دعوت جس طرح اہل عرب یعنی صحابہ کرامؓ (وغیرہم) کے لئے ہے۔ اسی طرح ان کے بعد قیامت کی صبح تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے بھی ہے۔

اس طرح کی آیت مبارکہ (سورۂ بقرہ پارہ نمبر:۱) میں بھی ہے۔ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ذکر کی گئی ہے۔ ’’**ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلو علیھم آیاتہ...... الخ!**‘‘ اس آیت مبارکہ میں اجابت (قبولیت) دعا کا ذکر ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ: ’’**انا دعوۃ ابراھیم**‘‘ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمرہ اور نتیجہ ہوں۔ اب اس دعا کے نتیجہ میں حضور ﷺ کی بعثت عمومی ہوئی۔ موجودین کے

لئے بھی اور غیر موجودین کے لئے بھی اہل عرب کے لئے بھی اور اہل عجم کے لئے بھی۔ اسی بات کو حضور ﷺ نے یوں بھی بیان فرمایا ہے: ''انا نبی من ادرک حیا ومن یولد بعدی'' (کہ میں ان کا بھی نبی ہوں جواب زندہ ہیں اور ان کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے)

یہ مطلب ہے آیت مبارکہ کا۔ وہ مطلب نہیں جو مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار لیتے اور بیان کرتے ہیں کہ اس میں حضور ﷺ کی دو بعثتوں کا بیان ہے۔ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں، اور دوسری مرتبہ قادیان میں۔ (العیاذ باللہ)

یہ سراسر دجل ہے۔ لہٰذا اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ مبعوث ایک ذات ہے (اور وہ حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس ہے) اور مبعوث الیھم موجودین وغائبین سب ہیں، اور مرزا قادیانی نے بھی ایک جگہ اپنی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' میں اسی آیت کریمہ کے تحت یہی مطلب لکھا ہے۔ دیکھئے! ''یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ کرامؓ کے اور بھی ہیں۔ جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا، اور جیسے نبی کریم ﷺ نے صحابہؓ کی تربیت فرمائی۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے۔''

(آئینہ کمالات اسلام خزائن ج ۵ ص ۲۰۸،۲۰۹)

بھائی اسلم! یاد رکھیں۔ کسی بھی تفسیر میں ''واخرین منھم'' کی تفسیر دوسرے نبی سے نہیں کی گئی۔ اگر کسی نے (مرزائیوں کے علاوہ) کی ہے تو میں ماننے کے لئے تیار ہوں۔

اسلم قادیانی: کسی نے نہیں کی؟

مولانا اللہ وسایا: بالکل کسی نے نہیں کی! اگر کسی نے کی ہے تو دکھا دو؟ کیسے کر سکتے ہیں۔ سینکڑوں آیات واحادیث عموم بعثت کی کھڑی ہیں۔ وہ کہاں جائیں گی؟ بات سمجھ آئی؟

اسلم قادیانی: جی سمجھ گیا ہوں۔

اسلم قادیانی: وہ سورۂ مائدہ کی آیت ہے۔ غالباً جس میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن کہیں گے جب اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ: ''مجھے پتہ نہیں۔''

مولانا اللہ وسایا: (نے قرآن پاک کھولا اور فرمایا:) یہ ہیں سورۂ مائدہ کی وہ آیات مبارکہ جن کی تو بات کر رہا ہے، اور بات کا سلسلہ یہاں سے شروع ہو رہا ہے۔ دیکھئے! میں ان کا ترجمہ کرتا ہوں۔

’’اذ قال الحواریون یٰعیسیٰ ابن مریم ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء قال اتقوا اللّٰہ ان کنتم مؤمنین (مائدہ:۱۱۲)‘‘
﴿(اس وقت کو یاد کریں) جب حواریوں نے کہا۔ اے عیسیٰ بیٹا مریم (علیہا السلام) کا کیا تیرا رب کر سکتا ہے کہ اتارے ہم پر ایک دسترخوان (کھانوں سے بھرا ہوا) آسمان سے؟ بولے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اللہ سے ڈرو! اگر تم ایمان لانے والے ہو۔﴾

بھائی اسلم! ایک بات تو یہ ہے کہ ’’حواری‘‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابیوں کا لقب ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ’’کر سکتا ہے‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی دعا وبرکت سے ہمارے لئے دسترخوان نازل کرے، اور آسمان سے نازل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی مشقت اور محنت کے پکا پکایا کھانا ہمیں مل جائے، اور یہ بھی فرمایا کہ ایماندار بندے ایسی فرمائشیں نہیں کیا کرتے، اور خدا تعالیٰ کو آزماتے نہیں ہیں کہ وہ ایسا کر سکتا ہے یا نہیں؟

آگے قرآن کہتا ہے: ’’قالوا نرید ان نأکل منھا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیھا من الشھدین (مائدہ:۱۱۳)‘‘

’’حواریوں نے کہا: ’’ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اس میں سے، اور مطمئن ہوجائیں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا، اور رہیں ہم اس پر گواہ۔‘‘

مطلب یہ ہے کہ ہم آزمائش کے لئے دسترخوان کا مطالبہ نہیں کر رہے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ بغیر محنت کے رزق ملتا رہے، اور ہم یکسوئی اور اطمینان قلبی سے عبادت کرتے رہیں، اور آپ نے جو جنت کی نعمتوں کے متعلق خبر دے رکھی ہیں۔ اس کا یہ نمونہ ہوگا اور ہمیں جنت کی نعمتوں کے متعلق کامل یقین ہوجائے گا، اور ہم ایک قسم کے عینی گواہ بن جائیں گے۔ بس یہ مقصد ہے اور کچھ مقصد نہیں۔ تو ان حواریوں کے مطالبہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگی۔

’’قال عیسیٰ ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیداً لاولنا واٰخرنا واٰیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین (مائدہ:۱۱۴)‘‘ ﴿کہا عیسیٰ (علیہ السلام) بیٹے مریم کے نے، اے اللہ رب ہمارے اتار ہم پر دسترخوان (کھانوں سے) بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ عید کا دن ہے۔ ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے اور نشانی ہو تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے سب سے بہتر

روزی دینے والا۔﴾

مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی، جس کا مضمون یہی ہے جو آیت میں بتلایا گیا ہے کہ یا اللہ! کھانوں سے بھرا ہوا دسترخوان نازل فرمایئے۔ ایسا دسترخوان کہ وہ آپ کی قدرت کی بہت بڑی دلیل ہو، اور میری نبوت کی سچائی کے لئے بہت بڑا معجزہ ہو۔

بھائی اسلم! یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا میں فرمایا: ''ہم پر آسمان سے دسترخوان نازل فرما۔''

معلوم ہوا آسمان سے چیزیں آسکتی ہیں اور جا بھی سکتی ہیں۔ ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ''آسمان'' کا لفظ ذکر نہ فرماتے اور قرآن بھی نہ کہتا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان پر تشریف لے گئے۔ جس کی خبر سورۂ مائدہ کی آیت کریمہ ''**بل رفعه الله اليه**'' اور سینکڑوں احادیث دے رہی ہیں، اور وہ قرب قیامت میں واپس تشریف لے آئیں گے۔ قادیانی دھوکہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ راستہ میں کرۂ ناریہ ہے، اور کرۂ زمہریر ہے اور پتہ نہیں کیا کیا کہتے ہیں تو اس آیت نے بھی ان کا رد کر دیا۔ غور کریں! اگر آسمان سے دسترخوان نازل ہوسکتا ہے۔ کرۂ ناریہ سے وہ نہیں جلا، اور کرۂ زمہریر سے وہ منجمد نہیں ہوا، تو یوں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام صحیح وسالم آسمان پر تشریف لے گئے ہیں، اور صحیح وسلامت واپس تشریف لے آئیں گے۔ اسی طرح شب معراج حضور ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے، اور واپس تشریف لے آئے۔ ان جیسے واقعات میں ان کروں (اگر وہ موجود ہیں تو انہوں) نے کچھ نہ بگاڑا تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکے، اور نہ ہی کچھ بگاڑ سکیں گے۔ گویا اس آیت نے رفع ونزول مسیح علیہ السلام کا مسئلہ بھی ساتھ ساتھ حل کر دیا۔ یہ باتیں تیرے سمجھنے کی ہیں۔ بھائی اسلم! اچھا، آگے چلئے۔

''**قال الله انى منزلها عليكم فمن يكفر بعد منكم فانى اعذبه عذاباً لا اعذبه احدا من العلمين** (مائدہ:۱۱۵)'' ﴿اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں اتاروں گا وہ دسترخوان تم پر پھر جو کوئی تم میں سے ناشکری کرے گا۔ اس کے (نازل ہونے کے) بعد تو میں اس کو وہ عذاب دوں گا جو کسی کو نہ دوں گا جہاں میں۔﴾

اس آیت مبارکہ میں ایک تو قبولیت دعاء کا ذکر ہے۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشتے ہوئے فرمایا۔ میں ضرور دستر خوان اتاروں گا اور ساتھ ساتھ تنبیہ کا ذکر بھی ہے۔ کیونکہ جو چیز غیر معمولی اور اہم ہوتی ہے۔ اتنا ہی اس کے حقوق وآداب زیادہ ہوتے ہیں۔ چونکہ دستر خوان آسمانی چیز پھر رب العزت اتارنے والا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ یہ کوئی معمولی چیز نہیں تھی۔ اس لئے سخت تنبیہ فرمائی کہ اس کا شکر ادا کرنا نہایت اہم اور ضروری ہے۔ ناشکری کرو گے تو سخت عذاب دوں گا۔ ایسا سخت عذاب کہ دنیا جہاں میں کسی کو بھی ایسا نہیں ملا ہوگا۔

اب متوجہ ہوں! سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر تشریف لے جانا اور واپس تشریف لے آنا، اور اس پر عقیدہ رکھنا بھی ایک اہم اور غیر معمولی بات ہے۔ اس میں چہ میگوئیاں کرنا سراسر کفر ہے۔ جو موجب عذاب شدید ہے۔

بھائی اسلم! اب وہ آیات شروع ہو رہی ہیں جن کے متعلق تیرا اشکال ہے۔ ذرا توجہ کریں۔

’’واذ قال اللّٰہ یعیسیٰ ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللّٰہ قال سبحنک مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب (مائدہ:۱۱۶)‘‘ ﴿اور اس وقت کو یاد کیجئے۔ جب کہیں گے اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بیٹا مریم کا کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ ٹھہراؤ تم مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود اللہ کے سوا۔ کہیں گے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) تو پاک ہے! مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہوتا تو تجھ کو ضرور معلوم ہوگا۔ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے۔ بے شک تو ہی ہے جاننے والا چھپی باتوں کا۔﴾

’’ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللّٰہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علیٰ کل شئ شھید (مائدہ:۱۱۷)‘‘ ﴿میں نے کچھ نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم دیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور رب ہے تمہارا اور میں ان سے خبردار تھا۔ جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی تھا خبر رکھنے والا ان کی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔﴾

بھائی اسلم! ان آخری آیتوں کے سمجھنے سے پہلے یہ بات سمجھیں کہ اس رکوع سے پہلے والے رکوع کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''**یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب** (مائدہ:۱۰۹)'' ﴿جس دن اللہ تعالیٰ جمع کرے گا سب پیغمبروں کو پھر کہے گا تم کو کیا جواب ملا تھا؟ وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں تو ہی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔﴾

اس رکوع سے پہلے والا رکوع یوں سمجھیں کہ تمہید ہے۔ دوسرے رکوع کی۔ پہلے رکوع کی ابتداء میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام رسولوں اور پیغمبروں کو اکٹھا کر کے ان کی امتوں کے روبرو سوال کریں گے کہ میں نے تمہیں پیغام حق دے کر بھیجا تھا۔ جب وہ پیغام تم نے اپنی اپنی امتوں کو پہنچایا تو تمہاری امتوں نے تمہیں کیا جواب دیا تھا؟ اور کہاں تک انہوں نے میرے پیغام اور میری دعوت کو قبول کیا تھا؟ محشر کا دن خدا تعالیٰ کی قہاریت کا دن ہوگا تو عظمت وجلال میں اللہ تعالیٰ یہ سوال انبیاء علیہم السلام اور رسولوں سے فرمائیں گے۔ اس وقت انبیاء علیہم السلام انتہائی خوف وخشیت اور غایت ادب سے عرض کریں گے۔ ''**لا علم لنا**'' ﴿کہ ہمیں کچھ خبر نہیں۔﴾ پھر حضور ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ کا جلال ختم ہوگا۔ تب کچھ عرض کر سکیں گے۔

دیکھیں! اس میں تو سب پیغمبروں کی نسبت ذکر فرمایا: ''**لا علم لنا**'' ﴿کہ ہمیں کچھ خبر نہیں۔﴾

اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص کہاں ہے کہ تنہا وہ فرمائیں گے۔ ''مجھے کوئی پتہ نہیں۔''

یا اس میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے تھے؟ قادیانیوں کا ایک دجل تو یہاں یہ سمجھ آیا۔

آگے چلیں! انبیاء ورسل (علیہم السلام) سے اس سوال وجواب کے بعد خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔ جنہیں اس وقت دنیا میں کروڑوں آدمیوں نے خدائی کا درجہ دے رکھا ہے۔ اس وجہ سے خصوصیت کے ساتھ ان (عیسیٰ علیہ السلام) سے اس عقیدۂ باطلہ کی نسبت دریافت کیا جائے گا۔ لیکن سوال کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ عظیم الشان احسانات یاد کرائیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کی والدہ

ماجدہ پر فرما چکے ہوں گے کہ دیکھ! میں نے آپ پر یہ انعام کیا۔ یہ انعام کیا اور یہ انعام کیا وغیرہ وغیرہ!

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: ''ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ'' ﴿کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا؟ کہ مجھ کو اور میری والدہ کو بھی خدا کے سوا معبود مانو۔﴾

اس سوال پر حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کانپ جائیں گے اور یوں عرض کریں گے۔ ''سبحنک'' ﴿آپ کی ذات اس سے پاک ہے کہ الوہیت وغیرہ میں آپ کا کوئی شریک کیا جائے۔﴾ یعنی میں ایسی نامناسب بات کیسے کہہ سکتا تھا؟ آپ نے مجھے پیغمبر بنایا۔ میری پیغمبری کے شایان شان نہیں تھا کہ کوئی ناحق بات میرے منہ سے نکلے۔ آپ کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں ہوسکتی۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو آپ کے علم میں ضرور موجود ہوتا۔ میرے دل کی چھپی ہوئی باتیں آپ کو معلوم ہیں اور آپ کی ذات کی معلومات کو میں نہیں جانتا بجز اس کے جو آپ نے مجھے بتلا دیا تو میں اپنی یا اپنی والدہ کی الوہیت کی تعلیم کیسے دے سکتا تھا؟ بلکہ میں نے تو ان کو صرف آپ کی بندگی اور عبادت کی دعوت دیتا رہا اور انہیں واضح طور پر بتلاتا رہا کہ میرا اور تمہارا سب کا ایک ہی خدا ہے۔ جو تنہا عبادت کے لائق ہے۔ صرف یہ نہیں کہ میں نے تیری مخلوق کو تیری توحید اور عبادت کی طرف دعوت دی۔ بلکہ جب تک میں ان کے اندر رہا۔ برابر ان کے احوال کی خبر گیری اور نگرانی کرتا رہا کہ کوئی غلط عقیدہ قائم نہ کر بیٹھیں پھر ان میں میرے قیام کی مدت جب پوری ہوئی جو آپ کے علم میں مقدر تھی تو آپ نے مجھے اپنی طرف اٹھالیا تو پھر آپ ہی ان کے احوال پر خبردار ہوسکتے تھے۔ میں اس کے متعلق کیا عرض کرسکتا ہوں؟

دیکھئے بھائی اسلم! یہ آیات مبارکہ کا ترجمہ اور خلاصہ ہے جو تو نے سن لیا۔ اب تو بتا؟ کس آیت اور جملہ کا ترجمہ ہے؟ ''مجھے پتہ نہیں۔'' جو تو نے اشکال میں پیش کیا۔ اگر ہے تو دکھا۔

اسلم قادیانی: کسی کا نہیں؟

مولانا اللہ وسایا: کسی کا نہیں؟ ہے تو دکھا! جہاں تک تعلق ہے تمام انبیاء علیہم السلام سے سوال کا اور ان کے جواب کا وہ میں نے تجھے پچھلے رکوع کے شروع میں دکھا دیا کہ اللہ تعالیٰ

تمام انبیاء علیہم السلام سے ان کی امتوں کے متعلق پوچھیں گے تو تمام انبیاء علیہم السلام پہلے جواب دیں گے۔ ''لا علم لنا'' ﴿ہمیں معلوم نہیں۔﴾

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت کی بات آئی تو آپ نے وہ ساری سن لی۔ کیا جواب دیں گے۔ اس جواب میں تو کہیں بھی نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ کہیں کہ: ''مجھے پتہ نہیں۔''

اسلم قادیانی: اچھا! پھر انہوں نے ہمیں غلط بتایا ہے۔

مولانا اللہ وسایا: یہ ان سے پوچھو! کہ ہمیں غلط کیوں بتایا؟

اسلم قادیانی: اچھا ایک اور بات بتاؤ وہ کون سی آیت ہے اور کس طرح ہے؟ جس میں آتا ہے کہ ہم جھوٹے کی شہ رگ کاٹ دیتے ہیں؟

مولانا اللہ وسایا: یہ دیکھو قرآن پاک کا انتیسواں پارہ ''سورہ الحاقہ'' ہے اور یہ آیت مبارکہ ہے۔ لیکن بات کا آغاز یہاں سے ہو رہا ہے۔ ''انہ لقول رسول کریم (الحاقہ: ۴۰)'' ﴿پکی بات ہے کہ یہ قرآن پاک البتہ بات ہے ایک قاصد باعزت کی۔﴾

''وما ھو بقول شاعر • قلیلاً ما تؤمنون (الحاقہ: ۴۱)'' ﴿اور نہیں ہے یہ قرآن پاک کسی شاعر کی بات، تم تھوڑا یقین کرتے ہو۔﴾

''ولا بقول کاھن قلیلاً ماتذکرون (الحاقہ: ۴۲)'' ﴿اور نہیں ہے بات کاہن کی تم بہت کم دھیان کرتے ہو۔﴾

''تنزیل من رب العلمین (الحاقہ: ۴۳)'' ﴿یہ اتارا ہوا ہے جہان کے رب کا۔﴾

''ولو تقول علینا بعض الاقاویل (الحاقہ: ۴۴)'' ﴿اور اگر یہ بنا لاتا ہم پر کوئی بات۔﴾

''لاخذنا منہ بالیمین (الحاقہ: ۴۵)'' ﴿تو ہم پکڑ لیتے اس کا دایاں ہاتھ۔﴾

''ثم لقطعنا منہ الوتین (الحاقہ: ۴۶)'' ﴿پھر ہم کاٹ ڈالتے اس کی گردن۔﴾

''فما منکم من احد عنہ حاجزین (الحاقہ: ۴۷)'' ﴿پھر تم میں کوئی ایسا

نہیں جو اس سے بچالے۔﴾

''وانہ لتذکرۃ للمتقین (الحاقہ:۴۸)''﴿اور بے شک یہ قرآن پاک نصیحت ہے ڈرنے والوں کے لئے۔﴾

''وانا لنعلم ان منکم مکذبین (الحاقہ:۴۹)''﴿اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے جھٹلاتے ہیں۔﴾

''وانہ لحسرۃ علی الکفرین (الحاقہ:۵۰)''﴿اور بے شک یہ قرآن پاک پچتاوا ہے منکروں پر۔﴾

''وانہ لحق الیقین (الحاقہ:۵۱)''﴿اور بے شک یہ قرآن البتہ یقین کرنے کے قابل ہے۔﴾

''فسبح باسم ربک العظیم (الحاقہ:۵۲)''﴿اب بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو ہے سب سے بڑا۔﴾

بھائی اسلم! یہ آیات ہیں جن کا میں نے ترجمہ کر دیا ہے۔ آیت نمبر۴۰ سے لے کر آیت نمبر۵۲ تک یہ بارہ آیات ہیں۔ ان آیات مبارکہ میں جو بات بیان کی گئی ہے۔''وہ قرآن پاک کا کلام اللہ ہونا ہے۔''

کہ قرآن پاک کوئی شاعری نہیں اور نہ ہی کاہنوں کی باتیں ہیں۔ بلکہ یہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے۔ جس کو آسمان سے ایک بزرگ فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) لے کر ایک عظیم ترین پیغمبر پر اترا۔ دونوں رسول کریم ہیں ایک (حضور ﷺ) کا کریم ہونا تو تم آنکھوں سے دیکھتے ہو اور دوسرے (حضرت جبرائیل علیہ السلام) کا کریم ہونا حضور ﷺ سے سنتے ہو۔ بہر صورت یہ قرآن کلام اللہ ہے۔ شاعر کا کلام نہیں۔ شاعر کا کلام بے اصل ہوتا ہے۔ اس کے مضامین وہمی اور خیالی ہوتے ہیں۔ جب کہ قرآن پاک حقائق کا خزانہ ہے۔ اس کے اصول قطعی دلائل پر مبنی ہیں۔ یہ معجز کلام ہے۔ اس کے مشابہ کلام تمام جن وانس آج تک اور آج سے قیامت تک نہ بنا سکے ہیں اور نہ بنا سکیں گے۔ شاعروں کا کلام بے فائدہ و بے کار ہوتا ہے۔ جب کہ اس کا ایک شوشہ بھی بے کار و بے فائدہ نہیں۔ انسان کے کلام جیسا کلام بنایا جا سکتا ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے آپ ﷺ کا اپنا کلام ہوتا تو چودہ صدیوں میں کوئی تو اس جیسا بنا لیتا۔

اگر بالفرض حضور ﷺ یا حضرت جبرائیل امین (علیہ السلام) اس کلام کو بنانے والے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے۔ یا گردن ہی مار دیتے۔ جب دونوں کے ساتھ ایسا نہیں ہوا تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہ کلام اللہ ہے۔ خدا سے ڈرنے والے اس کلام سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور جن کے دلوں میں خوف خدا نہیں وہ اسے جھٹلائیں گے۔ لیکن ایک وقت (قیامت کا) آنے والا ہے کہ اس کا جھٹلانا (کافروں کے لئے) سخت حسرت کا باعث ہوگا۔ یہ کتاب تو ایسی چیز ہے جس پر پختہ سے پختہ یقین رکھا جائے۔ اس پر ایمان ویقین رکھ کر اپنے رب کی تسبیح وتحمید میں لگنا چاہئے۔

اندازہ لگائیں! ان آیات میں سے وہ کون سی آیت ہے؟ جس کا ترجمہ یہ ہو کہ ''ہم جھوٹے کی شہ رگ کاٹ دیتے ہیں۔'' اگر یہ صحیح ہے تو پھر سن اسلم! مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے جھوٹ بولا۔ خدا تعالیٰ نے اسی وقت اس کی شہ رگ کاٹ دی۔ ہوا یوں کہ مرزا قادیانی اپنی پوری زندگی میں نامعلوم کتنے جھوٹے دعوے کرتا رہا۔ مثلاً میں مجدد ہوں، میں محدث ہوں، میں ملہم من اللہ ہوں، میں مہدی ہوں، میں مثیل مسیح ہوں، میں مسیح ہوں وغیرہ وغیرہ۔

لیکن گرگٹ کی طرح کبھی کسی رنگ میں اور کبھی کسی رنگ میں۔ اسی طرح دعویٰ نبوت ورسالت میں بھی لوگوں کو دھوکا دیتا رہا۔ بالآخر جس دن واضح طور پر اس نے کسی کے سوال کے جواب میں اعلان کیا کہ: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔'' اور یہ دعویٰ مرزا غلام احمد کے ملفوظات میں موجود ہے۔ (ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

جس دن یہ دعویٰ چھپ کر آیا اسی دن مرزا قادیانی کی شہ رگ اللہ تعالیٰ نے کاٹ دی اور وبائی ہیضہ میں مرگیا۔ اس کی بھی ایک داستان ہے۔ اس کا خلاصہ سناتا ہوں۔ تفصیل کا وقت نہیں۔ وہ اس طرح کہ ''مرزا غلام احمد قادیانی'' نے ''مولانا ثناء اللہ امرتسری'' سے مورخہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء میں ایک اشتہار شائع کر کے مباہلہ کیا۔ اس مباہلہ میں مرزا قادیانی نے بددعا کی کہ یا اللہ مولوی ثناء اللہ مجھے دجال، کذاب، مفتری، مردود، مفسد وغیرہ کہتا ہے۔ یا اللہ! ہمارے درمیان سچا فیصلہ فرمادے۔ اگر میں واقعی تیری طرف سے ہوں تو مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ میرے سامنے مرجائے۔ انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریوں سے اور اگر میں جھوٹا ہوں، مفسد وکذاب ہوں اور

مفتری ہوں تو مجھے مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں ہلاک کردے اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے: مجموعہ اشتہارات ج۳ ص ۵۷۸،۵۷۹)

اب نتیجہ کیا نکلا؟ اس مباہلہ کے ایک سال بعد مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی وبائی مرض ''ہیضہ'' میں مرگیا اور باقرار خود اپنا مفسد، کذاب اور مفتری ہونا دنیا پر ثابت کر گیا۔

بھائی اسلم! یہ باتیں ہماری طرف سے گھڑی ہوئی نہیں خود مرزائیوں کی کتابوں میں موجود باتیں ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے سسر ''میر ناصر نواب'' کی سوانح حیات جس کا نام ''حیات ناصر'' ہے۔ اس کے صفحہ ۱۴ پر لکھا ہوا ہے کہ ''حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جاکر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا۔ جب میں حضرت کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔'' (حیات ناصر ص۱۴)

اس سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا ''مرزا بشیر احمد ایم۔اے سیرت المہدی'' میں اپنی ماں کے حوالے سے لکھتا ہے کہ حضرت مسیح (مرزا مردود۔ ناقل!) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہوئے۔ پہلا دست کھانا کھانے کے دوران آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر حاجت محسوس ہوئی۔ دو تین دفعہ رفع حاجت کے لئے گئے اور بہت زیادہ ضعیف ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر اور دست آیا۔ اب اور زیادہ ضعف ہوگیا۔ حتیٰ کہ جانے اور آنے کی ہمت نہ رہی تو میں نے چار پائی کے ساتھ ہی انتظام کردیا تو پھر وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور دست آیا اور ساتھ قے بھی آئی۔ اب فراغت کے بعد لیٹنے لگے تو پشت کے بل چار پائی پر گرے۔ سر چار پائی کی لکڑی کے ساتھ جا (ٹھا کر کے) ٹکرایا۔ حالت دگرگوں ہوگئی۔ اس پر میں نے کہا یہ کیا ہونے لگا ہے تو مرزا قادیانی نے کہا: ''یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔'' (یعنی وبائی ہیضہ) (دیکھئے! سیرت المہدی ج۱ ص۹ تا ۱۱)

آپ اندازہ لگائیں کیسے شہ رگ کٹی اور خدا نے پکڑا اور پکڑا بھی اس حالت میں

کہ منہ سے بھی پاخانہ اور نیچے سے بھی اور بیت الخلاء میں لت پت۔ اسی حالت میں مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی جہنم مکانی ہوگیا۔

پھر لاہور سے قادیان اس ریل پر لایا گیا جسے خر دجال کہا کرتا تھا۔ یعنی دجال کی سواری۔ انگریز کو دجال اور اس کی بنائی ہوئی گاڑی کو دجال کی سواری تو اس دجال کی سواری پر سوار کر کے اسے قادیان پہنچایا گیا۔ سچ ہے:

”حـــق بـــحـــقـــدار رســـیـــد“

اسلم قادیانی: ہم نے سنا ہے کہ قادیانیوں کو حکومت نے کافر قرار نہیں دیا اور نہ ہی یہ اسمبلی نے کوئی فیصلہ دیا ہے۔ یہ مولویوں کی گھڑی ہوئی بات ہے، کیا واقعی ایسے ہے؟

مولانا اللہ وسایا: نہیں! یہ بالکل غلط اور مرزائیوں کی گھڑی ہوئی کہانی ہے۔ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی پاکستان نے باقاعدہ علی الاعلان مرزائیوں و قادیانیوں کے کافر و مرتد ہونے کا فیصلہ دیا اور سنایا، اور اس وقت کی اخبارات میں بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ شائع بھی ہوا۔

الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے دس مرتبہ سے زیادہ اس کے ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور قومی اسمبلی کے حوالے سے ہی شائع ہوئے ہیں اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ جب کبھی بھی یہ کاروائی چھپ کر آتی ہے ہاتھوں ہاتھ ختم ہو جاتی ہے۔ اگر یہ مولویوں کی طرف سے گھڑی ہوئی ہوتی تو حکومت پابندی لگاتی اور چھاپنے والوں کو گرفتار کرتی۔ یہ قادیانیوں کی خباثت ہے کہ وہ جس ملک میں رہتے ہیں اس کا فیصلہ نہیں مانتے۔

اسلم قادیانی: دیکھو جی! ہمیں جو کچھ بتلایا گیا ہے اس سے زیادہ ہمیں علم نہیں۔

(گفتگو کا دورانیہ یہاں تک پہنچا ہی تھا کہ اتنے میں رفقاء کتابیں لے آئے اور حضرت نے اسلم قادیانی کو مطلوبہ حوالے دکھائے)

حضرت مولانا: لاؤ بھائی کتاب، بھائی اسلم! یہ ہے وہ کتاب جس کا میں نے آپ کو حوالہ سنایا تھا۔ دیکھ! اس کے ٹائٹل پر لکھا ہوا ہے۔ (جلد نمبر ۱۴، نمبر ۳، ۴) اوپر لکھا ہوا ہے: ”ری ویو آف ریلیجنز یعنی دنیا کے مذاہب پر نظر۔“

”بابت ماہ جمادی الاوّل و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ“ یہ لکھا ہوا ہے۔ (کلمۃ الفصل ص ۹۱ تا ۱۸۴) اس کتاب کے میں نے دو حوالے دیئے تھے۔ وہ دونوں آپ کو دکھاتا ہوں۔

۱...... پہلا حوالہ ص ۱۰۵ کا تھا۔ یہ ہے ص ۱۰۵ اور عبارت یہ ہے اب غور سے سن!

’’اور‘‘ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ‘‘کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچاوے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد (ﷺ) کو اتارا۔‘‘

(اسلم قادیانی نے کہا: استغفر اللہ!) ’’تا اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے ’’اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم‘‘ میں فرمایا تھا۔‘‘

(یہاں پھر اسلم قادیانی نے کہا: استغفر اللہ!) یہ ہے وہ آیت جو تو مجھ سے پوچھتا تھا۔ آگے چلئے!

مرزا غلام احمد کہتا ہے: ’’یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مسیح موعود (مرزا مردود۔ ناقل) نے خود (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۰) میں آیت ’’اٰخرین منھم ‘‘ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ کس طرح ’’منھم ‘‘ کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو۔ اگر رسول کریم ’’اٰخرین ‘‘ میں موجود نہ ہوں۔ جیسا پہلوں میں موجود تھے۔ پس وہ جس نے مسیح موعود اور نبی کریم ﷺ کو دو وجودوں کے رنگ میں لیا۔ اس نے مسیح موعود کی مخالفت کی۔‘‘

دیکھو! مذکورہ عبارت میں مرزا بشیر احمد کہہ رہا ہے کہ محمد عربی ﷺ اور مرزا غلام احمد قادیانی دو وجود نہیں بلکہ ایک وجود ہے۔ جو دو وجود تصور کرتا ہے۔ وہ مسیح موعود (مرزا مردود۔ ناقل) کی مخالفت کرتا ہے۔

حاضرین مجلس و اسلم قادیانی: استغفر اللہ! نعوذ باللہ!

مولانا اللہ وسایا: مخالفت کی وجہ بیان کرتے ہوئے ’’مرزا بشیر احمد‘‘ آگے لکھتا ہے: ’’کیونکہ مسیح موعود کہتا ہے۔ ’’صار وجودی وجودہ ‘‘ اور وہ جس نے مسیح موعود (مرزا مردود۔ ناقل) اور نبی کریم میں تفریق کی۔ اس نے بھی مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف قدم مارا۔ کیونکہ مسیح موعود صاف فرماتا ہے کہ ’’من فرق بینی وبین المصطفٰے فما عرفنی ومارأی ‘‘ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۹) اور وہ جس نے مسیح موعود کی بعثت کو نبی کریم کی بعثت ثانی نہ جانا۔ اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا۔ کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئے گا۔ پس ان سب باتوں کے سمجھ لینے کے بعد اس بات میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ وہ جس نے مسیح موعود کا انکار کیا۔ اس

نے مسیح موعود کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ اس نے اس کا انکار کیا جس کی بعثت ثانی کے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے مسیح موعود (مرزا مردود۔ ناقل) مبعوث کیا گیا اور اس نے اس کا انکار کیا جس نے ''آخرین'' میں آنا تھا۔'' (کلمتہ الفصل ص ۱۰۵)

اس ساری عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ''مرزا بشیر احمد'' کہتا ہے: ''مرزا غلام احمد کا آنا خود محمد عربی ﷺ کا دوبارہ آنا ہے۔ گویا کہ محمد عربی ﷺ اور مرزا قادیانی میں کوئی فرق نہیں۔''

حاضرین و اسلم قادیانی: استغفر اللہ! استغفر اللہ!

مولانا اللہ وسایا: آگے چلئے! دوسرا حوالہ جو میں نے آپ کو اس کتاب کا دیا وہ یہ ہے۔

۲...... ''معترض کا یہ خیال ہے کہ کلمہ میں آنحضرت ﷺ کا اسم مبارک اس غرض سے رکھا گیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں۔ تبھی تو یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی ہے تو اس کا کلمہ بناؤ، نادان اتنا نہیں سوچتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا نام کلمہ میں تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النّبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آ جاتے ہیں۔ ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا مردود۔ ناقل) کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ ﷺ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے۔ مگر مسیح موعود کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی۔ لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ! ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا کلمہ باطل نہیں ہوتا۔ بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔'' (کلمتہ الفصل ص ۱۵۸)

یہ دیکھ بھائی اسلم! مرزا بشیر کہہ رہا ہے اور قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد (العیاذ باللہ) محمد رسول اللہ (ﷺ) کے مفہوم میں شامل ہے اور مسیح موعود (مرزا مردود۔ ناقل) کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی۔ لہٰذا محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ بھی باطل نہ ہوا۔ کیا مطلب؟ کہ جب ہم (قادیانی) کلمہ پڑھتے ہیں تو اس میں مرزا غلام احمد قادیانی بھی آ جاتا ہے؟

حاضرین و اسلم قادیانی: استغفر اللہ! استغفر اللہ!

مولانا اللہ وسایا: اب تو بتا یہ کلمہ مبارک وہاں لکھا ہوا میں رہنے دوں؟

اسلم قادیانی: نہیں۔

مولانا اللہ وسایا: ہمارے نزدیک تو جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی توحید میں ’’وحدہ لا شریک‘‘ ہے۔ اسی طرح حضور خاتم النّبیین ﷺ اپنی ختم نبوت میں ’’وحدہ لا شریک‘‘ ہیں۔

آگے لکھتا ہے: ’’غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس۔ علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیونکہ مسیح موعود (مرزا مردود۔ ناقل) نبی کریم ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: ’’صار وجودی وجودہ‘‘ نیز ’’من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی ومارأی‘‘ اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النّبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت ’’آخرین منھم‘‘ سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ضرورت پیش آتی۔‘‘ (کلمتہ الفصل ص ۱۵۸)

بھائی اسلم: یہ دیکھ! ’’پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔‘‘ اس میں قادیانیت کا کفر ننگا ناچ رہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود محمد رسول اللہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوا؟

حاضرین و اسلم قادیانی: استغفر اللہ! استغفر اللہ!

اسلم قادیانی: یہ کتاب انہوں نے لکھ کر چھپوائی ہے؟ یا آپ نے لکھی ہے؟

حاضرین: استغفر اللہ! استغفر اللہ!

مولانا اللہ وسایا: بھائی اسلم! قادیانیت میرے نزدیک کفر ہے کہ نہیں؟

اسلم قادیانی: جی ہے۔

مولانا اللہ وسایا: اگر میں اپنی طرف سے کفر بنا کر چھاپوں اور اسے پھیلاؤں پھر تو میں

کفر کی تبلیغ کر رہا ہوں ۔ اسلام کی تبلیغ نہیں کر رہا۔ ختم نبوت کی تبلیغ نہیں کر رہا۔ یہ تو ان سے پوچھ! کہ یہ کتاب تمہاری ہے یا نہیں؟ پھر ان سے لکھوا کے لے آ! وہ لکھ دیں اور مہر لگا دیں کہ یہ کتاب ہماری نہیں تو پھر میں مجرم۔ وہ کیسے انکار کر سکتے ہیں؟ مرزا غلام احمد قادیانی کی ہڈیاں بھی قبر سے چیخ کر بولیں گی کہ یہ کتاب ہماری ہے۔ کریں تو سہی انکار۔ میں دیکھتا ہوں کیسے انکار کرتے ہیں؟ ان کا دادا بھی انکار نہیں کر سکتا۔ میں غصے اس لئے ہوا ہوں کہ تو نے کہہ دیا ہے کہ یہ کتاب تم نے چھپوائی ہے؟ خنزیروں کی کتاب میں نے چھاپنی ہے؟ میں نے چھپوا کر کیا کرنی ہے شریفا!

مولانا اللہ وسایا: یہ ایک اور کتاب ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی اس کا نام ہے ''ایک غلطی کا ازالہ'' اس پر لکھا ہوا ہے ''**الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ**'' بعد از ہجرت باردوم تو اب بھی کہہ دے کہ یہ کتاب بھی تو نے چھاپی ہے۔ یہ چھوٹی سی کتاب ہے۔ یہ دیکھو ''مرزا غلام احمد قادیانی'' نے لکھا ہے: ''**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**'' اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ ''**جری اللہ فی حلل الانبیاء**'' یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔ ''**محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم**'' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۴)

یہ چھوٹی سی کتاب ۱۶ صفحات کی جواب (روحانی خزائن ج ۱۸) میں (ص ۲۰۵ تا ۲۱۶) پر موجود ہے۔ جس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے صرف اسی بات کو لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ (ﷺ) اور مجھ میں کوئی فرق نہیں۔ یہ ''کلمۃ الفصل'' کا ایک اور حوالہ ہے۔ دیکھو!

مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے: ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

اس عبارت میں قادیانیوں کے علاوہ پوری دنیا کے انسانوں کو کافر کہا گیا ہے۔ چاہے وہ یہودی ہیں، یا عیسائی، یا مسلمان، یا سکھ، یا ہندو۔ ان کے نزدیک سب کافر ہیں۔ دوسرے نہ بھی ہوں (ان کے نزدیک) ساری دنیا کے مسلمانوں کو تو بہر حال کافر ٹھہرایا جو

مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ اب کچھ بات سمجھ آئی ہے یا نہیں؟

اسلم قادیانی: ٹھیک ہے جی! بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ مسئلہ تو بالکل صحیح ہے۔

متولی مسجد: بس حضرت جی! گفتگو اس بات پر ختم کر دیں! بہت ساری باتیں ہو گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان باتوں کی اہمیت اور قدر و منزلت ہمارے دلوں میں پیدا فرمادیں، اور اللہ تعالیٰ ہی ان تمام باتوں پر بے انتہاء اجر عطاء فرمادیں۔ باتیں آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ سمجھا دی ہیں۔ کوئی ایسی مشکل بات نہیں تھی جو کسی کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔ بس اسی بات پر گفتگو ختم کر دیں۔ زیادہ گفتگو اچھی نہیں ہوتی۔ بات اتنی کرنی چاہئے جو سمجھ میں آ جائے۔ آپ نے بہت قیمتی باتیں بتائی ہیں جو آج تک ہمارے سننے میں بھی نہیں آئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا تشریف لے آنا۔ ہمیں سمجھانا قبول و منظور فرمائے۔ آمین!

مولانا اللہ وسایا: اسلم! اب تو میری گود میں تو کچھ ڈال دے! (یعنی تیرے قبول اسلام کی خیرات مانگ رہا ہوں۔ تھوڑا سا حصہ میری گود میں ڈال دے اور اسلام قبول کر لے) اتنا سفر کر کے تیری خاطر میں آیا ہوں۔ تیرے اخلاق کے لئے یہ بات زیب نہیں دیتی کہ میں خالی جاؤں اور اتنے رفقاء کا ہجوم اور مسلمانوں کا یہ جم غفیر صرف اور صرف تیرے لئے یہاں جمع ہوا ہے۔ یہ کیا کہیں گے؟ اور اس ساری لمبی چوڑی گفتگو کا کیا نتیجہ نکالیں گے؟

اسلم قادیانی: بس جی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مسبّب الاسباب ہیں۔ جیسے اللہ کو منظور۔

مولانا اللہ وسایا: بھائی اسلم! زندگی کا کوئی پتہ نہیں۔ زندگی کا کوئی پتہ نہیں۔ بس بہادروں کی طرح ایک مرتبہ رسہ توڑ دے۔ قادیانیت پر لعنت بھیج اور اسلام قبول کر لے۔

اسلم قادیانی: دیکھو جی! جیسے اللہ کو منظور۔

مولانا اللہ وسایا: دیکھو بھائی! عشاء کا وقت ہو گیا ہے؟

حاضرین: جی! کب کی اذانیں بھی ہو گئی ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: چلئے بھائی!

غلام رسول: جی حضرت!

مولانا اللہ وسایا: اذان کہو بھائی! نماز پڑھیں۔ (اذان ہوئی، نماز باجماعت ادا کی گئی)

اختتام نماز پر ہی مجلس کا اختتام ہوا۔ **فالحمد للہ علیٰ ذالک اولاً و آخراً!**

سعی مشکور

اللہ تعالیٰ کا لاکھوں لاکھ شکر واحسان اور ان کا انعام وخاص فضل کہ اس نے میرے استاذ مکرم حضرت اقدس مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم کے سوز دروں کو مثمر اور بارآور فرمایا اور حضرت کے ضعف ونقاہت کو شرف قبول بخشا اور سچ فرمایا ”اولـٰئک کان سعیھم مشکورا“ ﴿ان کی سعی مقبول ہوئی۔﴾

اگرچہ آیت مبارکہ کا وعدہ آخرت سے تعلق رکھتا ہے مگر کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ترغیباً وتشویقاً یہاں بھی کچھ نمونے رونما فرمادیتے ہیں۔ تاہم حضرت کی دعاؤں کا تسلسل اور میرے رب کا خاص فضل ہوا کہ ”محمد اسلم ولد سردار احمد قوم گجر ساکن ورکشاپ سٹاپ جڑانوالہ روڈ، فیصل آباد“ نے اسلام قبول کرلیا۔

داستان قبول اسلام

ہوا یوں کہ سوالیہ نشست کے بعد واپسی پر حضرت نے مولانا عبدالرشید مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے فرمایا: بھائی! محمد اسلم سے رابطہ ضرور رکھنا۔ مبادا! اسلام قبول کرلے۔ چنانچہ مجلس گفتگو کے بعد اس سے مسلسل رابطہ رکھا گیا۔ بالآخر وہ مبارک دن آ گیا کہ اس نے از خود ”قاری محمد احمد رحیمی صاحب امام مسجد شوکت علی فضلی واقع برلب روڈ جڑانوالہ ورکشاپ سٹاپ“ سے کہا کہ ختم نبوت کے مبلغ کے پاس مجھے لے چلو۔ میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ قاری صاحب موصوف نے ”مولانا عبدالرشید صاحب“ سے فون پر رابطہ کیا کہ ہم آپ کے ہاں آرہے ہیں۔ اور ساری صورت حال بھی بتائی۔ مولانا عبدالرشید نے کہا کہ یہاں آنے کی بجائے ”جامعہ عبیدیہ“ حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے ہاں چلو۔ جو ہماری مجلس فیصل آباد کے امیر بھی ہیں۔ میں بھی وہاں پہنچتا ہوں۔

چنانچہ وہ حضرات بھی اور مولانا عبدالرشید بھی نماز ظہر کے قریب ”جامعہ عبیدیہ“ میں پہنچے۔ نماز ظہر باجماعت ادا کی۔ بعد از نماز ظہر حضرت شاہ صاحب نے مولانا عبدالرشید سے فرمایا کہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر کچھ بیان کردو۔ مولانا موصوف نے پندرہ منٹ بیان کیا جس میں ”ختم نبوت کی اہمیت، حیات مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، ظہور امام مہدی علیہ الرضوان“ پر بہت ہی جامع گفتگو کی۔ اب مرحلہ آیا محمد اسلم ولد سردار احمد کے

مسلمان کرنے اور کلمہ پڑھانے کا تو حضرت شاہ صاحب مدظلہ نے مولانا عبدالرشید سے فرمایا کہ آپ کلمہ پڑھائیں۔ اس لئے کہ محنت آپ حضرات کی ہے۔ لہٰذا آپ ہی کا حق ہے کہ آپ انہیں کلمہ پڑھا کر حلقۂ اسلام میں داخل کرائیں۔ مولانا نے عرض کیا کہ نہیں حضرت آپ ہمارے بڑے ہیں۔ بزرگ ہیں اور سرپرست ہیں۔ خیر و برکت اسی میں ہے کہ آپ ہی کلمہ پڑھائیں۔

چنانچہ اس لے دے کے بعد حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم نے محمد اسلم کو اپنے آگے بٹھایا۔ سب سے پہلے اسے ایمان مفصل باترجمہ: ''**آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت**'' ﴿میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اس کی اچھی اور بری تقدیر پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والی ہے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر۔﴾ اور ایمان مجمل باترجمہ: ''**آمنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ اقرار باللسان وتصدیق بالقلب**'' ﴿میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام کو قبول کیا۔ زبان سے اقرار کر کے اور دل سے تصدیق کر کے﴾ پڑھایا۔ پھر کلمہ طیبہ: ''**لاالہ الا اللہ محمدرسول اللہ**'' ﴿اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔﴾ پڑھا کر اس کا اقرار کرایا کہ: ''میں مرزا غلام احمد قادیانی دجال وکذاب، لعین ومرتد پر لعنت بھیج کر حضور خاتم النّبیین ﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط طور پر ایمان لاتا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور پیغمبر ہیں۔''

چنانچہ محمد اسلم صاحب نے ان کلمات کو دھرا کر کہا: ''میں مرزا غلام احمد قادیانی کو دجال وکذاب اور لعین ومرتد سمجھتا ہوں اور اس سے تائب ہو کر حضور خاتم النّبیین مکی ومدنی ﷺ کی ذات اقدس پر ایمان لاتا ہوں اور انشاء اللہ! بقیہ زندگی بھی اسی عقیدہ پر قائم رہوں گا اور جو عقیدہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علمائے امت و بزرگان دین کا ہے۔ اس کے مطابق زندگی گزاروں گا اور اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر قائم رہوں گا۔ بس اب کیا ہوا کہ ہر طرف سے مبارک ہو، مبارک ہو، کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور بھائی محمد اسلم بن سردار احمد کو مارے خوشی کے ہر ایک گلے لگانے لگا، مسرتوں کی انتہاء نہ رہی اور ہماری مجلس

کے سرگرم عمل ساتھی جناب شیخ محمد سلیمان صاحب نے خوشی میں مٹھائی تقسیم کی اور حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم نے دعا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ حضرۃ الاستاذ، شاہین ختم نبوت، مناظر اسلام، حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم کی سعی بلیغ، خدمات ختم نبوت اور جمیع رفقاء کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول بخشیں، اور حضور ﷺ کی شفاعت کبریٰ نصیب فرمائیں۔آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ محمد خاتم النّبیین

وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

مولانا اللہ وسایا کی ایک قیصرانی سردار سے گفتگو

تمہید

تحصیل تونسہ شریف کی قوم قیصرانی سے تعلق رکھنے والے ایک سردار صاحب جو اپنے علاقہ کے تمن دار اور رئیس ہیں۔ وہ قادیانی ہیں۔ ان سے مختلف علماء کرام کی گفتگوئیں بھی ہوئیں۔ مولانا عبدالعزیز لاشاری اور مولانا امان اللہ (ساکن کوٹ قیصرانی، تونسہ شریف) نے ردقادیانیت پر مشتمل کتب بھی انہیں مطالعہ کے لئے ارسال کیں۔ مولانا امان اللہ وغیرہم نے ان سے ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اس مسلسل ملاقات کا نتیجہ یہ نکلا کہ موصوف ۱۲ر ستمبر بروز سوموار ۲۰۱۱ء بوقت اڑھائی بجے دن، دو ساتھیوں کی معیت میں ''دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان'' تشریف لائے۔ مرکزی دفتر کی لائبریری میں مجلس منعقد ہوئی۔ اس مجلس میں حضرت مولانا اللہ وسایا کے ساتھ مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا محمد اقبال (مبلغ ڈیرہ غازیخان)، مولانا عبدالخالق (مبلغ مظفرگڑھ) بھی شریک محفل ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت مولانا اللہ وسایا نے وضو فرمایا۔ اس دوران وہاں موجود حضرات نے سردار صاحب موصوف کو دفتر مرکزیہ کا بایں صورت تعارف کرایا کہ یہ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تین منزلہ عمارت ہے۔ سردار صاحب پہلے سرنگوں بیٹھے تھے۔ ایک دم سے سر اٹھایا؟ اور تعجب سے دیکھا اور کہا۔ اچھا یہ عمارت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کی ہے؟ رفقاء نے جی ہاں سے جواب دیا۔ اتنے میں حضرت وضو فرما کر تشریف لائے اور استفسار احوال ہوا۔

آغاز گفتگو

مولانا اللہ وسایا: سردار صاحب! بڑی کرم نوازی اور ذرہ نوازی فرمائی۔ اللہ آپ کو عزت دے کہ آج آپ یہاں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا تشریف لے آنا اور آج کا سفر اپنی رضا کے لئے قبول فرمائے۔ آمین!

سردار صاحب نے سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے اپنا قلبی حال تفصیل سے سنایا (جو سب کا سب تو یہاں قلمبند نہیں کیا جاسکتا) البتہ چیدہ چیدہ باتیں اور جستہ جستہ حال معرض تحریر میں لایا جاتا ہے۔

سردار صاحب: میں خاندانی طور پر قادیانی تھا۔ بچپن میں جب کالج میں پڑھتا تھا تو میرے دل میں ایک خواہش تھی کہ جب میں چالیس برس کا ہوں گا تو قادیانیت کا تفصیلی مطالعہ کروں گا اور میرے ایک کالج کے دوست بھی تھے جو مجھے قادیانیت سے نفرت دلاتے تھے۔ کچھ عرصہ قبل مولانا امان اللہ صاحب سے بھی ملاقات کرتا رہا۔ وہ بھی مجھے سمجھاتے رہے۔ آپ حضرات نے جو کتابیں بھجوائی تھیں پہلے والی تو نہ مل سکیں۔ اب والی مل گئی تھیں۔ الحمدللہ! میں نے ان کا بار بار مطالعہ کیا۔ بار بار مطالعہ کرنے سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضور ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ سمجھتا ہوں کہ مرزا قادیانی کو کم از کم نبی نہیں سمجھنا چاہئے۔ کم از کم، حضرت صاحب! یوں تو میرے پاس بکثرت علماء کرام اور دوسرے لوگ آتے رہے اور اب بھی آتے ہیں۔ لیکن مجھے ان کے مقاصد جدا جدا نظر آتے تھے۔ کوئی دنیاوی غرض سے آتا۔ کوئی سیاسی نقطۂ نظر لے کر آتا۔ غرضیکہ سیاسی وسماجی، دکھ وسکھ ہر لحاظ سے ان کی گفتگو میرے ساتھ بہت ہوتی رہی۔ لیکن دل کو تسلی سچی بات ہے نہیں ہوئی۔ انہوں نے مجھے کوئی میسج نہیں دیا۔ کوئی پیغام نہیں دیا۔ یہ ہے اصل مجلس جو آج اس جگہ پر آپ کے ساتھ ہو رہی ہے۔ امید رکھتا ہوں کہ مجھے یہاں سے جو کچھ ملے گا صحیح ملے گا۔ اس لئے کہ یہاں میری اور آپ کی صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے ملاقات ہو رہی ہے۔ بس آپ مجھے تسلی کرا دیں۔

مولانا اللہ وسایا: بہت اچھا سردار صاحب! اللہ آپ کو خوش رکھیں اور اللہ آپ کو عزتوں سے نوازے۔ آپ نے تو میرے لئے بہت آسانی کر دی اور اکثر مسئلہ ہی حل کر دیا۔ اگر آپ حضور ﷺ کی ختم نبوت کے قائل ہیں۔ آپ ﷺ کو خاتم النّبیین تسلیم کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کو دعویٰ نبوت میں جھوٹا سمجھتے ہیں تو میرا اور آپ کا نزاع اور جھگڑا ہی ختم۔ کیونکہ ختم نبوت کا معنی یہ ہے کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئی۔ آگے حضور ﷺ کے بعد نبوت کا

سلسلہ جاری نہیں۔ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو اسے جھوٹا، کذاب ودجال کہا جائے گا۔ اگر نبوت ختم تو جاری کیسے؟ اگر نبوت جاری ہے تو ختم نبوت کا کیا معنی؟ ہمارا قادیانیوں کے ساتھ یہی نزاع اور جھگڑا ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ نبوت آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ختم ہے اور قادیانی کہتے ہیں، نہیں۔ نبوت مرزا غلام احمد قادیانی پر ختم ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر نبوت مرزا قادیانی پر ختم ہے تو آیت: ''**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** (احزاب:۴۰)'' اور دیگران آیات واحادیث کا کیا بنے گا؟ جن میں حضور ﷺ کی ختم نبوت کو بصراحت بیان کیا گیا ہے؟۔

تاہم یہ بہت بڑا دھوکہ اور فریب ہے کہ نبوت کو ختم بھی مانا جائے اور جاری بھی۔ یہی دھوکہ مرزا قادیانی نے دیا اس کی کتابوں میں بیسیوں جگہ ایسی عبارات موجود ہیں۔ کسی جگہ ختم نبوت کا اقرار ہے تو دوسری جگہ نبوت کا اجراء۔ مثلاً یہ دیکھیں! مرزا قادیانی کی کتاب ہے۔ مجموعہ اشتہارات! یہ چناب نگر (ربوہ) کی چھپی ہوئی ۴۴۸ صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔ اس میں لکھتا ہے:

''میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں، جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔'' **امنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت** ...... میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں۔ جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰، ۲۳۱)

یہ مرزا قادیانی کی کتاب ہے جس میں لکھا ہے کہ:

ا...... محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کے بعد کسی دوسرے مدعیٔ نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔
۲...... یہ بھی لکھا کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں کہ جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے۔

لیکن دوسری جگہ اپنی کتاب ملفوظات! (یہ بھی ربوہ کی چھپی ہوئی ۴۵۹ صفحات پر مشتمل کتاب ہے جس) میں لکھتا ہے: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔''

(ملفوظات ج۱۰ص ۱۲۷)

اس پہلی کتاب (مجموعہ اشتہارات جس کا حوالہ میں نے آپ کو ابھی پڑھ کر سنایا) میں لکھا کہ: ''آپ ﷺ کے بعد جو آدمی نبوت کا دعویٰ کرے میں اسے کافر سمجھتا ہوں۔''

اور اس کتاب (ملفوظات) میں لکھا کہ: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔''

اور اسی کتاب (ملفوظات) میں آگے لکھتا ہے: ''ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا...... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہورہی اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہئے۔'' (ملفوظات ج۱۰ص ۱۲۷، ۱۲۸)

پھر اسی کتاب کے ایک اور مقام پر لکھتا ہے: ''دیکھو موجودہ زمانے میں خدا نے اتنی کثرت سے زبردست نشانات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور ایسے ایسے اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ اگر ایک لاکھ نبی بھی ان نشانات سے اپنی نبوت کا ثبوت کرنا چاہے تو کر سکے۔''

(ملفوظات ج۱۰ص ۲۲۸)

اب یہ کتاب (ملفوظات) بھی مرزا قادیانی کی اور پہلی کتاب (مجموعہ اشتہارات) بھی مرزا قادیانی کی، پہلی کتاب میں نبوت کے دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے اور اس دوسری کتاب میں ایک جگہ کہا: ''ہم نبی اور رسول ہیں۔'' اور دوسری جگہ کہا: ''جس مذہب میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔'' اور تیسری جگہ کہا: ''خدا

نے اتنی کثرت سے زبردست نشانات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ اگر ایک لاکھ نبی بھی ان نشانات سے اپنی نبوت کا ثبوت کرنا چاہے تو کر سکے۔‘‘

خان صاحب! کتنا بڑا دھوکہ اور فریب ہے جو نبوت کے نام پر مرزا قادیانی نے دیا ہے اور یہی دھوکہ آج مرزائی دے رہے ہیں۔ آدمی تھوڑا سا خالی الذہن ہو کر سوچے تو بہت جلد بات سمجھ میں آسکتی ہے۔

آگے مولانا اللہ وسایا صاحب نے سردار صاحب موصوف کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

مولانا اللہ وسایا: خان صاحب! میں یہ کام جو کر رہا ہوں کسی لالچ اور دنیوی نفع کے لئے نہیں کر رہا۔ کیا مطلب؟ اگر بالفرض تم مسلمان ہو جاؤ تو اس میں میری کوئی مالی منفعت نہیں اور نہ ہی میری معاش اس سے وابستہ ہے اور اگر تم مسلمان نہ ہوئے تو اس سے میرا مالی نقصان نہیں ہوگا۔ میں یہ کام صرف اور صرف حضور ﷺ کی شفاعت کے حصول کے لئے کر رہا ہوں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ میں اپنی تمام تر گفتگو میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ دھوکہ نہیں دوں گا۔ اگر جھوٹ بولوں گا تو اپنی قبر کالی کروں گا۔ پھر تو میں نے کوئی چیز نہ کمائی۔ خیر! میں آپ کو سمجھا رہا تھا کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار کیسے دھوکہ دیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں نبوت ختم ہے اور کبھی کہتے ہیں نبوت جاری ہے۔ کبھی مدعیٔ نبوت کو کافر کہتے ہیں اور کبھی جھوٹے مدعیٔ نبوت کے نہ ماننے والے کو کافر۔

لیجئے! ایک اور حوالہ بھی دیکھئے۔ یہ دیکھیں! کتاب مجموعہ اشتہارات بھی مرزا قادیانی کی ہے۔ یہ ۶۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کا ایک خط ہے اور یہ خط اس کی زندگی کا آخری خط ہے۔ جو ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء کو ’’اخبار عام‘‘ میں چھپا تھا۔ چنانچہ لکھتا ہے: ’’اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو

دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔ مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۵۹۷)

دیکھیں! اس عبارت میں مرزا قادیانی کا دجل کتنا آشکارا ہو رہا ہے۔ اس طرح کہ بیک وقت ایک ہی عبارت میں کئی متضاد باتیں کہہ دی ہیں۔ مثلاً یہ کہ قرآن شریف کو بھی تسلیم کر رہا ہے اور نبی بھی بن رہا ہے اور ساتھ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ اسلام کا کوئی حکم اس سے متأثر نہیں ہوتا۔ یعنی منسوخ اور ختم نہیں ہوتا۔

خان صاحب! یہ مرزا قادیانی کا آخری خط ہے جو اس نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں لکھا۔ جس میں اس نے قرآن پاک کو ماننے کے ساتھ ساتھ دعویٰ نبوت کا بھی کیا اور آپ جانتے ہیں کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور یہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی۔ جس کے بعد اور کوئی کتاب نہیں۔ حضور ﷺ کو آخری نبی اور قرآن پاک کو آخری کتاب ماننے کے ساتھ ساتھ نبوت کا دعویٰ کرنا یہ سراسر کفر، دجل، دھوکہ اور فریب نہیں تو پھر اور کیا ہے؟ یہ آپ سوچیں۔

آگے چلیں! یہ بھی مرزا قادیانی کی کتاب ہے۔ جس کا نام حقیقت الوحی ہے۔ یہ روحانی خزائن کی جلد نمبر ۲۲ میں ہے اور ۷۳۹ صفحات کی کتاب ہے۔ اس میں لکھتا ہے:

’’غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ اس کثیر نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی

مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۹۱،خزائن ج۲۲ص ۴۰۶، ۴۰۷)

اور چند سطر آگے لکھتا ہے: ’’اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱،خزائن ج۲۲ص ۴۰۷)

خان صاحب! غور فرمائیں۔ حقیقت الوحی کی پہلی عبارت میں مرزا قادیانی کہہ رہا ہے کہ چودہ سو سال میں حضور ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں بنا۔ صرف میں ہی اکیلا نبی بنا اور دوسری عبارت بھی بتلا رہی ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے لئے وحی کا دعویٰ کر کے اپنی نبوت کو ثابت کیا ہے۔

حاصل ان عبارتوں اور قادیانیوں و مرزائیوں کی ان تمام تر باتوں کا یہ ہوا کہ نبوت حضور ﷺ پر ختم نہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی پر ختم ہے۔ جب کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ سلسلۂ نبوت حضور اقدس ﷺ پر ختم ہے اور مرزا قادیانی بوجہ جھوٹے دعویٰ نبوت کے کذاب و دجال ہے۔ معلوم ہوا کہ ہمارا اور قادیانیوں کا اختلاف اختتام نبوت اور اجراء نبوت پر نہیں۔ بلکہ فقط ختم نبوت پر ہے۔ اس طرح کہ ہمارے نزدیک حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی آخری نبی ہے اور مرزا قادیانی کے بعد مرزائی آگے نبوت جاری نہیں مانتے بلکہ خلافت مانتے ہیں۔

خان صاحب! اتنی طویل گفتگو آپ کی تشفی اور تسلی کے لئے کر رہا ہوں۔ لیجئے! اور حوالہ ملاحظہ ہو۔ یہ مرزا قادیانی کی ایک اور کتاب ہے جس کا نام ہے کشتی نوح۔ اس کا دوسرا نام دعوت الایمان اور تیسرا نام تقویۃ الایمان ہے۔ یہ روحانی خزائن کی جلد نمبر۱۹ میں ہے۔ اس جلد کے کل صفحات ۴۸۰ ہیں۔ یہ دیکھو کشتی نوح کا ص ۵۶ اور ص ۶۳ ہے۔ اس میں لکھتا ہے: ’’میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔‘‘ (کشتی نوح ص۵۶،خزائن ج۱۹ص ۶۱)

اس میں بھی مرزا قادیانی نے صراحۃً یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ ایک

ایک جملہ ببانگ دہل یہ کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے۔

یہ دیکھیں! مرزا قادیانی کی اور کتاب ہے جس کا نام دافع البلاء ہے۔ یہ روحانی خزائن کی جلد نمبر ۱۸ میں ہے۔ اس جلد کے کل صفحات ۶۲۰ ہیں۔ دافع البلاء کا ص ۱۱ بھی ہے اور ص ۱۵ بھی۔ اس میں لکھا ہے: ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

خان صاحب! میں کلمۂ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' (ﷺ) پڑھ کر کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے اس عبارت کہ ''خدا نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' میں بالکل اسی طرح رسالت کا دعویٰ کیا ہے جس طرح کہ رحمت دوعالم ﷺ نے اپنی ذات اقدس کے لئے رسالت کا دعویٰ کیا۔ نیز یہ دیکھیں اور عبارت ہے: ''خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔''

(دافع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

کیا اب بھی کوئی شک ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں کیا؟ یہ دیکھیں خان صاحب! یہ ایک اور کتاب ہے جس کا نام ''تذکرہ'' ہے۔ یہ آٹھ سو اٹھارہ (۸۱۸) صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کے الہامات، کشوف، اس کی وحی اور رؤیا کو تاریخ وائز درج اور جمع کیا گیا ہے۔ حقیقت میں اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟ یہ ایک دلچسپ موضوع ہے اور عجیب وغریب بحث ہے۔ اب وقت نہیں۔ بہر حال ملاحظہ فرمائیں۔ ایک جگہ پر لکھا ہے: ''کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ: ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو۔ لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب

میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔'' (تذکرہ مجموعہ الہامات ص۷۵،۷۶)

خان صاحب! ہم قادیانیوں کے سامنے قرآن مجید اور یہ کتاب (تذکرہ) رکھ کر ان سے پوچھتے ہیں کہ قرآن مجید میں دکھاؤ؟ کہاں اور کس جگہ پر ''قادیان'' کا لفظ لکھا ہوا ہے؟ تو قادیانی کہتے ہیں۔ یہ تو ایک کشف تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ کے بندو! نبی کا تو خواب بھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ وحی الٰہی ہوتا ہے۔ یہ تو ایک کشف تھا اور کشف خواب سے درجہ اور مرتبہ میں کہیں اعلیٰ ہوتا ہے۔ اس پر میں آپ کو قرآن پاک سے مثال دے کر سمجھاتا ہوں کہ نبی کا خواب کیسے وحی الٰہی ہوتا ہے؟ دیکھئے: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہا ہوں۔ جب بیدار ہوئے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنا مبارک خواب بیان فرمایا۔'' **انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذاتری** ''(میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں۔ پھر دیکھ تو تیرا کیا خیال ہے؟) تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ تو محض ایک خواب ہے۔ چھوڑو! بلکہ قرآن نے بتایا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یوں عرض کیا: ''**یٰابت افعل ماتؤمر**'' (اے میرے ابا جان جو آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ کر گزریں)''

(سورۃ الصافات: پ۲۳، آیت۱۰۲)

دیکھئے! یہ ایک نبی کا خواب ہے جو قرآن پاک میں موجود ہے۔ ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں۔ اگر کشف مرزا قادیانی کا ہے اور سچا ہے تو قرآن پاک میں ''قادیان'' کا لفظ دکھاؤ؟ اگر قرآن پاک میں ''قادیان'' کا لفظ نہیں تو پھر کشف جھوٹا ہے۔

خیر! آگے چلتے ہیں۔ یہ دیکھیں! مرزا قادیانی کی ایک اور کتاب ہے جس کا نام ''ایک غلطی کا ازالہ'' ہے اور یہ ''روحانی خزائن'' کی جلد نمبر۱۸ میں ہے۔ یہ رسالہ مرزا قادیانی نے اس وقت لکھا تھا۔ جس وقت مرزا قادیانی کے ایک مرید سے کسی نے اعتراض کیا کہ تم نے جس شخص سے بیعت کر رکھی ہے۔ وہ تو نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ رکھتا

ہے؟ تو اس مرید نے اس آدمی کے اعتراض کا جواب محض انکار کے ساتھ دیا۔ مرزا قادیانی کو جب پتہ چلا تو اس کے جواب میں یہ کتابچہ ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ کے نام سے لکھا۔ ملاحظہ ہو۔ رسالہ کے شروع میں ص۲ پر لکھا: ’’چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور ’’براہین احمدیہ‘‘ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۲، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶)

اسی رسالہ میں آگے لکھا: ’’ایک یہ وحی اللہ ہے: ’’**ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**‘‘ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔‘‘ (حوالہ بالا)

اور آگے سورۂ فتح کی آیت کے تحت لکھا: ’’یہ وحی اللہ ہے: ’’**محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم** ‘‘اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

یہ تینوں عبارتیں بتلا رہی ہیں اور مرزا قادیانی مذکورہ تینوں عبارتوں میں صرف نبوت ہی نہیں بلکہ تاکید در تاکید کے ساتھ رسالت کا دعویٰ بھی کر رہا ہے اور صرف نبوت ورسالت ہی نہیں بھی بلکہ ختم نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اس طرح کہ ’’میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔‘‘ اب کون سا مسلمان ہے؟ جو یہ نہیں جانتا کہ قرآن پاک کی آیت میں ’’**محمد رسول اللہ** ‘‘ سے مراد رحمت دوعالم ﷺ ہیں یا مرزا قادیانی؟ جاہل سے جاہل بھی یہی بتلائے گا کہ اس سے مراد حضور اقدس ﷺ ہیں۔

اب مرزا قادیانی سے سوال ہوا کہ جی کس طرح تیرا نام محمد رکھا گیا ور رسول بھی؟

تو مرزا قادیانی نے کہا! ظلی طور پر اور بروزی طور پر۔ پھر سوال ہوا کہ ظل اور بروز کیا ہوتا ہے؟ تو مرزا قادیانی نے کہا۔ کیونکہ میں محمد رسول اللہ ہوں (العیاذ باللہ) اس واسطے اگر میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو یہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ محمد کی چیز محمد کو مل گئی۔ وہ بھی محمد میں بھی محمد۔ ان کے پاس بھی نبوت، میرے پاس بھی نبوت۔ کیونکہ حضور (ﷺ) کے بعد کوئی اور نہیں آیا۔ محمد ہی آیا ہے نا؟ اب ان دعاوی کے بعد مرزا قادیانی کہتا ہے: ''غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کی رو سے اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۰۸)

خان صاحب! جیسے کوئی شخص فنا فی اللہ ہو جائے تو وہ خدا نہیں بن جاتا۔ ایسے ہی کوئی شخص فنافی الرسول ہو جائے تو وہ رسول بھی نہیں بن جاتا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کس نے حضور ﷺ کی خدمت واطاعت کی ہے؟ کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی یہ نہیں کہا کہ میں حضور ﷺ کی اطاعت کر کے محمد رسول اللہ بن گیا ہوں۔ جب کہ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت یہ کہتی ہے کہ مرزا قادیانی فنافی الرسول ہونے کے تحت نبی بن گیا ہے۔ ایک اور عبارت دیکھیں: ''گو ظلی طور پر پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا۔ پھر بھی سیدنا محمد خاتم النّبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمد ثانی (یعنی مرزا قادیانی) اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔ مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا...... اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۰۹)

آگے لکھتا ہے: ''اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰)

مطلب یہ ہے کہ میری وحی بھی قرآن پاک کی طرح تمام خطاؤں سے پاک اور میری وحی بھی قرآن پاک ہی کی طرح ہے۔ اس لئے میں بھی محمد رسول اللہ ہوں اور میری وحی بھی قرآن ہی ہے۔

پھر آگے لکھتا ہے: ''اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

نیز لکھا: ''میں بموجب آیت: ''وآخرین منھم لما یلحقوا بھم'' بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

خان صاحب توجہ فرمائیں! مرزا قادیانی کی اس عبارت کا مطلب تو یہ ہوا کہ براہین احمدیہ بھی قرآن پاک کی طرح اللہ کی کتاب ہے۔ ہم جب گفتگو کرتے ہیں یا تحریر کرتے ہیں اور استدلال کا یا حوالہ دینے کا وقت آتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں فرماتے ہیں۔ ہم یوں نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف میں یوں فرمایا ہے یا یوں فرماتا ہے۔ ہم کبھی ایسے نہیں کہتے۔ لیکن مرزا قادیانی کا فریب دیکھو۔ وہ کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''براہین احمدیہ'' میں میرا نام محمد رکھا اور احمد رکھا ہے۔ ہم مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں سے کہتے ہیں کہ اگر مان لیا جائے کہ ''براہین احمدیہ'' اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے تو اس میں یہ مسئلہ بھی تو تو نے لکھا ہے کہ: ''اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

پھر کیسے کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (العیاذ باللہ) فوت ہو گئے ہیں۔ خیر! آگے دیکھیں مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''اور مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں (ﷺ) پس اس طور سے خاتم النّبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

(حضرت نے خان صاحب کو مخاطب اور متوجہ کر کے فرمایا) خان صاحب! اس عبارت میں مرزا قادیانی نے ظل کا تصور پیش کیا ہے۔ ظل عربی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں

ظل سایہ کو کہتے ہیں۔ مثلاً آپ شیشے کے سامنے کھڑے ہوں تو شیشے میں آپ کی تصویر نظر آئے گی۔ یہ تصویر آپ کا ظل ہے اور تم اصل ہو یہ مثال آپ نے سمجھ لی؟

خان صاحب: جی ہاں! سمجھ لی۔ اگر شیشے کے سامنے سیف ہو تو تصویر سیف کی آئے گی ہوائی جہاز کی نہیں آئے گی۔

خان صاحب: جی! بالکل سیف اور تتلی کی آئے گی۔

مولانا اللہ وسایا: اب آپ سمجھیں! مرزا قادیانی کہتا ہے: ''میں ظلی طور پر نبی ہوں۔'' اس کا کیا معنی؟ (العیاذ باللہ! ثم العیاذ باللہ! نقل کفر کفر نباشد) اس کا معنی اور مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو آئینے اور شیشے کے سامنے کھڑا کرو۔ اس میں جو تصویر نظر آئے وہ مرزا قادیانی ہے۔ (العیاذ باللہ)

خان صاحب! شیشے کے سامنے آپ کھڑے ہوں تو اس میں آپ کی تصویر آئے گی۔ میری تصویر نہیں آئے گی۔ وہ تصویر آپ کی ہوگی میری نہیں ہوگی۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں حضور (ﷺ) کا ظل ہوں۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی محمد رسول اللہ ہے۔

سردار صاحب: (نے جواب دیتے ہوئے کہا) یہ تو غیر فطری عمل ہے۔

مولانا اللہ وسایا: یہ قادیانی لوگوں کو بے وقوف بنانے کی خاطر یوں ہانک دیتے ہیں کہ جی وہ ظلی اور بروزی طور پر نبی تھا۔ (مزید سمجھانے کے لئے مولانا نے فرمایا) خان صاحب! ہماری قادیانیوں سے جب گفتگو یا مناظرہ ہوتا ہے تو اس میں الٹی سیدھی باتیں بھی ہو جایا کرتی ہیں۔ مثلاً میرا ایک جگہ ایک قادیانی سے مناظرہ ہوا۔ مناظرہ میں میں نے اس قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ (معاذ اللہ) تو فوراً اس قادیانی نے مجھے پنجابی شعر کا ایک مصرع ایک ٹکڑا سنایا۔

میں رانجھا رانجھا کردی رانجھا ہوگئی

آپ جانتے ہیں خان صاحب! شاعر کی شعر و شاعری سے عقائد ثابت نہیں ہوا کرتے۔

خان صاحب: بالکل آپ سچ فرمار ہے ہیں۔
مولانا اللہ وسایا: شعروشاعری کا عقائد سے کیا تعلق؟ کیونکہ وہ دنیا اور ہے اور یہ دنیا اور۔
خان صاحب: جی بالکل۔
مولانا اللہ وسایا: خان صاحب! اگر کوئی آدمی ہزار سال تک بھی دن رات ایک کر کے اللہ اللہ کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا رہے تو وہ آدمی خدا نہیں بن جاتا۔
خان صاحب: جی بالکل ایسے ہے۔
مولانا اللہ وسایا: اور اسی طرح چھوٹا بچہ ابا، ابا کرتا رہے تو وہ کبھی باپ نہیں بن جاتا۔ بلکہ بیٹا ہی رہتا ہے اور اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دن میں دس مرتبہ حضور ﷺ کی زیارت کرتے تھے۔ انہوں نے تو کبھی یہ نہیں فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ حالانکہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی حضور ﷺ پر ایمان لائے۔ لیکن کبھی بھی محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی کسی اور صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ دعویٰ کیا۔

اچھا خیر! تو وہ قادیانی کہنے لگا نہیں جی۔

میں رانجھا رانجھا کردی رانجھا ہوگئی

میں نے جان کر اس موضوع کو تھوڑی دیر کے لئے مصلحتاً ملتوی کر دیا اور باتیں ہوتی رہیں۔ لیکن میرے ساتھ کی سنگت پریشان ہوئی کہ چاہئے تھا مولوی صاحب (مولانا اللہ وسایا صاحب) یا تو اس موضوع کو نہ چھیڑتے۔ اگر بالفرض چھیڑا بھی ہے تو اسے کسی کنارے لگاتے۔ آخر چلتے چلتے میں نے پھر وہی موضوع شروع کر دیا۔ اس قادیانی کا نام تھا مجیب الرحمٰن غالباً اور یہ راولپنڈی کا رہنے والا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تیرے والد کا کیا نام ہے؟ وہ قادیانی کہنے لگا کیوں جی؟ میرے والد کا نام پوچھ کر آپ کیا کریں گے؟ میں (مولانا اللہ وسایا) نے کہا اگر ہے تو بتا دیں! اگر نہیں تو مجھ سے پوچھ۔ میں تجھے اپنے والد صاحب کا نام بتاتا ہوں۔ تو اس قادیانی نے کہا جی میرے والد صاحب کا نام ہے گل، میں نے کہا کوئی حرج نہیں۔ اب میں نے نہ تو اس سے کوئی سوال کیا نہ کوئی جواب دیا۔ جب بات آئی گئی ہوگئی تو میں نے جیب سے تسبیح نکالی اور پڑھنی شروع کی۔ (ایک ایک دانہ گراتا اور

کہتا) گل، گل، گل، اب وہ سوچنے لگا کہ پتہ نہیں مولوی صاحب کو کیا ہو گیا ہے؟ کہیں پاگل تو نہیں ہو گئے اور میرے ساتھی بھی پریشان کہ پتہ نہیں ہمارے مولوی صاحب کو کیا ہو گیا ہے؟۔ جب تسبیح پوری ہوئی سو (۱۰۰) کا عدد مکمل ہوا تو میں نے تسبیح نیچے رکھی اور کہا۔

میں گل گل کر کے گل ہو گیا

آج کے بعد میں تیرا باپ اور تو میرا بیٹا اور بیٹے باپ کے ساتھ مناظرہ نہیں کرتے۔ بلکہ حلالی اولاد ماں باپ کی اطاعت کیا کرتی ہے۔مناظرے نہیں۔

قادیانی: مولوی صاحب! اخلاق بھی کوئی چیز ہوا کرتی ہے۔

مولانا اللہ وسایا: تو کہتا ہے کہ مرزا قادیانی حضور ﷺ کی اتباع کر کے محمد رسول اللہ بن گیا۔ میں تیرے والد کی اتباع کر کے تیرا والد نہیں بن سکتا؟ بندۂ خدا ساری کائنات کے سارے رشتے حضور ﷺ کے نعلین مبارک پر قربان۔ اگر تو اپنے والد کے لئے یہ فارمولا قبول نہیں کرتا۔ تو پوری امت حضور ﷺ کے لئے یہ (مرزائیوں والا) فارمولا کس طرح قبول کرے؟

مولانا اللہ وسایا: (نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا) خان صاحب! آپ کو میں اب ایک اور حوالہ دکھانے لگا ہوں۔ جسے دیکھ کر آپ حیران ہوں گے۔حوالہ سے قبل سنیں۔ کسی نے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد سے سوال کیا کہ جب تم نبی الگ مانتے ہو تو کلمہ بھی الگ بناؤ؟۔ جب تم نے اپنا نیا رسول مان لیا ہے تو کلمہ الگ کیوں نہیں بناتے؟۔ مسلمانوں والا کلمہ کیوں استعمال کرتے ہو؟۔ تو مرزا بشیر احمد نے جواب دیا کہ ہمیں الگ طور پر کلمہ بنانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے سے کلمہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی الگ نبی نہیں بلکہ خود محمد رسول اللہ ہے اور اس سے کلمہ طیبہ باطل نہیں ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ اس کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو جاتی ہے اور اس سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے۔ اس کے جواب کا اب براہ راست حوالہ دیکھیں۔ یہ دیکھیں کتاب جس کا نام ''کلمۃ الفصل'' ہے۔ اس کے اوپر لکھا ہوا ہے۔ ''ری ویو آف ریلیجنز'' یعنی دنیا کے مذہب پر نظر جلد نمبر ۱۴ بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء، مطابق جمادی الاوّل و جمادی

الثانی ۱۳۳۳ھ، اس کے ص ۹۱ سے لے کر ص ۱۸۴ تک کل ۹۳ صفحات ہیں اور اس کے اندر لکھا ہوا ہے۔ ''کلمتہ الفصل در بارہ مسئلہ کفر واسلام'' (رقمزدہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، بی، اے) اس میں وہ اعتراض اور جواب ہے جس کا خلاصہ میں نے ابھی آپ کو سنایا۔ دیکھئے: ''اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کے بعد مرزا صاحب بھی ایسے نبی ہیں کہ ان کا ماننا ضروری ہے تو پھر مرزا صاحب کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ...... نادان اتنا نہیں سوچتا کہ محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النّبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آ جاتے ہیں۔ ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء شامل تھے۔ مگر مسیح موعود (مرزا مردود۔ ناقل!) کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی۔ لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا کلمہ باطل نہیں ہوتا۔ بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس۔''

یہ عبارت کا ایک حصہ ہے۔ اب دوسرا حصہ ملاحظہ فرمائیں! اور یہ دوسرا جواب بھی ہے: ''علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں: ''صار وجودی وجودہ'' (کہ میرا وجود اس کا وجود ہے) نیز ''من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی ومارایٰ'' اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النّبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت: ''آخرین منھم'' سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود (مرزا مردود۔ ناقل!) خود محمد رسول اللہ

ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

اس وقت خان صاحب! ساری امت جو ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کر رہی ہے کہ ہمارا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بلاوجہ نہیں۔ خان صاحب! بھٹو صاحب مسلمان ضرور تھا لیکن کوئی مذہبی آدمی نہیں تھا۔ میری مراد مذہبی آدمی سے یہ ہے کہ وہ مولوی نہیں تھا۔

سردار صاحب: جی بالکل! وہ تو ایک سیاسی آدمی تھا۔ آزاد آدمی تھا۔

مولانا اللہ وسایا: بھٹو صاحب مذہبی آدمی تو نہیں تھا۔ لیکن جب اس کے سامنے یہ چیز لائی گئی یعنی مرزا قادیانی کی اس طرح کی عبارتیں جو میں آپ کو دکھا رہا ہوں تو اس نے بھی کہہ دیا۔ اب بس! اس پر کبھی صلح نہیں ہوسکتی۔ کچھ ہو جائے اس پر اب صلح نہیں ہوسکتی۔

سردار صاحب: بالکل ایسے۔

مولانا اللہ وسایا: اب میں آپ کو اسی کتاب کا ایک اور حوالہ دکھاتا ہوں۔ یہ اس کتاب کا ص ۱۰۴ ہے۔ اس پر یہ عبارت ہے: ''اور جو آپ کی اتباع میں اس قدر آگے نکل گیا ہو کہ بس آپ کی ایک زندہ تصویر بن جاوے۔ تو بلاریب ایسے شخص کا دنیا میں آنا خود نبی کریم کا دنیا میں آنا ہے اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی۔ حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ: ''**صار وجودی وجودہ**'' (دیکھو خطبہ الہامیہ) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن کیا جاوے گا۔ جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ تا اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور ''**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**'' کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد (ﷺ) کو اتارا۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۰۴، ۱۰۵)

ان دعاوی کے بعد خان صاحب! بالکل سمجھ میں نہیں آتا۔ بالکل سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے؟۔ اب یہ دیکھیں! اسی کتاب کا ص ۱۱۳ ہے۔ اس میں مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی کی ظلی اور بروزی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں۔ دیکھئے: ’’وہ ناداں جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے۔ وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے۔ کیونکہ اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے...... مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۳)

پھر جو آدمی مرزا قادیانی کو نہ مانے اس کے بارے میں مرزا بشیر احمد کا فتویٰ سنئے۔ چنانچہ اسی کتاب کے ص ۱۱۰ پر لکھتا ہے: ’’ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے۔ مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے۔ پر مسیح موعود (مرزا مردود۔ ناقل!) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لئے ’’اولئک هم الکافرون حقا‘‘ فرمایا ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

خان صاحب! اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری دنیا کے مسلمان جو مرزا قادیانی کو نہیں مانتے وہ نہ صرف کافر بلکہ پکے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

آگے چلیں! مرزا قادیانی نے جب ظلی اور بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو لوگوں نے اس کی نبوت پر اعتراض کیا کہ آج تک تو کوئی ظلی اور بروزی نبی دنیا میں نہیں آیا؟۔ تو اس کا جواب اسی کتاب کے ص ۱۱۷ پر مرزا بشیر الدین نے یہ دیا: ’’اب جس طرح رسول کا لفظ حقیقی اور مستقل نبیوں پر بولا جائے گا۔ اسی طرح ظلی اور بروزی نبی پر بھی بولا جائے گا۔ ورنہ اگر ظلی اور بروزی نبی کو صرف نبی کے نام سے پکارنا جائز نہیں تو کیوں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود

(مرزا قادیانی) کو بارہا نبی اور رسول کے الفاظ سے یاد کیا۔ خدا نے تو اپنے کلام میں کبھی بھی ظلی یا بروزی کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ صرف نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کرتا رہا۔ پس اگر مسیح موعود کو صرف نبی کے نام سے پکارنا جائز نہیں تو نعوذ باللہ سب سے پہلے ناجائز حرکت کرنے والا خود خدا ہے۔ مگر دراصل یہ سارا نفس کا دھوکہ ہے۔ کیونکہ جس طرح حقیقی اور مستقل نبوتیں نبوت کی اقسام ہیں۔ اسی طرح ظلی اور بروزی نبوت بھی نبوت کی ایک قسم ہے۔ اگر ہم حقیقی یا مستقل نبیوں کو ہمیشہ صرف نبی کے نام سے پکارتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ظلی نبی کو نبی کے نام سے نہ پکار سکیں۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۷)

سردار صاحب: مولانا صاحب! ان حوالہ جات کو دیکھنے اور سننے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مرزا قادیانی کو اور جو ڈگری دو، کم از کم! کم از کم دے سکتے ہو۔ لیکن نبوت کی ڈگری اسے دی جائے اور کہا جائے کہ وہ نبی تھا۔ عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی۔ لیکن ایک بات مجھے سمجھاؤ کہ پھر ''خاتم النّبیین''میں ''خاتم'' کا معنی اور مطلب کیا ہوگا؟۔ جبکہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں اور قرب قیامت میں تشریف لائیں گے۔ اس سے ذرا پریشانی ہے کہ جب آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے آئیں گے؟ اور ان کا زندہ ہونا کیسے ہے؟۔

مولانا اللہ وسایا: بہت اچھا خان صاحب! اللہ آپ کو عزت دے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ختم نبوت کو ایک تو قرآن پاک نے بیان کیا اور خود حضور ﷺ نے بھی احادیث مبارکہ میں بیان فرمائی اور دوسری بات یہ ہے کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ رحمت عالم ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپ کے بعد جو آدمی دعویٰ نبوت کا کرے وہ کافر ہے۔ ہمارے ایک امام گزرے ہیں۔ جن کا نام امام ابوحنیفہ (نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔ انہوں نے لکھا ہے: ''**ان دعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع**'' (کہ بے شک ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاتفاق کفر ہے) رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا اور ان کا آسمان سے نازل ہونا ختم نبوت کے منافی ہے۔ یہ چیز ختم نبوت کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ سے پہلے نبی بن چکے ہیں۔ حضور ﷺ

کے بعد نبی نہیں بنے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا اور آسمان سے ان کا نازل ہونا ختم نبوت کے منافی تب ہوتا جب وہ حضور ﷺ کے بعد نبی بنتے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیں کہ جو تعداد حضرات انبیاء علیہم السلام کی اللہ تعالیٰ کے علم میں مقدر تھی۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک پوری ہو چکی۔ اب رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی مقررہ تعداد پوری ہو چکی ہے۔ خان صاحب! اسے مثال سے یوں سمجھیں کہ ایک اسکول یا کالج کا پرنسپل اور یا مدرسہ کا کوئی مہتمم یہ اعلان کر دے اور چھاپ بھی دے کہ اس سال ہم نے اپنے اسکول یا کالج یا مدرسہ میں ایک سو طلبہ کا داخلہ کرنا ہے اور اعلان کے مطابق تعداد پوری ہو جائے۔ تو ظاہر بات ہے کہ اس تعداد میں آخری طالب علم اسے تصور کیا جائے گا۔ جو سب سے آخر میں داخل ہوا ہے۔ اب ان میں سے کوئی وقتی یا عارضی طور پر کہیں چلا جائے اور جس کام کے لئے گیا تھا وہ پورا کر کے واپس آئے۔ تو پرنسپل صاحب یا مہتمم صاحب اسے کلاس میں بٹھا دے تو اس کا بیٹھنا اور پڑھنا اس اعلان داخلہ کے منافی نہیں۔ بلکہ عین مطابق ہے۔ اب کوئی نیا داخلہ لینے کے لئے آتا ہے تو پرنسپل یا مہتمم صاحب اسے داخلہ نہیں دیتے اور یہ کہہ کر کہ ہماری تعداد اعلان داخلہ کے مطابق پوری ہو چکی ہے۔ اب کسی نئے طالب علم کو داخلہ نہیں ملے گا۔ اسے جواب دیتے ہیں اور واپس کر دیتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ فلاں طالب علم کو تو بٹھا لیا گیا ہے۔ مجھے داخلہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ تو پرنسپل صاحب اور مہتمم صاحب یہی جواب دیں گے کہ اس کا داخلہ تو پہلے سے ہوا ہوا ہے۔ نئے سرے سے اب داخل نہیں ہوا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نبی پہلے سے بن چکے ہیں۔ وہ تشریف لائیں گے تو نئے نبی بن کر تشریف نہیں لائیں گے۔ بلکہ وہ سلسلۂ نبوت میں پہلے داخل ہو چکے ہیں۔ اسے مزید یوں سمجھیں کہ آپ تو ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بات کرتے ہیں۔ ہمارا کیا بلکہ پوری امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے اور قرآن وحدیث میں یہ موجود ہے کہ قیامت کے دن رحمت عالم ﷺ کی موجودگی میں تمام انبیاء علیہم السلام تشریف فرما ہوں گے۔ اس وقت بھی آپ ﷺ خاتم النّبیین ہوں گے۔ ہوں گے یا نہیں ہوں گے؟

سردار صاحب: بالکل ہوں گے۔

مولانا اللہ وسایا: اس کے علاوہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ شب معراج حضرات انبیاء علیہم السلام سب کے سب مسجد اقصیٰ میں جمع تھے اور سب سے آپ ﷺ کی ملاقات کرائی گئی۔ تب بھی آپ ﷺ خاتم النّبیین تھے۔ جب تمام انبیاء علیہم السلام کا موجود ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں۔ تو ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا ختم نبوت کے کس طرح منافی ہوسکتا ہے؟ اور اس حقیقت کا کیسے انکار کیا جائے؟۔ جس پر قرآن پاک کے علاوہ بیسیوں احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ جن میں حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی بشارتیں دی ہیں اور بڑی وضاحت کے ساتھ اور تاکید کے ساتھ ان کا آنا بتلایا ہے۔ مثلاً بخاری شریف میں ہے: ”**عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلاً، فيكسر الصليب، ويقتل الخنزير، ويضع الحرب، ويفيض المال حتیٰ لا يقبله احد، حتیٰ تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها، ثم يقول ابوهريرة رضی اللہ عنہ واقرؤا ان شئتم وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً** (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰)“ ﴿حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یقیناً وہ زمانہ قریب ہے جب تم میں ابن مریم علیہما السلام حاکم عادل ہونے کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جنگ کا خاتمہ کریں گے۔ مال ودولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا اور لوگوں کی نظر میں ایک سجدہ کی قدر وقیمت دنیا ومافیہا سے زیادہ ہوگی۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اگر تم چاہو تو بطور تائید قرآن پاک کی یہ آیت پڑھ لو۔ ”وان من اهل الكتاب...... الخ!“ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر قیامت کے دن گواہ ہوں گے۔﴾

خان صاحب! غور کریں! حضور ﷺ نے اپنے اس ارشاد مبارک میں قسم اٹھا کر فرمایا کہ ضرور بالضرور نازل ہوں گے عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام)

خان صاحب! ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ نے جو فرمایا وہ حق اور سچ ہے۔ زمین وآسمان تو ریزہ ریزہ ہوسکتے ہیں۔ مگر حضور ﷺ کا فرمایا ہوا جھوٹا نہیں ہوسکتا اور دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''**کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم**'' ﴿کہ اس وقت تمہاری خوشی کا کیا عالم ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔﴾

اس حدیث پاک میں بھی آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ غلام احمد قادیانی کا نام نہیں لیا، اور فرمایا ابن مریم علیہما السلام نازل ہوگا۔ یہ نہیں فرمایا کہ ابن چراغ بی بی نازل ہوگا، اور فرمایا تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ معلوم ہوا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام اور شخصیت ہیں اور امام مہدی علیہ الرضوان اور شخصیت۔ دو ایک نہیں ہوسکتے اور ایک دو نہیں ہوسکتا۔ جب کہ مرزا قادیانی یہ کہتا ہے کہ عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) بھی میں ہوں اور مہدی (علیہ الرضوان) بھی میں۔

اور مرزا قادیانی نے بھی پہلے اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' (جو روحانی خزائن کی پہلی جلد میں ہے اور یہ پہلی جلد ۶۷۳ صفحات پر مشتمل ہے) کے ص ۴۹۹ اور روحانی خزائن کے ص ۵۹۳ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کا اقرار لکھا ہے۔ یہ دیکھیں! قرآن پاک کی آیت نقل کر کے لکھتا ہے: ''**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح علیہ السلام کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔'' (براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو بھی مرزا قادیانی نے لکھا اور ساتھ ہی اپنے آپ کو عاجز کہہ کر انکار بھی تدریجاً کر رہا ہے اور دوسری جگہ پر صاف انکار لکھا ہے۔ چنانچہ دیکھیں! یہ مرزا قادیانی کی کتاب ہے۔ جس کا نام ہے ''مسیح ہندوستان میں'' یہ

’’روحانی خزائن‘‘ کی جلد نمبر ۱۵ میں ہے۔ یہ جلد ۶۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ اس کتاب کا ’’دیباچہ‘‘ ہے۔ اس کے ص۱۴ پر لکھا ہے: ’’حضرت مسیح علیہ السلام ...... ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر کشمیر میں فوت ہو گئے اور سری نگر محلہ خانیار میں ان کی قبر ہے۔‘‘

(مسیح ہندوستان میں ص۱۴، خزائن ج۱۵ ص۱۴)

خان صاحب! یہ دونوں کتابیں مرزا قادیانی کی ہیں۔ پہلی کتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ جس کے بارے میں ایک جگہ لکھتا ہے کہ حضور ﷺ کی تصدیق سے اس کا نام ’’قطبی‘‘ رکھا ہے۔ دیکھئے: ’’جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۲۴۹، خزائن ج۱ ص۲۷۵)

دوسری جگہ لکھتا ہے کہ یہ کتاب قرآن پاک کی تفسیر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: ’’پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی۔ جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے۔ جس کو علی رضی اللہ عنہ نے تالیف کیا ہے اور اب علی رضی اللہ عنہ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ ص۵۰۴، خزائن ج۱ ص۵۹۹)

اس کتاب میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی حیات اور ان کے نزول کا اقرار کیا۔ جب کہ دوسری کتاب ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ لکھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ خان صاحب! غور کریں۔ حضور ﷺ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ غلام احمد بن چراغ بی بی پیدا ہوگا۔ بالکل اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کہتا ہے۔

ابن مریم مر گیا حق کی قسم

(ازالہ اوہام ص۷۶۴، خزائن ج۳ ص۵۱۴)

خان صاحب! یہ تو نہیں ہو سکتا کہ بلایا کسی کو جائے اور چلا جاؤں میں۔ مثلاً بلایا جائے ’’عبدالعزیز‘‘ کو اور آ جائے ’’امان اللہ‘‘ اور ’’امان اللہ‘‘ کہے کہ میں ’’عبدالعزیز‘‘ ہوں۔ تو ’’امان اللہ‘‘ عبدالعزیز کیسے ہو سکتا ہے؟

سردار صاحب: بالکل نہیں ہوسکتا۔ یہ تو عقل کے بھی خلاف ہے۔

مولانا اللہ وسایا: خان صاحب! مزے کی بات آپ کو سناؤں۔ مرزا قادیانی سے جب پوچھا گیا کہ تو مسیح عیسیٰ بن مریم کیسے بنا؟ تو مرزا قادیانی نے کہا: ''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔'' (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

کہ پہلے میں ''مریم بنا'' پھر مجھے حمل ہوا اور دس مہینے تک مجھے حمل رہا۔ پھر مریم سے عیسیٰ بنا۔ جب پوچھا گیا کہ مرزا قادیانی حاملہ کس طرح ہوا تو اس کا جواب مرزا قادیانی کے ایک مرید قاضی یار محمد نے اپنی کتاب ''اسلامی قربانی'' میں یوں دیا کہ: ''جیسا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔'' (اسلامی قربانی ص ۱۲، مؤلفہ قاضی یار محمد)

اب اس عبارت کو غور سے دیکھیں اور اندازہ لگائیں کہ کس طرح مرزا قادیانی اور اس کا مرید ایک سانس میں متضاد باتیں کہہ جاتے ہیں۔ دیکھیں مثلاً ایک طرف مرزا قادیانی کے مرید نے مرزا قادیانی کو مسیح موعود بھی لکھا ہے اور دوسری طرف مرزا قادیانی کو عورت بھی کہا ہے اور مرزا قادیانی کے مرید نے مرزا قادیانی کے حوالے سے لکھا ہے اور پھر اپنے آپ کو عیسیٰ بھی کہتا ہے۔ جب کہ اس نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے کا اقرار ''براہین احمدیہ'' میں لکھا ہے کہ: ''جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔''

(حوالہ اوپر گذر چکا ہے)

اور ادھر مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو غیر مسلم بھی کہتا ہے۔ یہ دیکھیں اس کی کتاب ہے جس کا نام ''تذکرہ'' ہے۔ اس میں لکھتا ہے: ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔'' (تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۷)

مرزا قادیانی کی اس عبارت کا اعتبار کیا جائے پھر تو دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں

رہتا۔ کیونکہ دنیا کا کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں جو مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہو تو مرزا قادیانی کے نزدیک مسلمان سب کے سب کافر ہوئے اور پھر مرزائیوں کے دو گروہ ہیں۔

ا...... قادیانی مرزائی۔

۲...... لاہوری مرزائی۔

قادیانی مرزائی، لاہوری مرزائیوں کو کافر کہتے ہیں اور لاہوری مرزائی، قادیانی مرزائیوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں ایک بھی مسلمان نہ رہا۔ جب دنیا کے سارے مسلمان کافر ہو گئے اور ایک بھی مسلمان نہ رہا تو پھر پوری دنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟

سردار صاحب: مولانا صاحب! لوگ میرے پاس ہر طرح کے آتے ہیں اور ہر رنگ میں آتے ہیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ، کوئی سیاسی رنگ میں غرضیکہ اپنے اپنے مفادات لے کر آتے ہیں۔ مگر میں اس چیز کی نفی کرتا ہوں۔ ہمارے خاندان میں دو تین ٹاپک ایسے ہیں جن کا سیاست کے ساتھ تعلق ہے۔ اس لحاظ سے ہر قسم کا آدمی ہمارے پاس آتا ہے۔ اصل چیز یہ ہے جو آپ فرما رہے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: (نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا) خان صاحب سنیں!

ا...... میری درخواست یہ ہے کہ ایمان اور اسلام بندے اور اس کے رب کے درمیان کا ایک معاملہ ہے۔ ممکن ہے کہ میں اپنی گفتگو کے دوران آپ کو دھوکہ دے دوں اور آپ دوران گفتگو مجھے دھوکہ دے لیں۔ لیکن بندہ اپنے رب کو تو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ (ایک بات)

۲...... دوسری بات یہ ہے کہ ایمان اور اسلام کی گارنٹی مولوی کے پاس یا اس کے ہاتھ میں نہیں ہے کہ مولوی صاحب سرٹیفکیٹ جاری کر دیں گے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ ورنہ نہیں۔ ایک آدمی غلط بیانی کر کے، جھوٹ بول کر مولوی صاحب سے سرٹیفکیٹ لے لے اور وہ عنداللہ مؤمن نہ ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی ہے تو مؤمن۔ لیکن اس کے ایمان کا کسی کو بھی پتہ نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کیا ایسا ہے بھی سہی؟ تو یاد رکھیں! صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کی ایک طویل روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ سب اوّلین وآخرین میدان حشر میں جمع ہوں گے۔ لوگوں میں سخت اضطراب کی کیفیت ہوگی۔ پھر سبھی

لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیں۔ تاکہ اس حالت سے ہماری رہائی ہو جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ میں اس مرتبہ کا نہیں ہوں۔ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ خلیل اللہ ہیں۔ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور شفاعت کا سوال ان کے آگے رکھیں گے۔ وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ کلیم اللہ ہیں۔ (غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر رحمت دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے) سب سے آخر میں جب حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچیں گے اور آپ سے شفاعت کا سوال کریں گے تو آپ ﷺ فرمائیں گے۔ ہاں میں اس لائق ہوں۔ پھر آپ ﷺ سربسجود ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی خاص حمد وثناء کریں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اپنا سر سجدے سے اٹھاؤ۔ جو سفارش کرو قبول ہوگی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں عرض کروں گا۔ میری امت! میری امت! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ جاؤ! جس کے دل میں جو کے دانہ کے برابر بھی نور ایمان ہو۔ اس کو نکال لو! تو میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ غرضیکہ بار بار حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش فرمائیں گے۔ آخر میں خود اللہ تعالیٰ اپنے چلو مبارک سے اہل ایمان کو جہنم سے نکال کر جنت میں بھیجیں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جن کا ایمان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوگا اور کسی کو معلوم نہیں ہوگا۔ نہ انبیاء علیہم السلام کو، نہ صلحاء کو، نہ علماء کو، نہ شہداء کو، نہ قراء کو، نہ حفاظ کو، کسی کو بھی معلوم نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے چلو سے اس وقت نکالیں گے۔ جب سب سفارش کر چکے ہوں گے۔"

ایک عجیب قول

ہمارے ایک بزرگ تھے جن کا نام سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ ہے۔ وہ جب یہ حدیث بیان فرماتے تو گریہ ان پر طاری ہو جاتا تھا اور فرماتے سب سے زیادہ خوش قسمت وہ ہے جو اللہ کے چلو میں آ جائے اور سب سے محروم القسمت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے چلو مبارک سے رہ جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کچھ بھی کہے، کہتی رہے۔ دنیا تو خدا تعالیٰ پر بھی تبصرہ کرتی ہے۔ اس لئے دنیا کی طرف دھیان نہیں دینا چاہیئے۔

سردار صاحب: جی بالکل! بے شک آپ نے صحیح فرمایا ہے۔ مولانا صاحب! ہمارا جو خاندان ہے ایک فیملی ہے۔ یہ سرداری نظام کے ماتحت ہے اور سیاست کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یہ بہت بڑی بدقسمتی اور بدبختی کی بات ہے۔ میں اللہ کو حاضر وناظر جان کر کہتا ہوں کہ اگر بالفرض ہمارا خاندان مرزائیت میں نہ ہوتا۔ بلکہ مسلمان ہوتا تو وہ سیاست کی سوچ بھی نہ رکھتے۔ ایک پرسنٹ بھی اور نہ ہی انہیں سیاست کی کبھی ہوا لگتی۔ کیونکہ مرزائیت کی بنیاد ہی سیاست ہے۔ میر بادشاہ میرے رشتہ داروں میں سے ہے۔ ایک مرتبہ وہ میرے بارے میں کہنے لگے کہ اگر یہ مسلمان ہونا چاہتا ہے تو بخوشی ہو جائے۔ مگر جس طرح مسلمان ہونے کے لئے لازمی ہے کہ وہ مرزا قادیانی پر لعنت بھیجے۔ تو ایسے یہ والدین پر بھی لعنت بھیجے۔ مولانا صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قرآن وحدیث کا مسئلہ نہیں کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔

مولانا اللہ وسایا: میں تھوڑی دیر کے لئے آپ کی بات کاٹنا چاہتا ہوں۔ (معذرت کے ساتھ) (خان صاحب: کوئی بات نہیں) (۱) ایمان اور اسلام آپ کے اور آپ کے رب کے درمیان ایک معاملہ ہے۔

سردار صاحب: بالکل ٹھیک ہے۔

مولانا اللہ وسایا: (۲) دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کیا کہتی ہے؟۔ کچھ سے کچھ کہے۔ آپ کا اور آپ کے رب کا معاملہ صحیح ہونا چاہئے۔ دنیا کو آپ کہیں کہ میں اسلام قبول کر رہا ہوں۔ قادیانیت کو چھوڑ رہا ہوں۔ لیکن آپ کا اندر ہی اندر یہ ارادہ اور نیت ہو کہ میں نے سیاست کرنی ہے۔ تو یہ بھی آپ کا اور آپ کے رب کا معاملہ ہے۔

سردار صاحب: جی بالکل!

مولانا اللہ سایا: دنیا کچھ کہے۔ لیکن آپ اس کے بالمقابل یہ کہیں کہ جب ہمارا معاملہ ان (قادیانیوں) سے جدا ہے۔ ساری زندگی مسلمان ان سے جدا، مسلمانوں کا کھانا پینا ان سے علیحدہ، اٹھنا بیٹھنا جدا، شادی، غمی ان سے جدا، مرنا جینا ان سے جدا، قبرستان ان سے جدا، جب ہر ہر چیز مسلمانوں کی ان سے علیحدہ اور جدا ہے تو دنیا جو مرضی کہتی رہے دس مرتبہ کہے۔ اگر آپ کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ ٹھیک ہے۔ آپ کا ضمیر اور دل مطمئن ہے۔ پھر آپ کو کسی کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ آپ علی الاعلان کہیں کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔

اب میرے تمام معاملات مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے۔ پھر دنیا کی کوئی پرواہ نہ ہو۔ مرزائی کچھ سے کچھ کہیں۔ بھلا یہ کیوں نہ کہیں کہ اس نے صرف سیاست کی خاطر اسلام قبول کیا ہے۔ کہتے رہیں۔ آپ مطمئن رہیں۔ جب آپ نے اسلام قبول کر لیا اور اعلان کر دیا کہ مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ آج کے بعد میرے تمام معاملات مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے۔ مرزائیوں کے ساتھ نہیں ہوں گے تو پھر ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم آپ کا احترام کریں۔ ہم آپ کو اپنے سے اچھا سمجھیں۔

سردار صاحب: جی بالکل آپ نے صحیح فرمایا۔

مولانا اللہ وسایا: خان صاحب! ہم جیسے مولویوں کے لئے بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اللہ جانتا ہے رزق سامنے ہے۔ حضور ﷺ کی شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ اگر ایک آدمی پہلے سے مسلمان نہیں تھا۔ اب اس نے اسلام قبول کیا ہے۔ تو اسلام قبول کرنے کے بعد وہ ایسے ہے جیسے آج اپنی ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک وصاف پیدا ہوا ہو۔

خان صاحب! دنیا مانتی ہے کہ ابوجہل کافر تھا، مسلمان نہیں تھا اور تھا حضور ﷺ کا قریبی۔ لیکن اس کا بیٹا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا صحابی رضی اللہ عنہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی سعادت بخشی اور یہ بھی دنیا کو معلوم ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ نصیحت فرما رکھی تھی کہ جس وقت حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ مجلس میں بیٹھے ہوں تو ابوجہل کی غیبت نہ کرنا۔ کیونکہ اس سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا دل دکھے گا۔ انہیں ایذاء پہنچے گی۔ اس لئے خان صاحب! ہمارا آپ سے یہ مطالبہ نہیں کہ آپ اپنے والدین پر لعنت بھیجیں۔

سردار صاحب: جی بالکل! وہ تو ان کا اپنا معاملہ ہے اور یہ مسئلہ جدا ہے۔

مولانا اللہ وسایا: ذرا قطع کلامی معاف! ایک طرف ہے والدین پر لعنت بھیجنے کا مطالبہ اور یہ آپ جیسے آبرودار آدمی کے لئے تو بہت ہی مشکل ہے اور ایک طرف ہے حضور ﷺ کی محبت کا تقاضا۔ حضور ﷺ کی ذات اقدس پر تو ساری دنیا اور دنیا کے سارے ماں باپ بھی قربان۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس اور محبت کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں اور ایک طرف ہے قادیان کا دہقان۔ وہ یہ کہے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ (خان صاحب اور حاضرین: استغفر اللہ!، استغفر اللہ!)

خان صاحب! تم جیسے بہادر آدمی کے لئے تو بڑی دلیری اور جرأت کے ساتھ اعلان کردینا چاہئے کہ میں حضور ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہوں اور مرزا قادیانی نے چونکہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کفر ہے۔ اس لئے میں مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ نہ میرا اس سے کوئی تعلق اور نہ اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق اور آج کے بعد نہ میرا مرزائیوں کے ساتھ کوئی تعلق ہے اور نہ ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاندانی وجاہت بخشی ہے۔ اس سے آپ فائدہ اٹھائیں۔ لہٰذا اس وقت میری آپ سے صرف ایک ہی درخواست ہے۔ وہ یہ کہ آپ سیاسی مفادات کی خاطر اسلام قبول نہ کریں۔ کسی کے کہنے کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اپنے دل ودماغ کو حاضر کر کے اچھی طرح سوچ وبچار کر کے ایسا بہادرانہ اور جرأتمندانہ فیصلہ کرو کہ مثال قائم ہو جائے کہ کسی جوان آدمی نے یہ فیصلہ کیا ہے اور کیا تھا اور امید ہے کہ آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ سارے خاندان کو ہدایت عطاء فرمائیں گے اور آنے والی نسل بھی انشاء اللہ راہ راست پر رہے گی۔ اس کا سارا ثواب انشاء اللہ جناب کو ملے گا۔ اس کے بارے میں آپ سے جتنا ہو سکے۔ سوچ سمجھ کر جلدی اور صحیح فیصلہ کریں۔

سردار صاحب: مولانا صاحب! میں تو اس وقت یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی میری فیملی ہے۔ میرا خاندان ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دے دے تو میں کتنے آدمی لے کر آؤں گا؟ انشاء اللہ! سارا خاندان مسلمان کراؤں گا۔ اللہ جانتا ہے۔ کیا میرا دل یہ گوارا کر سکتا ہے کہ میرے دوست، میرے عزیز، میرے بہن بھائی، میرا کنبہ قبیلہ، میرا خاندان اور میرے رشتے داروں میں سے کوئی جہنم میں چلا جائے؟ مجھے یہ گوارا نہیں کہ میں تو مسلمان ہو جاؤں اور میرا خاندان جہنم میں جائے۔ اس واسطے میں ان کے لئے بھی کوشش کروں گا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔

دوسری میری درخواست یہ ہے کہ اللہ گواہ ہے کہ جیسے میرا معاملہ ہے کہ میرے پاس یوں تو ہر قسم کے لوگ، ہر طبقے کے لوگ، سیاسی سماجی لائن کے آتے ہیں۔ اسی طرح میرے باقی رشتے داروں کا معاملہ ہے کہ ان کے پاس بھی کوئی ایسا آدمی نہیں آیا۔ جس نے ختم نبوت کا پیغام دیا ہو اور آ کر یہ کہا ہو کہ آؤ مل بیٹھتے ہیں اور مذاکرات کرتے ہیں۔ تمہیں سمجھاتے ہیں۔ آپ کے جو اشکلات ہیں وہ دور کرتے ہیں۔ جہاں تک میری معلومات ہیں

کوئی ایسا آدمی نہیں آیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم فرمایا کہ میرے یہ دوست تشریف لائے اور یہ کہا کہ اس لعنت (مرزائیت) کو چھوڑ دو اور مسلمان ہو جاؤ۔ اسی طرح میری گھر والی گورچانی سرداروں کی بیٹی ہے۔ اس کا بھی میرے ساتھ یہی جھگڑا چلتا رہتا ہے کہ تو مسلمان ہو جا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جیسے مجھے والدین کی طرف سے کوٹھیاں، بنگلے، ڈیرے اور زمین وغیرہ وراثت میں ملی ہیں۔ اسی طرح یہ مرزائیت بھی مجھے خاندانی طور پر وراثت میں ملی ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صراط مستقیم دکھا دے۔ راہ راست پر لے آئے اور میں مسلمان ہو جاؤں۔

مولانا اللہ وسایا: ہمارے ایک بزرگ تھے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، ایک مرتبہ وہ سبق پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ تو ایک شاگرد نے سوال کیا؟ کہ میری ایک آدمی کے ساتھ قرابت داری ہے۔ لیکن وہ قادیانی ہے۔ اس کا والد فوت ہو گیا ہے۔ وہ بھی قادیانی تھا تو کیا میں اس کے پاس تعزیت کے سلسلہ میں جا سکتا ہوں؟ اور اس سے تعزیت کر سکتا ہوں؟ حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھائی! تو تو جائے تعزیت کے لئے اور لوگوں سے کہتے رہو قادیانیت سے بچو! یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ آپ کی تبلیغ کچھ ہو اور عمل کچھ۔ تو آپ کی تبلیغ کا کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔ اس نے پھر سوال کیا اور پوچھا کہ کسی کو پتہ نہیں چلنے دوں گا۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ یہ تو غلط بات ہے۔ پھر پوچھا کہ چلو یہ ارشاد فرمائیں کہ از روئے شریعت کیا حکم ہے؟ کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟ تو حضرتؒ نے فرمایا۔ اگر یہ پوچھتے ہو کہ شریعت کیا کہتی ہے تو پھر سنو! شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اس کے پاس جائیں۔ لیکن جا کر آپ اس کے لئے بخشش کی دعا نہ کریں۔ البتہ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ دیکھ! تیرا والد فوت ہو گیا ہے۔ یقیناً اس کا تجھے صدمہ ہے۔ لیکن تجھے ایک صدمہ ہے۔ مجھے دو صدمے ہیں۔ ایک تو یہ کہ میرے دوست کا والد ہے۔ دوسرا یہ کہ حالت کفر میں مرا ہے۔ کاش! وہ حالت اسلام میں فوت ہوتا تو ہمیں بہت خوشی ہوتی۔ بس یہ کہہ کر آپ واپس ہو جائیں نہ کچھ کھائیں نہ پئیں۔ صرف اتنی گنجائش ہے اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں۔

خان صاحب! پبلک کو خوشی اس وقت ہوگی کہ آپ بھرے مجمع میں آئیں۔ اجتماع رکھیں۔ اس میں علی الاعلان منبر پر کھڑے ہو کر کہیں کہ میں مسلمان ہوں۔ حضور ﷺ کی ختم

نبوت کا اقرار کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت پر ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں۔ تب ہے مزہ! باقی رہے آپ کے سیاست میں مخالف؟ وہ کچھ کہیں۔ اسے سیاسی رنگ دیں۔ آپ ان کی طرف توجہ نہ دیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں اور اس کا شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو اس کام کی توفیق بخشی اور یہ کہ آپ کا یہ فیصلہ دنیا کے لئے ہے یا آخرت کے لئے؟۔ اللہ اسے بہتر جانتے ہیں۔ آپ کا یہ اسلام قبول کرنا صرف اور صرف اس کی رضا کے لئے ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق بخشیں۔ بھائی عزیز! ملک محمد جعفر خان اور غلام جیلانی برق والی کتابیں لے آؤ۔ (چنانچہ کتابیں لے آئے یہ دونوں کتابیں مجلس کی مطبوعہ کتب میں سے احتساب قادیانیت کی جلد نمبر بتیس (۳۲) میں ہیں)

مولانا اللہ وسایا: فرمایا: یہ دو کتابیں ہیں۔ (۱) ''حرف محرمانہ'' یہ ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب ہے۔ انہوں نے یہ کتاب قادیانیت کے رد میں لکھی ہے۔ خود اگرچہ ''انکار حدیث'' کی طرف مائل تھے۔ مگر قادیانیت پر خوب گرفت کی ہے۔ جو حق کا متلاشی ہو وہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرے۔ (۲) یہ دوسری کتاب ہے۔ اس کا نام ''احمدیہ تحریک'' ہے۔ اس کے مصنف ملک محمد جعفر خان ہیں۔ یہ شخص پہلے قادیانی تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق بخشی اور مسلمان ہوا۔ باقی اس کی پوری فیملی قادیانی تھی۔ انہیں قادیانیت سمجھانے کے لئے یہ کتاب لکھی۔ اس میں ایک خط بھی ہے۔ جس میں اپنے عزیزوں کو بالخصوص نوجوانوں کو قادیانیت ترک کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مذہب اسلام جب کامل اور مکمل مذہب ہے پھر کون سی کمی رہ گئی تھی جس کی تلافی کے لئے مرزا قادیانی آیا اور آکر اس نے وہ کمی پوری کر دی ہو؟۔ اگر بالفرض یہ نہ آتا تو امت کو کون سا نقصان پہنچتا؟ یا جب نہیں آیا تھا تو امت نے کون سی کمی محسوس کی؟۔ اس نکتۂ نظر سے اس نے یہ کتاب لکھی ہے۔ یہ دونوں کتابیں آپ کے لئے ہدیہ ہیں۔ قادیانیت کو سمجھنے کے لئے یہ دونوں اہم ہیں۔ جناب ان کا مطالعہ فرمائیں اور کچھ فائدہ نہ دیں گی تو انشاءاللہ! اتمام حجت کا ضرور کام دیں گی۔

خان صاحب! اگر قادیانی دوست اتنا بھی سوچ لیں۔ بحث ومباحثے اور مناظرے وغیرہ سے ہٹ کر تھوڑا اپنے دل ودماغ سے سوچ لیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے کے بعد ہمیں کیا ملا ہے؟ وہ کون سی کمی تھی جو مرزا قادیانی کے آنے کے بعد پوری ہوئی؟ تو مسلمان ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ!

سردار صاحب: بالکل جی بالکل! کچھ نہیں ملا۔

مولانا اللہ وسایا: (۲)اگر قادیانی حضرات اتنا بھی سوچ لیں کہ مناظرے ہوں یا مباحثے، پنچائیت ہو یا عدالت۔ غرضیکہ کسی بھی جگہ یا کسی مقام پر جب کبھی بھی اور جہاں کہیں بھی مسلمانوں کے ساتھ قادیانیوں کا مناظرہ ہوا ہو یا بات چیت۔ ہر جگہ پر حتیٰ کہ پاکستان سے لے کر مکہ مکرمہ کی رابطۂ عالم اسلامی تک کوئی عدالت ایسی نہیں جس نے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ نہ دیا ہو۔ سب عدالتوں نے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ قادیانیوں کے حق میں نہیں۔ وہ عدالت چاہے مسلمانوں کی ہے یا غیر مسلموں کی۔

خان صاحب! مجھے یاد ہے میں ''جوہانسبرگ'' کی اس عدالت میں موجود تھا۔ جہاں قادیانیوں کے خلاف عدالت میں ایک کیس چلا۔ ہوا یوں کہ ایک قادیانی نے جا کر عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ اگر میں کل کو مر جاؤں تو مجھے مسلمانوں سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ مجھے اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیں گے اور اپنی مسجد میں مجھے نماز پڑھنے کے لئے نہیں آنے دیں گے اور میں مسلمان ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو مانتا ہوں۔ مگر ہوں مسلمان۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ مجھے مسلمان تصور گردانتے ہوئے اپنی مساجد میں آنے دیں۔ اگر میں مرجاؤں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ عجیب بات یہ کہ اس قادیانی نے اپنا وکیل ایک یہودی کو مقرر کیا ہوا تھا۔ جبکہ مسلمانوں نے اپنا وکیل ایک عیسائی مقرر کیا۔ کیس چلا۔ جج ایک عیسائی عورت تھی۔ کیس اس عیسائی عورت (جو جج مقررہ تھی) کے ہاں پہنچا۔ اس نے کیس کی سماعت کی۔ سماعت کے بعد اس نے کہا کہ جو مسلم اتھارٹیز ہیں یہ تو ان کا کام ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں۔ یہ کہہ کر اس نے کیس خارج کر دیا۔ چنانچہ دونوں فریق اپیل کے لئے چلے گئے۔ اپیل کے بعد جج نے بلایا اور کہا ادھر آؤ؟۔ بحث ومباحثہ ہوئی۔ بحث میں ہمارے وکیل نے مرزا قادیانی کا یہ حوالہ پیش کیا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ: ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

جج صاحب نے حوالہ پڑھ کر کتاب بند کر کے رکھ دی اور ہمارے (مسلمانوں

کے)وکیل سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم نے یہ حوالہ اس لئے پیش کیا ہے کہ میں ایک عیسائی مذہب کا آدمی ہوں اور یہ حوالہ دکھا کر میرے جذبات برانگیختہ کرنا چاہتے ہو۔ ہمارا وکیل بہت بڑا ذہین تھا۔اس نے کہا: جج صاحب بات یوں نہیں۔ بات یہ ہے کہ اصول یہ رہا ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کا سچا نبی آیا۔آتے ہی اس نے سابقہ نبی کی تائید اور حمایت کی۔ سابقہ نبی کی کسی بھی نبی نے مخالفت نہیں کی۔ میں نے یہ حوالہ اس غرض سے پیش نہیں کیا۔ جو آپ سمجھ رہے ہیں۔ بلکہ میں نے تو یہ حوالہ اس لئے پیش کیا ہے کہ اگر بالفرض مرزا غلام احمد قادیانی بھی واقعتاً اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانیوں اور دادیوں کے متعلق ایسی گھناؤنی بات کبھی نہ لکھتا۔ بلکہ ان کی تائید اور حمایت کرتا۔تو مرزا غلام احمد قادیانی کا اللہ کے ایک سچے نبی کے متعلق ایسی زبان استعمال کرنا۔ یہ دلیل ہے۔اس بات کی کہ مرزا قادیانی سچا نبی نہیں تھا۔ یہ سن کر جج نے کہا ہاں! واقعی میں بھی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔مہینہ بھر یہ کیس چلتا رہا۔ بالآخر اس نے یہ فیصلہ دیا کہ میں مقامی عدالت کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ ہم یہ فیصلہ دیں۔کون مسلمان ہے اور کون کافر؟ لیکن دوسری بات سے میں اتفاق نہیں کرتا کہ ساری دنیا کی مسلم اتھارٹیز کہیں، قومی اسمبلی کہے، مسلم ممالک کہیں، سینٹ کہے، مسلم عدالتیں کہیں، رابطۂ عالم اسلامی کہے، تمام علماء کہیں، دارالافتاء کا فتویٰ کہے کہ قادیانی گروپ ہماری سوسائٹی کا حصہ نہیں اور ہماری عدالت بزور کہے کہ نہیں جی یہ تمہارا حصہ ہے۔عدالت کو یہ حق حاصل نہیں۔ لہٰذا جو فیصلہ مسلمانوں اور مسلم عدالتوں کا ہے۔ وہی فیصلہ اس عدالت کا ہے کہ نہ تو تم مسلمانوں کی مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہو اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں تم دفن ہوسکتے ہو۔خان صاحب! پوری دنیا کی کسی ایک بھی عدالت کا فیصلہ ان کے حق میں نہیں اور نہ کسی اسمبلی کا فیصلہ ان کے حق میں ہے۔ ان تمام تر فیصلہ جات کے بعد کم از کم قادیانیوں کا پڑھا لکھا طبقہ کل بروز قیامت یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں معلوم نہیں تھا۔ بالکل یہ نہیں کہہ سکتا۔ اس لئے کہ ان پر ہر لحاظ سے اتمام حجت ہو چکا ہے کہ شریفو! آخر تم میں عقل تو موجود تھی پھر کیا وجہ؟ کہ ساری دنیا ایک طرف تھی اور تم تنہا مرزا قادیانی کے پیچھے لگ کر ایک طرف تھے؟

سردار صاحب: بس مولانا صاحب! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے خاندان کو ہدایت بخشے۔

مولانا اللہ وسایا: میں آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کی دعا کا محتاج ہے۔ بہر حال آپ میرے لئے دعا کریں۔ میں آپ کے لئے دعا گو رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ہی عزتوں سے نوازے۔

سردار صاحب: میں جو کچھ سمجھتا ہوں یا اب جو کچھ سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ: ’’**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**‘‘ میں سرور کائنات ﷺ کو خاتم النّبیین سمجھتا ہوں اور رسول کریم ﷺ کے بعد جو کوئی بھی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے۔ خواہ وہ مرزا قادیانی ہو یا کوئی اور؟ میں اس پر ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں۔ یہ میرا عقیدہ اور میرا ایمان ہے۔ انشاءاللہ! اب پوری دنیا سنے گی۔

مولانا اللہ وسایا: بس خان صاحب! جہاں جہاں تم یہ اعلان کرتے جاؤ گے خود بخود پبلک تمہاری طرف مشہور محاورہ: ’’آوازۂ خلق نقارۂ خدا‘‘ کے تحت مائل ہوتی جائے گی۔ بس ایک مرتبہ ہمت کریں اور جرأتمندانہ اور بہادرانہ فیصلہ کریں۔

سردار صاحب: آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ بس آپ میرے لئے دعا فرمائیں۔

مولانا اللہ وسایا: خان صاحب! بہت بڑی زیادتی ہے۔ بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں نے تو جان بوجھ کر بہت ساری چیزیں آپ کی خدمت میں پیش نہیں کیں۔ مثلاً یہ کہ مرزا قادیانی نے جب ’’نصرت جہاں بیگم‘‘ سے شادی کی، رات گزاری، صبح اٹھا تو کہنے لگا مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے: ’’**اذکر نعمتی رأیت خدیجتی**‘‘ (کہ تو میرا شکرادا کر کہ تو نے خدیجہ کو پالیا) (اربعین نمبر۲ص ۳۶،۴۳، خزائن ج ۱۷ص ۳۸۵)

کیا مطلب کہ یہ ’’نصرت جہاں‘‘ تیرے گھر نہیں آئی یہ خدیجہ ہے۔ کتنی بڑی زیادتی ہے۔

حاضرین: استغفراللہ! استغفراللہ!

پھر حاشیہ میں لکھتا ہے: ’’مسیح موعود کو خاندان سادات سے تعلق دامادی ہوگا۔ کیونکہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ ’’**یولد لہ**‘‘ کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہو، اعلیٰ اور طیب خاندان سے چاہئے اور وہ خاندان سادات ہے اور فقرہ ’’**خدیجتی**‘‘ سے مراد اولاد خدیجہ یعنی بنی فاطمہ ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۲ص ۳۶،۴۳، خزائن ج ۱۷ص ۳۸۵)

اور مثلاً یہ کہا کہ:

۱...... ’’حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا۔‘‘

۲...... ’’حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۹، خزائن ج۱۸ ص۲۱۳)

جب مرزا قادیانی سے پوچھا گیا کہ تو نے یہ کیوں کہا تو اس نے کہا کہ میں بیٹا ہوں اس لئے کہا۔ خان صاحب! کیا کوئی مسلمان اپنی ماں کے متعلق ایسی گفتگو کر سکتا ہے؟ یا کسی سے سن سکتا ہے؟ چہ جائیکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہو؟ گفتگو کرنا تو دور کی بات۔ سننا بھی گوارا نہیں کرتا۔ کس قدر زیادتی کی بات ہے کہ ایک قادیان کا دھقان حضرت فاطمہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کے متعلق ایسی گستاخی اور بکواس کر رہا ہے۔

اسی طرح مرزا قادیانی کا ایک مرید جس کا نام محمد حسین ہے۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق معاذ اللہ! یہ لکھتا ہے کہ: ’’ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کیا تھے۔ وہ تو مرزا قادیانی کے جوتوں کے تسمے کھولنے کے برابر بھی نہ تھے۔‘‘

(قادیانی ماہنامہ ’’المہدیٰ‘‘ بابت ماہ جنوری، فروری 1915ء، ص۵۷)

اور ایک جگہ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق کہتا ہے۔

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(کہ میری ہر آن کربلا میں سیر ہوتی ہے اور میرے گریبان میں سو حسین ہیں)

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

اس شعر کی مزید تشریح مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود یوں لکھتا ہے: ’’حضرت مسیح موعود (مرزا مردود۔ ناقل!) نے فرمایا کہ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ اس کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میں سو حسین کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں

کہ اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے۔ جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے۔ جب کہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ؟'' (خطبۂ محمود مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۹۲۶ء)

مرزا محمود یہ کہہ رہا ہے کہ اس شعر کا ایک معنی تو پبلک سمجھتی اور کرتی ہے۔ مگر میرے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے کہ: ''سو حسین کی قربانی کے برابر میری (مرزا قادیانی کی) ہر گھڑی کی قربانی ہے۔'' کیا مطلب؟ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مقام میرے (مرزا قادیانی کے) مقام سے بہت کم ہے۔ استغفراللہ! استغفراللہ!

آگے مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

آدم نیز احمد مختار
دربرم جامہ ہمہ ابرار

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

(میں آدم ہوں نیز احمد مختار ہوں۔ میں تمام نیکوں کے لباس میں ہوں)

آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آں جام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

(خدا نے جو پیالے ہر نبی کو دیئے ہیں ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دے دیا ہے)

آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

(جو کچھ میں خدا کی وحی سے سنتا ہوں۔ خدا کی قسم اسے خطا سے پاک سمجھتا ہوں)

ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں ایمانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

(میرا ایمان ہے کہ میری وحی قرآن کی طرح تمام غلطیوں سے مبرا ہے)

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

(اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں۔ میں معرفت میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں)

آں یقینے کہ بود عیسیٰ را
برکلامے کہ شد بر والقاء

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

(وہ یقین جو حضرت عیسیٰ کو اس کلام پر تھا۔ جو ان پر نازل ہوا)

وآں یقین کلیم برتورات
وآن یقین ہائے سید السادات

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

(وہ یقین جو حضرت موسیٰ کو تورات پر تھا۔ وہ یقین جو سید المرسلین (ﷺ) کو قرآن پر تھا)

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح ص۱۰۰، خزائن ج۱۸ص۴۷۸)

(وہی یقین مجھے اپنی وحی پر ہے اور اس یقین میں، میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں۔ جو جھوٹ کہتا ہے وہ لعین ہے)

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

(نزول المسیح ص ۱۰۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۸)

(میری آمد سے ہر نبی زندہ ہوگیا۔ ہر رسول میرے پیرہن (کرتے) میں چھپا ہوا ہے)

حاضرین! معاذ اللہ! استغفر اللہ!

کتنا واضح کفر ہے اور یہ بھرا ہوا ہے، اس کی کتابوں میں، تو خان صاحب! جان کر میں ان باتوں کی طرف نہیں آیا۔

اچھا! یہ دیکھیں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ جو آدمی تین مرتبہ میری کتابوں کو نہیں پڑھتا۔ اس کے ایمان میں شبہ ہے۔ یہ دیکھو ''سیرۃ المہدی'' کتاب جو مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے لکھی ہے اور یہ قادیان کا چھپا ہوا نسخہ ہے۔ اس کی دوسری جلد میں ہے: ''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہئے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔''

(سیرت المہدی ج ۲ ص ۷۸، روایت نمبر ۴۰۷)

اور یہ نیا ایڈیشن ہے جو ''چناب نگر'' کا چھپا ہوا ہے۔ اس نئے ایڈیشن میں اسی روایت کو تبدیل کر کے پیش کیا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں تھا کہ جو تین مرتبہ میری کتابیں نہیں پڑھتا۔ مجھے اس کے ایمان کے متعلق شبہ ہے۔ اب موجودہ ایڈیشن میں ہے کہ: ''جو تین دفعہ میری کتابیں نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔''

(سیرت المہدی ص ۳۶۵، روایت ۴۱۰)

ہماری جب قادیانیوں سے گفتگو یا مناظرہ ہوتا ہے تو ہم قادیانیوں سے پوچھا کرتے ہیں کہ تم نے مرزا قادیانی کی کتب کو تین مرتبہ پڑھا ہے یا نہیں؟ تو وہ بہت گھبراتے اور پریشان ہوتے ہیں۔ جب ہم یہ حوالہ انہیں دکھاتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس اعتراض سے بچنے کے لئے عبارت ہی بدل ڈالی ہے۔ انہیں یہ فکر نہیں کہ کسی نہ کسی طرح ہم

مرزا قادیانی سے اپنی جان چھڑالیں۔ ان کی بدقسمتی دیکھو! ہم سے جان چھڑانے کے لئے عبارت ہی بدل ڈالی۔ خان صاحب! عدالت کا جج فیصلہ سناتے وقت کبھی شہادت اور گواہی سے غلط نتیجہ تو اخذ کرسکتا ہے کہ چلو اگلی کسی عدالت میں چلا جائے گا۔ لیکن یہ نہیں سنا ہوگا کہ آج کسی جج نے غلط حوالہ کوڈ کیا ہو کہ کتاب میں کچھ اور ہو اور جج کچھ اور لکھ دے۔ کبھی بھی کسی جج نے یہ کام نہیں کیا۔ چہ جائیکہ جھوٹا نبی اور اس کی ذریت ایسے کرے۔

خان صاحب! حدیث پاک کی ایک کتاب ہے۔ ''کنزالعمال'' اس میں یہ حدیث پاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے موجود ہے کہ: ''**سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء**'' ﴿کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بھائی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔﴾

(کنزالعمال ج۱۴ ص۶۱۹، حدیث نمبر ۳۹۷۲۶)

مرزا قادیانی کا حال دیکھیں! اس نے یہی حدیث اس طرح نقل کی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے: ''**ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم علیٰ جبل افیق**'' (حمامتہ البشریٰ ص۱۴۶، خزائن ج۷ ص۳۱۲)

اس حدیث پاک میں ''**من السماء**'' کا لفظ کھا گیا ہے۔ سرے سے لکھا ہی نہیں۔ اندازہ لگائیں جو کام ہائیکورٹ کا جج نہیں کرتا وہ (جھوٹے) نبی (مرزا قادیانی) نے کردیا۔

حاضرین: خان صاحب! بس اب ہمت کریں اور اپنا تعلق ان حضرات سے رکھیں۔ آمد ورفت، ملاقاتیں، کبھی آپ آجائیں کبھی، حضرت کو دعوت دیں۔ اسی میں آپ کی کامیابی ہے۔ حضرت بس! باتیں بہت ہوچکی ہیں اور نہایت قیمتی۔ اب بس کریں۔ عصر کی اذان بھی ہورہی ہے۔

سردار صاحب: بس حضرت! میرے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطاء فرمائے اور اسی پر مرتے دم تک قائم ودائم رکھے۔

مولانا اللہ وسایا: اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ہی عزتوں سے نوازے، اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔ حضور ﷺ کی شفاعت آپ کو نصیب ہو۔ خان صاحب! حضور ﷺ نے

فرمایا:’’الناس معادن کمعادن الذهب والفضة، خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام (مشکوٰۃ ص ۳۲) ‘‘﴿کہ لوگ معدنیات یعنی کانوں کی طرح ہیں۔ جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔ ان میں جو زمانۂ جاہلیت میں قوی ہوتے ہیں وہ زمانۂ اسلام میں بھی قوی ہوتے ہیں۔﴾

اس طرح کا فرمان مبارک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں بھی اپنے قبیلہ اور قوم کے سردار تھے۔ اسلام لانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ وجاہت بخشی، اس حدیث پاک کا بھی یہی مطلب ہے کہ جو لوگ حالت کفر میں کمزور اور ڈھیلے ہوتے ہیں تو وہ حالت ایمان میں بھی کمزور اور ڈھیلے ہوتے ہیں اور جو لوگ حالت کفر میں قوی ہوتے ہیں وہ حالت ایمان میں بھی قوی۔ غرضیکہ ایمان واسلام اپنی جگہ۔ لیکن جو خاندانی جواہر ہیں ان کی تو بات ہی کیا ہے اور جو لوگ حالت کفر میں بہادر تھے۔ جیسے حضرت عمرؓ۔ اگر وہ اسلام میں آئے تو اسی بہادری کے ساتھ آئے۔

خان صاحب! اللہ پاک نے آپ کو خاندانی وجاہت بخشی ہے اور پھر نسل در نسل نامعلوم یہ وجاہت اور یہ سلسلہ کہاں تک جائے گا؟۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور آپ کو بھی ایمان واسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین، ثم آمین!

اس مجلس کا اختتام دعائے خیر پر ہوا اور نماز عصر ادا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ سردار صاحب موصوف اور ان کے خاندان کو ایمان واسلام والی زندگی نصیب فرمائیں۔ آمین، ثم آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الحبیب خاتم النّبیین سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!

۞ ...... ۞ ...... ۞

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان
061-4783486